بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا آغاز بسم اللہ سے مین نے اپنے دیوان کا
ہوا الحمد للہ ہمقرین نظم قرآن کا

سر دیوان لکھا جو وصف اوس رشک سلیمان کا
نظارہ آکے پریان کرتی ہین رنو دیوان کا

لکھون تو اونمین جو مضمون اوس رخسار تابان کا
ہو مطلع مطلع خورشید محشر اپنے دیوان کا

بناؤن حال مجنون کی طرح ہر فرد انسان کا
سواد دیدۂ لیلی سے لکھون شعر دیوان کا

ہوا ہی جلوۂ معنی سے یہ رنگ اپنے دیوان کا
نظر آتا ہی ہر مضمون مین اک عالم پرستان کا

یہ پھیلا جاتا ہی ہر جا یہ چرچا میرے دیوان کا
ملا ہی چاہتا ہی خاک مین شہر صفاہان کا

کبھی بھولیسے جب سوے فلک اوس شوخ نے جھانکا
اوٹھا پردہ تلک پردہ نشین باغ رضوان کا

کیا قتل ایک کو تو جہانکے حسرت سے مرنے لگا کون
تری تلوار کرتی کام ہی کیا برق خندان کا

تمہارے لعلِ لب کو دیکھکر بس کیا ہی شرمایا
جگر ہو پانی پانی بہ چلا لعلِ بدخشان کا

جو آئی زلف گرد رخ نظر آنے لگا ہمکو
قریب چشمۂ خورشید عالم سنبلستان کا

مرے مانند اسکو بھی اگر مضطر بنانا ہی
تماشا دیکھو آکر چاندنی مین ماہ تابان کا

ضعیف و ناتوان ایسا ہوا ہون جس جگہ بیٹھی جاے
تھکا دے مجکو منزل نکلے ہر ذرہ بیابان کا

جو شب کو میرے ماتم کے لیے منہ کھولکر آیا
ہوا روشن چراغِ آرزو شہرِ خموشان کا

کنوئین مین قید رکھا مجکو اس تقصیر پر برسون
لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی چاہِ زنخدان کا

نظر آئی ہر اک جا چاندنی پھیلی ہوئی مجکو
لحد مین آج آیا دھیان جو ماہوش تابان کا

مین وہ دیوانہ تشنہ لب ہون چاہیے ایکدم بھر مین
سکھا دے کھینچکر دریا کو ہر ذرہ بیابان کا

پسِ مردن سراغِ ساکنانِ خاک پایا ہی
کھلی جب قبر دروازہ کھلا شہرِ خموشان کا

لبِ جانبخش کی سرخی کا عالم دیکھکر ہی جان
ہوا جاتا ہی ٹکڑے ٹکڑے دل لعلِ بدخشان کا

مقابل میرے مہرو کے جو ماہِ چاردہ نکلا
گھٹا غیرت سے بس ہر شب کو چہرہ ماہ تابان کا

نہین بیوجہ آئی زلف یہ سوئے ذقن اونکی
کریگی دل کو میرے قیدی چاہِ زنخدان کا

زالِ چشم کی تیری اگر بگڑی نظر دیکھے — لہو ہو پانی پانی بہ چلے شیرِ نیستان کا

ہو دنیا اور کوے یار مین میری اقامت ہو — ملے دوزخ اگر ہو شوق پھر گلزارِ رضوان کا

لِ صید چاک کا اللہ رے اپنے شوق جانبازی — ازل ہی سے نشانہ بنگیا ہی تیرِ مژگان کا

ے قد او ذقن کو دیکھکر کیا پھبتی سوجھی ہی — نہالِ حسن مین اک پھل لگا سیبِ زنخدان کا

بِ فرقت جو سوتے مین مین اک شب چونک اٹھا ہون — ہوا ہی شیرِ قالین سگپان شیرِ نیستان کا

لہ اوس حور طلعت کے اگر کوچے مین ملجاتی — ارادہ مر کے بھی کرتے نہ ہم گلزارِ رضوان کا

ے جب قید مین یوسف لگی کہنے زلیخا یون — ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی دیکھو زندان کا

لِ لب صفت جانبخشی کی پائی نہین اسنے — تو کیا کیا خون نہین پانی ہوا لعلِ بدخشان کا

اۂ شوق بس لیکر چلی ہی پھر وہین مجھکو — نشانہ جاتے ہی ہوگا جہان دل تیرِ مژگان کا

ہ ادنا سی صفت ہی میری کوی حور طلعت کی — جہانتک وصف ہی اعظم ترے گلزارِ رضوان کا

مین بیوجہ آئے ہین ذقن تک بال لہراکر — یہ کالے پانی پینے آئے ہین چاہِ زنخدان کا

نور کر اسطرح کا گل بناکر باغ مت جاؤ — نہین تو چھوٹ جائیگا ابھی دل سنبلستان کا

ت بھی اک حباب آسا نظر آتا ہی آنکھون مین — یہ دریا بڑھ گیا ہی دیکھو میری چشمِ گریان کا

وہ گریان ہون کہ رو رو کر کے دریا بھر دیا مین نے
خیال آیا ہی جب فرقت مین مجکو چشم جانان کا

نہین ہی سبزۂ خط کا نمو گرد اونکی آنکھون کے
چھری ہی آہوؤن کی گویا خط رخسار جانان کا

تمھاری کاکل پرخم کے خم کو دیکھکر ای جان
دھوان بنکر ابھی اوڑجائیگا دل سنبلستان کا

پری زادان معنی پر احد اپنی حکومت ہی
گمان ہر صفحۂ دیوان پہ ہی تخت سلیمان کا

مرا دل طور سینا ہی تجلی گاہ یزدان کا
یہان مین نام ہی سوی فقط اس گھر کے مہمان کا

جنون مین بسطرح پھیلا ہی ہاتھ اب وحشت جان کا
کہین ای عقل رکھ لے تو ہی پردہ اس گریبان کا

اسیکے گرد اس کمبخت کی دن رات گردش ہی
یہ دل ہی یا الہی یا کہ مرکز چرخ گردان کا

جنون مین یہ اثر دکھلایا عشق روی تابان نے
بنا خورشید محشر ہی ہر اک ذرہ بیابان کا

کیا ہی چاک اوس خورشید رو کی مہر نے سکو
شعاع آفتاب حشر ہی تار اب گریبان کا

سراسر محو حیرت اپنے قاتل کا ہون حیرت ہی
گمان ہر زخمہاے تن پہ ہی اب چشم حیران کا

دکھایا بعد مردن لطف عشق روی تابان نے
لحد مین داغہاے دل سے ہی عالم چراغان کا

نقاب روے انور جب اٹھا دیتے ہو چہرے سے
نظر آجاتا ہی عالم بہار باغ رضوان کا

مرا دستِ حنائی کی جو الفت مین مین دیوانہ
شفق بنکر فلک پہ ہے غبار اپنے بیابان کا

خیال آتا ہی جب مرغ جنون کے قید کرنیکا
بنا لیتے ہین پھندا آپ ہم تار گریبان کا

ضیا وہ پائی اوس آئینہ رو کی داغِ ہجران نے
خجالت نامۂ خورشید ہی چاک اب گریبان کا

تری آنکھون کی گردش کو جو گردش مین نہین پاتا
تو کیا کیا چرخ کھاتا ہی دل اس گردونِ گردان کا

نقابِ رخ اوٹھا کر جب کبھی گلشن مین جاتے ہین
سبق پڑھتے ہین مرغانِ چمن اونسے گلستان کا

بتا دیگا وہ حیرانی بڑا ہی صاف طینت ہی
ذرا احوال پوچھو آئینے سے اپنے حیران کا

یہ قاصد پہلے خط دیکر زبانی یہ بھی کہدینا
لبون پر آرہا ہی دم ترے بیمار ہجران کا

صفائی دیکھیے اللہ ری شانِ حسن خلقت سے
کھلا سینہ تو پردہ اوٹھگیا اسرار پنہان کا

چھپانیسے نہین چھپنے کا قاتل قتلِ ناحق ہے
شہادت نامہ ہی دامن ترا خونِ شہیدان کا

مٹایا خواہشِ دنیا نے ایسا ڈھونڈھیے گر بھی
نشان ملتا نہین اسکندر و فغفور و خاقان کا

بہار گلشن فردوس پھر جاتی ہی آنکھون مین
اوٹھا دیتے ہو پردہ جسگھڑی رخسارِ تابان کا

اٹھایا کھولکر منہ اوسنے پردے سے جو محفل مین
سحر ہوتے ہی بس منہ زرد تھا شمعِ شبستان کا

بچاہِ جان بخش تک آئے نہین ہین بال اترکر
یہ کالے آکے پانی پی رہے ہین آبِ حیوان کا

کیا ہی تنگ جب وحشت نے تو پھر دستِ وحشت سے
کیا ہی تنگ مین نے حالِ دامان و گریبان کا

مچا اندھیر ہی غوغا ہی مارا مار کا ای دل
نکر پھر گز ارادہ کوچۂ گیسوے پیچان کا

رہو آباد کہنے کو نہ سمجھو میرے بے حاصل
بڑھاتی ہی گدا کی بھی دعا کچھ رتبہ سلطان کا

نظر آتا نہین دل اپنا بچتے ای احد ہمکو
پڑا بیڈھب جما ہی آج اونکی فوجِ مژگان کا

ملال اتنا رہا باقی تو مجھ بیمارِ ہجران کا
شبِ غم نے قیامت تک مرے ماتم مین منہ ڈھان کا

نہین پردہ ہوئی ہی زلف شبگون روے جانان کا
شبِ معراج نے آ کر کے کعبے کا ہی منہ ڈھان کا

مسرت آکے پھر جاتی ہی پاسِ خاطرِ غم سے
ابھی صبحِ وطن منہ تکتی ہی شامِ غریبان کا

شبِ فرقت مین اپنے دل کا بس اللہ حافظ ہی
مزاج اب بیقراری پوچھتی ہی دردِ پنہان کا

خیالِ مجمعِ احباب پر منہ ڈھانک لیتا ہون
ہوا اک فسانہ ماتم بیان خوابِ پریشان کا

شریکِ بیکسی و حسرت و اندوہ و حرمان ہی
مزاج ای صبحِ غم کیا پوچھیگی شامِ غریبان کا

خیالِ زلف کو رونق ہوئی گھر چھوڑ دینے سے
شبِ غم نے لگایا حاشیہ شامِ غریبان کا

نمک پاشی کا زخمون پر مرے جب قصد کرتے ہو
خوشی منہ چومتی ہی ہنسنکے اپنے زخمِ خندان کا

دل وحشی خیال گیسوے جاناں مین رہتا ہی — دیا ہی ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا

اودا سی چہرہ عاشق پہ چھا جاتی ہی شہلے سے — خدا کالا کرے مُنہ اور بھی اس شام ہجران کا

لحد مین بھی ہزارون صدمہ فرقت اوٹھائینگے — نچھوڑیگا پس مردن بھی پیچھا عشق جانان کا

کڑی ہر خانہ زنجیر کی منزل ہی زندانین — پھر اوسپر ہی غضب ہونا تصور زلف پیچان کا

چمن مین کان جو کھولے ہوے ہر گل پریشان ہی — صبا شاید کہ قصہ کہتی ہی زلف پریشان کا

ولادیتا ہی یاد لذت شمشیر جب مجکو — خوشی سے چوم لیتا ہون مُنہ اپنے زخم خندان کا

جگہ یون خانہ دل مین ہمارے یاس نے کی ہی — کہ اب باقی نہین ہی نام تک بھی دل مین ارمان کا

وہ بلبل ہون قفس مین گرچہ مدت ہو گئی مجکو — مری آنکھون مین اب تک ہی کھنچا نقشہ گلستان کا

نہاں حسن تمنا ہین یہان لاکھون خموشی مین — نہ لب کھلوا تو ای حسرت کبھی گور غریبان کا

نمود سبزہ خط سے قریب لب ہوا ثابت — مقدر مین خضر ہی کے تھا چشمہ آب حیوان کا

لحد مین خفتگان خاک اب کیا خاک سوئینگے — اجل کہتی ہی افسانہ کسی زلف پریشان کا

لیاقت شعر فہمی کی ہر انسان مین نہین ہوتی — سخندان جو ہین وہ مطلب سمجھتے ہین سخندان کا

امید وصل یار اب قطع ہو جائے کہین دل سے — نہین اُٹھتا دل حسرت زدہ سے ناز ارمان کا

مری سرگشتگی وحشت مین طرفہ رنگ لائی ہی
بگولا بنکے پھرتا ہی غبار اپنے بیابان کا

یہانتک گلرخونکے عشق مین گل ہمنے کھائے ہین
کہ عالم زخمہاے دل پہ ہی گلہاے خندان کا

میسر بوسۂ لب ہون گے رُخ پر خط کی آمد ہی
نشان تبلائین گے اب خضر مجکو آب حیوان کا

احمد کچھ اور بھی اب نالۂ موزون رقم کیجے
ابھی تو حوصلہ باقی ہی کلک گوہر افشان کا

لکھا ہی اسقدر مضمون قدرت ہاے یزدان کا
طلسم خامۂ کن خاتمہ ہی میرے دیوان کا

لکھون دیوان مین گر کچھ قصہ طول زلف جانان کا
ازل مطلع ہو دیوان کا ابد مقطع ہو دیوان کا

رہیگا عشق اسکو گر نہین تیرے گریبان کا
گلا کٹوائے گا اک دن ہلال عید قربان کا

جنون مین جامۂ وحشت نے کیا وسعت یہ پائی ہی
فضاے عالم امکان بھی اک گوشہ ہی دامان کا

مری گو جان لی پر بچگئی بدنام ہونے سے
بہانہ ملگیا اچھا قضا کو روز ہجران کا

تجلی سے رخ انور کی کیون حیرت نہو مجکو
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے جانان کا

دل مضطر مرا جب دیکھیے بے چین رہتا ہی
مزاج اچھا نہین رہتا ہی اب اس دشمن جان کا

غم تازہ یہان جب دیکھیے مہمان رہتا ہی
مرا دل بنگیا ہی اک مکان داغ عزیزان کا

یہ سمجھے تھا کہ اکدن چاک ہوگا دست وحشت سے
خدا نے بارے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے مجھکو
مرے مذہب سے مذہب ہی جدا گبر و مسلمان کا

ترے آنیسے گلشن مین یہ کیفیت ہوئی پیدا
بہار باغ جنت ہی ہر اک تختہ گلستان کا

نہ کیونکر مصحف رخسار جانان سے محبت ہو
مسلمان زادہ ہون مین اور حافظ ہون مین قرآن کا

جو کچھ کہتا ہون مین اوسنے تو وہ کیا کیا نہین کہتے
خدا ایسے ہی نہ تابع کرے انسان کو بھی انسان کا

پتا جا کر کے کوے یار مین یون پوچھنا قاصد
بتاؤ نام یان رضوان ہی کسکے در کے دربان کا

زمانہ زندگی کا اپنی پھر کر گر کہین آتا
تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا

نہین ہی سبزۂ خط گرد رخ کے دست قدرت نے
لکھا ہی حاشیہ دیکھو خط ریحان مین قرآن کا

جو جاتے ہو تو ہنس پڑتے ہین غنچے کھلکھلا کرکے
چمن مین دیکھکر عالم تمھارے روے خندان کا

دل پر داغ مین پنہان ہزارون آرزوئین ہین
کھلائیگا کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا

گئے تھے دیکھے دھوکا ہجر مین پھر کر جو پھر آتے
تمھارے سامنے کرتے گلہ عمر گریزان کا

بس مردن بھی اپنے دل مین باقی ہی خلش کچھ کچھ
تعلق نشتر غم سے ہی باقی کیا رگ جان کا

کٹے جسپر نظر تیری بھلا کیونکر وہ بچ جاے
قضاے ناگہانی نام ہی اس تیر مژگان کا

چلی تھی روٹھکر مجھسے یہ اعزاز تشنہ جیسی دم	تو کس حسرت سے منہ تکتا تھا مین عمر گریزان کا
مضامین میرے دیوان مین ہین دیکھو عشق کے ایسے	ہر اک شعر اپنا گویا باغ جسم ہی گلستان کا
زمین شعر نے رتبہ فلک کا ای احمد پایا	ہر اک نقطہ مہ برج شرف ہی اپنے دیوان کا

احمد یہ شاعران حال و ماضی مین کہان ہاتین
نہو شاہ و دوادین نام کیونکر اپنے دیوان کا

جلوہ افگن زلف شبگون سے رخ زیبا ہوا	آفتاب حشر نکلا نور کا تڑکا ہوا
حیرت افزاے جہان وہ نور کا بکا ہوا	دیکھکر انسان کیا پریون کو بھی سکتا ہوا
جلوہ رخ سے کیا گھر بیخودی نے آنکھ مین	جب اٹھا پردہ اودھر تو پھر ادھر پردا ہوا
پڑگئے لاکھون پھپھولے دست و پاے یار مین	شعلہ رنگ حنا سے یہ اثر پیدا ہوا
روئے جب یاد در دندان مین تو پھر خاک پر	لوٹ کر اشکون کا قطرہ گوہر یکتا ہوا
اسقدر افتادگی مین محو حیرت ہو گیا	نقش پاے یار پر اپنا مجھے دھوکا ہوا
پیسنے کا قصد رکھتا ہی مرے ہر دم مدام	آسیاے چرخ کا گویا کہ مین دانا ہوا
جان کے جانیکی کچھ پروا نہین ہر غم یہ ہی	دامن قاتل پہ میرے خون کا دھبا ہوا

ہاتھ پڑتے ہیں وہ اپنے جسم پر جھجکیں نہ کیون
آتشِ رنگِ حنا سے شعلہ ہی بھڑکا ہوا

سیرِ دریا کے لیے جب مین گیا بے یار کے
حلقۂ گردابِ غم ہر حلقۂ دریا ہوا

لکھدیا تھا حالِ وحشت تمنے بھولے سے جو کچھ
نامہ بر بھی لیکے خط راہیِ سوئے صحرا ہوا

خون اتنا بہہ چلا تلوؤں مین کانٹے جب چبھے
دامنِ گل کی طرح سے دامنِ صحرا ہوا

جب بھری تارِ نظر مین صورتِ زیبائے یار
پتلیوں مین پتلیون کا بھی تماشا کیا ہوا

کسنے ہاتھ اپنا ملایا ہاتھ سے اوس شوخ کے
طائرِ رنگِ حنا تک آج ہی بھڑکا ہوا

سبزۂ خط کی محبت سے ہوا عشق ذقن
رہنما یہ خضرِ خط اس چاہ تک اپنا ہوا

بے نشان کرتی ہی مجکو اپنی ہی گم گشتگی
گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندا ہوا

کشتۂ تیرِ نگاہِ ناز مدفون ہوگیا
ابتو دل اوکا وشِ مژگان تر ٹھنڈا ہوا

جام مے کے شوق مین بیٹھے رہے پہرون مگر
نجل ساقی میرے حق مین نبہ مینا ہوا

او مہ برجِ منور پر تو رخ سے ترے
چاندنی پر چاندنی کا بزم مین دھوکا ہوا

خط کا اونکے چہرۂ تابان پہ ہی اب یہ نمود
یا ورق پر شمس کے مضمون ہی کچھ لکھا ہوا

دشت غربت مین وہ ہون مین بے سر و سامان احمد

جس شجر کے سایہ مین بیٹھا وہ بے پتا ہوا

باغ مین دستِ حنائی کا ترے چرچا ہوا
ہر رگِ گل مین اثر خونِ تمنا کا ہوا

چھونے سے زلف سیہ کے ڈسے ناخوش ہو گئے
آئینے مین بال ناحق آپکے پیدا ہوا

بال کو بکھرا کے رخ پر بولا وہ آئینہ رو
اب حلب مین دیکھلو تاتار بھی پیدا ہوا

ہون وہ وحشی زلف کے سودے مین رہتا ہون ہمین
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ دریا ہوا

جانیے کس شمع رو سے پھر لگی ہی اسکو لو
آجکل رہتا ہی کچھ پہلو مین دل جلتا ہوا

خرمنِ صبر و تحمل پر اک آفت آگئی
جب وہ مثلِ برق آیا خواب مین ہنستا ہوا

انتظامِ ہستیِ موہوم مین آیا فساد
نالۂ پر درد غم کا دل پہ جب بلوا ہوا

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو
دیکھکر افسردہ جس بیمار کو عیسا ہوا

ای بتو اب مجھ مین ہی وہ گرمیِ الفت کہان
سرد مہری سے تمھاری دل مرا ٹھنڈا ہوا

دیکھکر کیا منہ عدم سے ابرِ تر کا آئے تھے
مثلِ شبنم عمر بھر اس باغ مین رونا ہوا

چشمِ مستِ یار نے بدمست مجھکو کر دیا
ساغری کی خواہش رہ گئی اچھا ہوا

لکھدیا تھا جو دہن کا اور کمر کا حال کچھ
نامہ بر عنقا ہوا اور خط پر عنقا ہوا

جان اپنی سبزۂ خط پہ کیسے جائیگی
تھا یہی شاید خطِ تقدیر مین لکھا ہوا

بام پر آکر نقابِ رخ اُٹھایا اوسنے جب
آفتابِ روزِ محشر جلوہ گر گویا ہوا

رتبۂ اکمل کو پونہچا جو ہوا گوشہ نشین
گوہرِ یکتا صدف مین قطرۂ دریا ہوا

یادِ غیرونکی ہو کیا اب کچھ خبر اپنی نہین
اسقدر مین اُوپری محوِ رخِ زیبا ہوا

دہر مین جسکا مقدر نام ہی ای ہمدمو
عمر بھر دیکھو نہ ہمسے وہ کبھی سیدھا ہوا

اسقدر میری طرف سے بدگمانی ہی اوسے
خواب مین بھی آتا ہی وہ شوخ تو ڈرتا ہوا

کوچۂ جانانمین جاکر گر پڑے جو سر کے بل
کعبے مین گویا احد سجدہ ادا اپنا ہوا

رونے مین جسدم تصورِ سبزۂ خط کا ہوا
زخمِ دل پر مرہمِ زنگار کا پھاہا ہوا

لاکھ سر مارا کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا
منفعل تیرے مریضِ غم سے کیا عیسا ہوا

بیٹھکر پہلو مین اپنے ایکدم وہ اوٹھ گئے
دشمنِ جان دردِ دل اپنے لیے پیدا ہوا

بحرِ عالم سب حباب آسا نظر آنے لگے
جوش پر اشکونکا میرے جسگھڑی دریا ہوا

ہی بیانِ گوہرِ دندانِ جانان دیر سے
گوشۂ عزلت مین جو بیٹھا دُرِ یکتا ہوا

ہون وہ مجنون صورتِ جانان جو آئے خواب مین
دل ہمارا جلوہ گاہ جلوۂ لیلا ہوا

گردشِ چشمِ فسونگر کے اثر سے دیکھنا
دل بھی اپنا بنکے آہوے بادیہ پیما ہوا

میرے بیدم ہونے تک ترچھی نگاہونکی ہی
پار سینے کے اوترکر تیر یہ سیدھا ہوا

مفت میرے لیکے تمنے ای بتو کھویا اسے
درد سے آنکھونکے دل اپنا یہ تھا پالا ہوا

آتی آوازِ انا لیلیٰ بھی تھی ہر عضو سے
سر سے پا تک قیس جب محوِ رخِ زیبا ہوا

رکھتا ہی بےچین مدت تک تعلق دل کا بھی
غیر کے پہلو مین بیٹھے درد یان پیدا ہوا

ہر دہانِ زخمِ بسمل سے یہ آتی ہی صدا
زخمی تیغِ نگہ جو ہو گیا اچھا ہوا

نام باقی ہی وجودِ جسم بالکل کچھ نہین
گم کری جستجو مین صورتِ عنقا ہوا

چھیڑ دیتا ہون مین نوکِ خار سے اکثر اسے
جوش پر جسدم مرا خونِ رگِ سودا ہوا

نور سے اپنے بنا کر احمدِ مختار کو
آپ ہی مجنون بنا اور آپ ہی لیلا ہوا

مر گیا عاشق تمھارا ہو گیا قصہ تمام
آرزوے وصل کا بھی آج منہ کالا ہوا

یہ مریضِ غم سے اپنے وہ بگڑ کر کہتے ہین
تم پڑے بیمار اور عالم مین مین رسوا ہوا

ہو کے عاشق آپکی زلفِ سیہ کا جان مین
کوچہ و بازار مین کیا کیا نہ مین رسوا ہوا

کہہ نہیں سکتا ہوں اوسنے گو زبان کہنے کو ہی
گونگے کے دل کا یہ اپنا مدعا گویا ہوا

نغمہ سنجِ گلشنِ معنی ہوں میں بھی بلبلو
کچھ سناؤنگا اگر اس باغ میں رہنا ہوا

ضعف سے اپنی یہ حالت ہوگئی ہی ای احد
نالہ بھی آتا ہی لب تک سو جگہ اڑتا ہوا

آتشِ دل کا اثر یہ دیکھو پیدا ہوا
ایک ہی نالے سے اپنے آسمان نیلا ہوا

سبزۂ خط کے نکلنے کا ہوا عالم میں شور
طوطی اپنے یار کا بھی بولتا پیدا ہوا

جسپہ یہ پڑتا ہی وہ شی بھی چمک جاتی ہی صاف
سایۂ مہتاب گویا یار کا سایا ہوا

نازکی ایسی ہی اس سے بھی نکل آیا عرق
جسمِ جانان پر اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا

جام خالی دیکھے ساقی تو جو ترسانے لگا
کاسۂ می حق میں میرے بھیک کا کاسا ہوا

کشتۂ چشمِ سیاہِ یار تھا جو ہمدمو
بعد مردن جو غبار اپنا تھا وہ سرما ہوا

وصل کی شب شمع کی حاجت نہ تھی اصلا مجھے
اوس پری کے آتی ہی گھر نور کا سارا ہوا

دل پہ جب او شمعرو نقشہ ترا آیا اوتر
پہلو فانوسِ خیالی کی طرح اپنا ہوا

آتے ہی صورت کے تیری [illegible] آگئی
اپنا پہلو اوپری بلور کا شیشا ہوا

تھی جو الفت ابروے خمدار سے تیری مجھے
سوکھکر ایجانِ جان تن بھی ہلال آسا ہوا

اشک کا قطرہ ہمارے دیدۂ سودا سے آج
گرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگارا ہوا

مہر کی حالت ہی اپنی اے اسعد اب ضعف سے
نام کو اُٹھنا ہی اپنا جب کبھی اُٹھنا ہوا

اثر باقی ہی بعدِ مرگ ضعفِ جسم زائل کا
کچھ اُٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا بھی مری گل کا

فرشتونکو بھی ہوگا عشق اوس زہرہ شمائل کا
ستارہ دیکھنا چمکیگا پھر اب چاہ بابِل کا

پتا ملتا نہین ہی دیکھتے ہین لاکھ ساحل کا
خدا ہی ناخدا ہی اب ہماری کشتیِ دل کا

وہ بسمل ہون کہ الفت بڑھگئی ہی قتل ہونیسے
تڑپکر چوم لیتا ہون مین اکثر ہاتھ قاتل کا

یہی ذرات ہی جیمین کوئی تڑپے کوئی پھڑکے
پسند آیا ہی بس اونکو تماشا مرغ بسمل کا

مری آنکھونپہ پٹی باندھی اوسنے خونکے ڈر سے
نہ دیکھا ہاے وقتِ قتل بھی مُنہ ہنستے قاتل کا

نظر آئی نہ پھر مجنون کو لیلی بدنصیبی سے
کیا بیہوشی نے پردہ اُٹھا جب پردہ محمل کا

نکل جاؤن سوِ صحرا یہی جیمین ہی زندانسے
بہار آئے تو ابکے سلسلہ توڑون سلاسل کا

اثر باقی رہا بعدِ فنا بلسے بے پریشانی
[illegible] نہ ہرگز مین سکا کا سہرے گل کا

لبِ ساحل نہین ہی تو کم ظرفی کا باعث ہی
قصورِ فیض دریا کیا قصور اسمین ہی ساحل کا

الٰہی پانوٗن بھی میرے مثالِ بخت سو جائین
خفا ہوتے ہین دربان دیکھکر ہلنا سلاسل کا

پۓ شوقِ دید لیلی ہی کہ بس اوڑکر لپٹ جاۓ
غبارِ قبر مجنون دیکھلے گر جلوہ محمل کا

ندامت سے چھپا لیتا ہی مُنہ کو اپنے دامن سے
گذر ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا

خطِ تقدیر مین عشقِ خطِ رخسار لکھا تھا
سمجھ لینا ہوا کیا سہل مطلب خطِ مشکل کا

یونہین فریاد کرتے ہین اسیرِ کاکلِ پیچان
یہی زندان مین ہردم غل ہی پانونکے سلاسل کا

دعائین دیتے ہین دلسے سمجھ لو دلمین تم بھی کچھ
حسابِ دوستان دردل فقط ہی فیصلہ دل کا

نہ کعبے کو گۓ ہم دیر سے اچھا ہوا اے دل
فقط اک دردِ سر ہی تھا یہ طی کرنا منازل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
جھکائی لاکھ گردن پر نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

لگایا اپنے سینے سے اوٹھا کر اوسکو قاتل نے
تڑپکر جا پڑا قدمونپہ جب سر اوسکے بسمل کا

ہمین وہ قتل کرکے اب کفِ افسوس ملتا ہی
فریبِ رحم تو دیکھو ہمارے ساتھ قاتل کا

پہونچ جاتا ہون کعبے یار مین گرچہ ہون دور اوس سے
ہی پاۓ شوق سے آسان طی کرنا منازل کا

دل اپنا کوچۂ کاکل سے پھر کر جیسے آتا ہی
کچھ ایسا خستہ ہی جیسے تھکا ہو کوئی منزل کا

وہ دریا کے کنارے سیر کو ہر روز جاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی بخت ساحل کا

دکھادے خنجر ابروے بُرّان کو اگر قاتل
نظر آجاے محفل مین تماشا رقص بسمل کا

دل محزون تلاش رہروان خاک جانے دے
پتا کیونکر ملے ہی فاصلہ اون سے منازل کا

دھڑکتا ہی کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہی
عجب احوال از روز ون احمد سینے مین ہی دل کا

سُوے گر ہوا ایما خنجر ابروے قاتل کا
نظر آئے فلک پر بھی تماشا رقص بسمل کا

نکلجائے ابھی ارمان قاتل تیرے بسمل کا
پڑے گر ہاتھ پورا تو ہو پورا حوصلہ دل کا

ارادہ ہی زندانین بس اب حضرت دل کا
چلو صحرا کو توڑو سلسلہ بالکل سلاسل کا

خدا کا شکر کر اب تک کمال حسن ہی ورنہ
کمال اک شب فقط رہتا ہی مہمان ماہ کامل کا

ہنسی معشوق کی ہوتی ہی وجہ گریۂ عاشق
چمن مین خندۂ گل سے ہی بس نالہ عنادل کا

الٰہی دیکھیے مقتل مین کس کی پیاس بجھتی ہی
مین تشنہ لب ہون اک مدت سے آب تیغ قاتل کا

ترے در کی گدائی کے لیے بس ای شہ خوبان
فلک بھی لیکے پھرتا ہی پیالہ ماہ کامل کا

شب تاریک گیسو مین دکھا کر مانگ کہتے ہین
اسی رستے مین لٹ جاتا ہی دیکھو قافلہ دل کا

کسی گل کا ہون بیمارِ محبت صورتِ بلبل
سرِ بالین مرے تکیہ ہو پر ہائے عنادل کا

نہ پوچھو ہی گرہ کیون رشتہ گریہ مین اشکون کی
نہ سمجھو سہل کھلنا عقدہ ہائے کارِ مشکل کا

بگڑتے ہین سوالِ وصل پہ وہ تو یہ باعث ہی
ابھی کچھ امتحان الفت مین کرتے ہین مرے دل کا

غبار اپنا بگولا بن کے اکثر رقص کرتا ہی
پسِ مردن خیال آتا ہی جب رقص اوسکی محفل کا

کھلینگے ناخنِ تدبیر سے بندِ قبا اک دن
انھین ہاتھون سے حل ہوتا ہی عقدہ کارِ مشکل کا

حسینانِ جہان کرتے ہین کسبِ نور سب اوس سے
چراغ طور ہی اک گل چراغ اب جسکی محفل کا

بہار گل چمن مین تھی تو بلبل نالہ کرتی تھی
خزانمین برگِ افتادہ سے ہی عالم جلاجل کا

سوا میرے کرم ہی غیر پر اوس بحرِ خوبی کا
پڑا کیا بخت پر میرے بھی سایہ بخت ساحل کا

اثر باقی پسِ مردن ابھی تک ہی خرابی کا
بگڑ جاتا ہی بن بنکر کے پتلا بھی مری گل کا

بوقتِ شعر گوئی ہجرِ جانان مین جو نالان تھا
مرے دیوان مین ہی اوراق سے عالم جلاجل کا

سپہر و آسمان تھا رات بھر مارے ندامت کے
ستارے دیکھکر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا

سلیمان بھی جو آئے تو نہ ہمسازِ تکلم ہو
فلک پر ہی دماغ افزون تمہرے در کے سائل کا

رخِ جانانکو کیون ان ملتی شمعون سے نسبت دون
مہ و خورشید کا نقشہ تو ہی نقشہ جلاجل کا

بتانِ سنگدل سے ہو نہ صورت آشنا کوئی
یہی نالہ ہی پر [illegible] سے شکستِ شیشۂ دل کا

گلے کو گھونٹکر فرقت مین اپنی جان دی مین نے
نہ منت کش ہوا [illegible] قاتل کا

دمِ فکرِ سخن مضمون عالی پانون پڑتے ہین
تصور ہی احد از روز ون کس خورشید منزل کا

صدا دیتا ہی بعد از قتل یہ سر اوسکے بسمل کا
ازل سے ناز پروردہ ہون شستِ تیغِ قاتل کا

وہ مجنون ہون کہ ہی مالک تصور جسکے قبضے مین
مری آنکھون مین جلوہ ہی مری لیلی کے محمل کا

اوسکے ہجر مین دن رات ہی اپنی یہ جانسوزی
چراغِ طور بھی پروانہ ہی جس شمعِ محفل کا

بہت خوش ہوکے مجھسے بال وہ اپنے گوندھاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی کیا انامل کا

کوئی محرابِ کعبہ مین ہی کافر گویا جا بیٹھا
یہ عالم زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا

رسائی دل کو اب کیونکر نہ زلفِ یار تک ہوگی
مقدر سے کرمون کے بڑھا ہی حوصلہ دل کا

خدا کے سامنے محجوب ہوگا قتل ناحق سے
قیامت مین مرا ہی ہاتھ اور دامن ہی قاتل کا

وہ ہمسے طالعِ برگشتہ کیصورت پھرے ایدل
گمان جس ہاتھ پر ہوتا تھا گردن مین حمائل کا

خیال اوس سنگدل کا دل سے دم بھر بھی نہین جاتا
رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھ اب سل کا

جگہ نقطے کی قرآن مین نہین ہی مجکو حیرت ہی
تمہارے مصحفِ رخسار پر نقطہ ہی کیون تل کا

تڑپنے کی نہ دی دم بھر بھی مہلت مجکو قاتل نے
نہ نکلا ہاے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا

یہ محوِ دیدِ لیلیٰ ہی جو ممکن ہو تو لائق ہی
بنے تارِ نگاہ قیس سے پردہ بھی محمل کا

تو وہ رشکِ سلیمان ہی کہ اب بھی قاف سے اوڑکر
تماشا دیکھنے آتی ہین پریان تیری محفل کا

اندھیری رات مین روشن ہین گویا شمع کافوری
یہ عالم آج کل گیسو مین ہی اونکے انامل کا

دم آیا ہی لبون پر ہی تمنا بوسۂ لب کی
سوالِ آخری ہی رد نہ کر تو اپنے سائل کا

شبِ فرقت مین سر دھنتے ہین روتے ہین بلکتے ہین
نتیجہ اور کیا ہوتا ہماری سعیِ باطل کا

بہت فرہاد اور مجنون کے تم قصے سنے ہونگے
کبھی بہر خدا سن لیجیے قصہ مرے دل کا

پسِ مردن بھی ہجرِ یار مین لحد مین تڑپتا ہون
نمایان سنگِ مرقد پر بھی ہی عالم زلازل کا

کیا قتل اوسنے جانبازون مین میری آبرو رکھلی
حقیقت مین بہت ہی دم غنیمت تیغ قاتل کا

اثر باقی جنون کا ہی وہی اللہ رے ابتک
کھلونے والے بھی مجنون بناتے ہین مری گل کا

نہ آیا نزع کے بھی وقت وہ میری عیادت کو
تصور مرتے مرتے بھی رہا جس شوخِ غافل کا

ہوے مقتل سے راہی پھیر کر منہ رنج کے مارے
نہ دیکھا جب گیا اونسے تڑپنا بس مرے دل کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہمکو
بھلا کیا منکشف ہو حال ہمپر حق و باطل کا

جو وان غیر ونکے پہلو مین رہا کرتے ہین وہ اکثر
تو یان ذرات صدمہ رہتا ہی درجے مقابل کا

نہونگے مست بوے گل بہار آئی بھی گلشن مین
گیا جوش جنون کے ساتھ سارا ولولہ دل کا

بہت کھنچ کھنچ کے دم لے لیکے رک رک کے چلتی ہی
احد مقتل مین دیکھو آج غمزہ و تیغ قاتل کا

تصور رات دن رہتا ہی اک فردوس منزل کا
گذر باغ ارم مین آج کل ہی حضرت دل کا

جب اوسکا دھیان کرتا ہون خیال زلف آتا ہی
مرے پاے تصور مین بھی ہی عالم سلاسل کا

نہین پہلو مین ہین وہ تو تصور اون کا رہتا ہی
مری بیحاصلی مین بھی ہی اک مضمون حاصل کا

نہ پوچھو ہجر مین حالت مری کیا ہو چکی کیا ہی
کیا دق نے بھی دق سینے پہ صد سل سے ہی سل کا

جلا دے برق گر گر اوسکو وہ برگشتہ طالع ہون
مرے خرمن پہ لے گر نام دہقان آگے حاصل کا

جہان مین جتنے ہین دیوانے تیرے ہین پری پیکر
مٹایا حسن نے تیرے نشان انسان عاقل کا

ہتو چھوڑو ستم کو عدل سے اب پیش آؤ تم
خدا کے گھر مین سنتے ہین بڑا رتبہ ہی عادل کا

وہ ظالم آشنا بے ظلم ہی ایسا بگڑتا ہی
کوئی بھولے سے بھی گر نام لے سلطان عادل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا مثل تیرے تو ہوا ثابت
جہانمین ممتنع بس نام ہی تیرے مقابل کا

جو عاقل ہین اونھین راحت کی فکر اصلا نہین ہوتی
خیال عیش رکھنا ہر گھڑی ہی کام جاہل کا

نہین ہی چین ہجر یار سے دم بھر بھی دنیا مین
قیامت مین بھی دیکھین حال کیا ہو مجھ سے غافل کا

خیال نفع کیونکر ہو مین برگشتہ طالع ہون
سراسر سیر نقصان ہو اگر لون نام حاصل کا

نہ پوچھو فرقت جانان مین کیا کیا راتین گذرین
کبھی دق نے کیا دق اور کبھی صدمہ رہا سل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا آجتک ہمنے زمانے مین
ہمیشہ نام ہی سنتے رہے انسان عاقل کا

چرائے کیون نہ بیدڑ ہوکے دل کو میرے پہلو سے
نہین دزد حنا کو کچھ خطر سلطان عادل کا

وہ آئینے مین منہ کو دیکھکر کہتے ہین لوگون سے
زمانے مین نہین ہی دوسرا میرے مقابل کا

کتاب عشق کے اک لفظ کا مطلب نہین سمجھا
دل نادان ہی تو شاگرد کس استاد جاہل کا

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ہی چین اب دل کو
ستاتا ہی نہایت عشق اب اوس شوخ غافل کا

ترا نقشہ بناکر صانع قدرت نے فرمایا
بناؤنگا نہ اب مین دوسرا تیرے مقابل کا

شب فرقت مین ایذائین بہت کچھ جو اوٹھائی ہین
تو پھر اب ناک مین ہی دم ہمارے حضرت دل کا

یہی ورثات ہجر یار مین ہی اب دعا تجھسے
الٰہی بھول جاؤن نام تک اوس شوخ غافل کا

لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تو یہ بولے
بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہی کام عاقل کا

یہ حُسنِ چند روزہ پر تو اپنے ای پری پیکر
غرور اتنا نکر یہ کام ہی انسانِ جاہل کا

جگر ہوتا ہی ٹکڑے اور کلیجہ مُنہ کو آتا ہی
زبانسے نام لیتا ہون جب اوس شوخ غافل کا

اک اپنے گھر کو بس ویران کرکے ای جنون آخر
کیا آباد ہمنے سیکڑون خانہ سلاسل کا

احد الفت نہ مجھکو اوس سے ہو یہ غیر ممکن ہی
دل اوس بت کا ہی تابع اور مین تابع ہون اس دل کا

جگر پر زخم کھاکر خنجر ابروے قاتل کا
تڑپنا مرغ بسمل کیطرح اک کھیل ہی دل کا

رقم کرتا ہون مضمون مین کسی گل کے فضائل کا
صریرِ کلک کا غذ پر ہی اک نالہ عنادل کا

یونہین اولیلیِ پردہ نشین گر فرط الفت ہی
پس مردن نبیگی روح مجنون پردہ محمل کا

محبت مین رخِ اہلِ کی عشقِ خال لازم ہی
نمک کے ساتھ ہوتا ہی مزا کچھ اور فلفل کا

شباب حسن رخصت ہو گیا اب وقت پیری ہی
ہوا بیمغز جب پھر رہگیا کس کام کا چھلکا

نہو جب تو بغلمین اپنے تو پھر ساقیِ مہوش
مئی گل رنگ مین بھی ہی مزا زہرِ ہلاہل کا

نہین نسبت ہی قطرے گلمین کچھ اور ہمین حیران ہون
گلِ رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا

یہ شوقِ دیدِ مجنون کو ہی دم آیا ہی آنکھون مین
اوٹھا دے کہدو لیلی سے کوئی اب پردہ محمل کا

کمال اتنا تصور مین تو ہو لیلی کے ای مجنون
جدہر دیکھے اودھر آئے نظر بس جلوہ محمل کا

ابھی جل بھن کے مثلِ خاک بن جائے سرِ دم بھر مین
جہنم تک پہونچ جائے اگر شعلہ مرے دل کا

طوافِ کعبۂ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہو
بجائے سنگِ اسود بوسہ لون رخسار کے تل کا

یہی غوغا مچا ہی کوچۂ کاکل مین برسون سے
ادھر سے نکلے بس جانے نپائے قافلہ دل کا

ابھی جنت سے حورین اور آئین قاف سے پریان
تماشا گر دکھاؤن تم کو اپنے جذبۂ دل کا

وہ بحرِ حسن دریا کے کنارے جا کے جب بیٹھا
برنگِ موج منہ ہر مچھلیون نے چوما ساحل کا

جو عالی مرتبہ ہین اون کو یہ پست اور کرتا ہی
فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

تو وہ ہی غیرتِ زہرہ کہ جسکی چاہ مین پڑکر
ملائک دیکھتے ہین عرش سے منہ چاہ بابل کا

نکر حسنِ دو روزہ پر غرور ای ساقیِ مہوش
چھلک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہِ کامل کا

بہار آئی ہی دیوانون کی حالت اور ہی کچھ ہی
سرودِ مست ہی زندان مین ہر نالہ سلاسل کا

لڑکپن سے تری تقریر مین شیرین بیانی ہی
مقابل مین ترے ہوتا ہی کھٹا دانت قابل کا

بس اکدم مین کرون گا سرد مین نارِ جہنم کو
بڑھا اشکو نسے رونے مین اگر دریا مرے دل کا

کہا حالت کو میری دیکھکر سب عاملون نے یہ
نہین آسیب یہ پابند ہرگز نقش عامل کا

حصول مدعا کی عاملون سے کیا تمنا ہو
سمجھتا نقش قسمت کو ہو نہین بس نقش عامل کا

نہ منہ کو پھیر لیے بہلا ئیے مجکو نہ باتون مین
جو چھیڑا ہی تو کچھ سن لیجیے قصہ مرے دل کا

احمد یہ تلاقی کوندتی بجلی جو ہی اکثر
او ڑایا ڈھنگ اسنے بھی میری بیتابی دل کا

نہین کچھ آج سے ہی مجپہ عالم مرغ بسمل کا
ازل سے ہون مین کشتہ خنجر بیداد قاتل کا

چھٹا دیوانہ شاید پھر کوئی اب قید ہستی سے
بنا ہی آج ماتم خانہ ہر حلقہ سلاسل کا

مرے پہلو مین آتا ہی نظر اک نور کا عالم
گذر ہی خانہ دل مین یہ کس خورشید منزل کا

ہماری روح جنت مین پھڑکی ہوکے بس آہو
مرا ہون شیفتہ ہوکر کے جو مین چشم قاتل کا

گلے پہ پھیر خنجر شوق سے بہر خدا اب تو
ہوا جاتا ہی خون پہلو مین قاتل حسرت دل کا

ملی جوش جنون مین وہ مجھے اللہ ری طاقت
ہلا دیتا ہی پایے عرش کو نالہ مرے دل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
پڑی تلوار ترچھی سیدھا گو تھا ہاتھ قاتل کا

وہ مجنون ہون کہ بعد مرگ بھی لڑکونکو کاوش ہی
بنا کر مارتے پتھر ہین سب پتلا مری گل کا

صدائے نالہ برپا ہی روان آنکھون سے آنسو ہین
نکلتا آج شاید دم ہی اپنے حسرتِ دل کا

خیال آتا ہی رہ رہ کر کے اپنی سخت جانی سے
نہ دکھ جائے کہین نازک بہت ہی ہاتھ قاتل کا

خدا جانے کدھر راہی ہوے یاران صحبت بھی
نشان ملتا نہین ہی اب کہین محفل کی محفل کا

بچھاؤن فرش خواہش اور جلاؤن داغ کی شمعین
جو آؤ خواب مین دل مین نیا سامان ہو محفل کا

نہ وہ شکلین نظر آتی کہین ہین اور نہ وہ باتین
فقط اک نقشہ آنکھون مین کھنچا ہی اہل محفل کا

کچھ اثباتِ دہن مین گفتگو یہ کر نہین سکتے
بہت کچھ منطقیون کو ہی گو دعوی دلائل کا

نہین کچھ بولتے منہ سے فقط رہ جاتے ہین ہنسکر
جو کہتا ہون کبھی رو کر کے اونسے مدعا دل کا

نہ لے آرام او جانِ حزین تن سے نکل کر تو
ابھی تجکو بہت باقی ہی طی کرنا منازل کا

ہمیشہ جستجوے یار مین پھرتے رہے لیکن
نہ دیکھا خواب مین بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا

جو چلتا ہون کبھی تو گرد اونکے گھر کے پھرتا ہون
مسافر صورتِ پرگار ہون مین ایک منزل کا

ذرا سا چین پہلو مین تلاشِ یار لینے دے
ابھی یہ دل یہان ہارا ہوا آیا ہی منزل کا

اوسیدم ہوش مین فرہاد اور مجنون بھی آجاتے
جو سن لیتے کہین قصہ ہماری وحشتِ دل کا

سیاہی تل سے چشم حور کے ای جان بناؤن مین
ورق پر شمس کے مضمون لکھون رخسار کے تل کا

صدا پازیب کی اونکی جو یاد آتی ہی زندان مین
ہلا کر پاؤن کو سن لیتا ہون نالہ سلاسل کا

ہوے ہو آجکل کس پری وش کے چاہنے والے
احمد احوال کچھ کھلتا نہین بیتابی دل کا

دہان زخم سے ابتک بیان ہی تیرے بسمل کا
اوٹھاؤنگا جہان تک اوٹھ سکیگا ناز قاتل کا

سنا کرتے تھے پہلو مین بہت کچھ شور ہم دل کا
جو دیکھا چیر کر تو صاف تو وہ تھا فقط گل کا

لگا کر تیر میرے سینہ پر پھر ترچھی چتون سے
تماشا دیکھا ابرو کمان اب رقص بسمل کا

بھریگا اوسمین جو مئی اوسکو پیلونگا وہ میکش ہون
جو بنوائیگا خم ساقی کہین مجھ رند کی گل کا

نہین امید آزادی فقط زیر قفس ای جان
پھڑکنا عمر بھر لکھا ہوا ہی طائر دل کا

مرے نالون کو سُن سنکر کے فرماتے ہین لوگونسے
اثر ہونے لگا ہی اسکی کچھ بیتابی دل کا

صدا زنجیر کو بیدار رکھا وحشت دل نے
مرے دم سے فقط زندان مین ہی نالہ سلاسل کا

ہر اک کی لاش پر کہتا ہی کسنے مار ڈالا ہی
تجاہل دیکھیے ہم بسملون کے ساتھ قاتل کا

نہین کچھ مے کی حاجت بس ابھی بدمست ہو جائے
لگائے مُنہ سے گر خالی کوئی ساغر مری گل کا

پڑے گر ہاتھ کوئی مجھپہ یہ شوق شہادت ہی
دہان زخم سے مُنہ چوم لون شمشیر قاتل کا

ہمارے خط کو لیکر اوسطرف جب راہی تو ہونا (ق) بتا اے نامہ بر یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا

کبوتر کے کہین پر پرنے پرنے اوڑتے ہونگے تماشا بھی نظر آئیگا وان کچھ رقص بسمل کا

بپا اک فتنہ مثل فتنۂ محشر وہان ہوگا دکھائی دیگا ہر جا حال بس بیتابی دل کا

کہین پروزن سے وہ بھی جلوہ فرما دیکھتے ہونگے مقابل مین نہین کچھ جسکے سینہ ماہ کامل کا

عوض جنس دلکے احمد درد محبت مول لیتے ہین
کہین دنیا مین ایسا بھی سنا ہے کام عاقل کا

ہماری آتش دل نے تن پژمردہ جان پھونکا تماشا ہے مکین نے اس مکان کے خود مکان پھونکا

جگر کو دلکو جانکو تن کو سبکو ایکسان پھونکا ہماری آہ سوزان نے احد کیا کیا مکان پھونکا

شکایت شعلہ ولسے ہے درد دل کی یہ اپنی جلن کیا تھی جو تونے میرے رہنے کا مکان پھونکا

گل و بلبل مین جھگڑا ہی تھا کیا جسکو صبا تونے ذرا سی بات کو لیکر یہان پھونکا وہان پھونکا

صدا کانو مین آتی ہے شکست رنگ ہر گل سے کہ آخر نالۂ بلبل نے دیکھو بوستان پھونکا

جلا کر دل خیال شعلۂ رخسار یون بولا نصیب دشمنان اس گھر کو کسنے مہربان پھونکا

مکان یاس وحسرت تھا دل ماتم زدہ اپنا اسے بھی آج تونے جل کے او سوز نہان پھونکا

نہین پھونکا دھوان بیکپ کے حقّہ سے زلف اوسنے
چراغِ روز سے لیکر رخِ شب پر دھوان پھونکا

برنگِ گُل چمن مین کھلکھلا کر ہنس پڑے غنچے
خدا جانے صبا نے کانمین کیا انکے یان پھونکا

قفس مین نالۂ بلبل یہ با صد سوز و ماتم ہے
بُرا صیاد کا ہو فصلِ گل مین آشیان پھونکا

ہمارے شعلۂ دل مین یہ ہے اللہ رے سوزش
نہ اِک دل ہی کو اسنے تا بمغزِ استخوان پھونکا

ستم تازہ یہ صیاد ون کا دیکھو ساتھ بلبل کے
پسِ مردن بھی رکھکر آشیانمین آشیان پھونکا

ہمارے خرمنِ ہستی سے تبلا کیا عداوت تھی
جو تونے جل کے اسکو آج ای برقِ طپان پھونکا

نہین لائی اوڑا کر کے صبا یہ نکہت گیسو
مسیحا نے تنِ بیجا نمین گویا آکے جان پھونکا

شبِ فرقت ہماری آہِ سوزان نے یہ شدّت کی
زمین سے ایکے اسنے تا بحدِّ لامکان پھونکا

ہوے ظاہر شرارے دفعۃً اللہ رے سوزش
جو حقّہ پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر دھوان پھونکا

تپِ فرقت سے آہِ دل سے سوزِ شعلۂ جان سے
جو ان سب سے بچے تو تونے او سوزِ نہان پھونکا

نہ پھونکا خرمنِ مہ کو نہ قصرِ آسمان کو گر
تو تونے کیا تنِ پُر درد کو ای سوزِ جان پھونکا

شرارت اونکی ہے دردِ حنا کی دید کے قابل
کہ دیکھو شعلۂ رنگِ حنا سے جسم و جان پھونکا

دل اپنا پردۂ ناقوس مین جا کر جو چلّایا
تو سوزِ نالۂ ناقوس نے دَیرِ بُتان پھونکا

کیا ہے چین دم بھر تو افاقہ بھی رہا دم بھر
تپ فرقت نے دم لے لے کے جسم ناتوان پھونکا

دل غم پر ہین کیا کیا گر میان ان شعلہ ویونکی
جرس پھونکا کسینے اور کسینے کاروان پھونکا

بھلا ظاہر کرین لوگو نمین کیا اب راز الفت کو
جگر کی آگ نے تو دفتر ملک بیان پھونکا

یہی معنی احمد سوز محبت کے ہین کیا شاید
کہ آخر دل کو جان کو تن کو سبکو ایکسان پھونکا

زمین شعر یہ تھی پھونکنے ہی کے احمد قابل
اسے بھی آج فیض حضرت آتش سے یان پھونکا

حیف ہی دشمن دین بھی رخ جانان نکلا
تھا جو مؤمن وہی غارت گر ایمان نکلا

حیرت افزاے جہان قالب انسان نکلا
جسم خاکی مین دل آئینہ حیران نکلا

بجلی تربت سے جو کچھ توسن جانان نکلا
قبر سے خاک اوڑا تا مری ارمان نکلا

بل جو کھا کر سوے رخ گیسوے پیچان نکلا
حسن کے گنج کا یہ مار نگہبان نکلا

پھنستے ہی زلف مین بس دلکو چھپایا تو نے
دزد اس رات کے پردے مین تو ایجان نکلا

گاہے ناقوس مین چلایا جرس مین گاہے
پردۂ غیر مین عاشق ترا نالان نکلا

گال کو آنکھو نسے مل کر مرے بوسے ہنسکر
دیدکا شوق کچھ ای دیدۂ گریان نکلا

بوے گیسو کے ہی دل ساتھ خدا خیر کرے
گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا

فسردہ ہو زیست کو ای مرگ تو رخصت ہو جا
گھر سے اپنے مرا عیسی پئے درمان نکلا

دیکھکر جلوۂ رخ کو ترے ای نیر حسن
صورت آینہ خورشید بھی حیران نکلا

کشتئ عمر کو اشکون نے ڈبویا آخر
دیدۂ تر سے مرے نوح کا طوفان نکلا

کسقدر درد دل اپنا بھی ہو آرام پسند
اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا

قصۂ برہمیِ زلفِ درازِ جانان
جب خیال آیا تو اک خواب پریشان نکلا

ہی صدا کوچۂ کاکل مین یہی دل کی مرے
زلف جانان کیطرح مین بھی پریشان نکلا

دامن یار سے لپٹی نہ کبھی خاک مری
بعد مردن بھی نہ اپنا کبھی ارمان نکلا

شوق آزادی اسیرونکو یہ اللہ رے ہی
مرغ جان بھی قفس تن سے پرافشان نکلا

ترے کشتونکی یہ اللہ ری کثرت قاتل
جس جگہ دیکھا وہین گنج شہیدان نکلا

شوق ملنے کا دلا کر مجھے برباد کیا
اسمین ارمان ترا کیا ای مرے ارمان نکلا

شعلۂ داغ جگر آہ جگر سے نہ بجھا
اس ہوا مین بھی چراغ تہ دامان نکلا

بوے نافہ کیطرح سے دل وحشی شب کو
کوچۂ کاکل پیچان سے پریشان نکلا

سبزۂ خط یہ نہین عارضِ جاناں کے قریب
دوش پر پریون کے ہی تختِ سلیمان نکلا

میرے تلووں سے ملی آنکھ غزالون نے احد
الفتِ چشم مین جب سوے بیابان نکلا

اللہ رے فروغ رخِ برق تاب کا
غیرت کے مارے زرد ہی منہ آفتاب کا

ساغر مین عکس ہی یہ رخِ شعلہ تاب کا
یا برجِ آبی مین ہی گمان آفتاب کا

یہ حسن جلوہ گر ہی مرے ماہتاب کا
چکر مین دیکھکر ہی دماغ آفتاب کا

رفعت پسند کون نہین ہی زمانے مین
عیسیٰ بھی ہمجلیس ہوا آفتاب کا

رونے کیوقت آنکھین جب اولٹین تو رو دیا خوب
دریا بہا جو اولٹا پیالہ حباب کا

وہ رحم دل ہون دریا بہاتا ہون سوکھے مین
جب ٹوٹتا ہی کوئی پیالہ حباب کا

عیسیٰ سے کہدو بیٹھے ہو کیون آسمان پر
دورانِ سر ہی کیجے علاج آفتاب کا

زلفِ دوتا کا آپکی آتا ہی جب خیال
مضمون باندھ لیتا ہون مین پیچ و تاب کا

بے دل شکستگی نہین ہوتا وصالِ یار
دریا سے دیکھو ٹوٹ کے ملنا حباب کا

ڈر ہی کہ پڑھتے وقت نہ خط گر پڑے کہین
قاصد لکھون جو حال مین کچھ اضطراب کا

سرچڑھکے بل بے زلف دوتا کا تمھاری بل
عالم ہی اوسکے مضمونمین بھی پیچ و تاب کا

گر پڑتا ہی وہ ہاتھ سے قاصد کے لیتے ہی
ناحق کو خط مین حال لکھا اضطراب کا

قاصد کو موت کوچۂ جانان مین آگئی
مین منتظر ہی بیٹھا ہون خط کے جواب کا

پیمانہ زیست کا نہو لبریز جب تلک
خالی نہ ساقی ہو کہین ساغر شراب کا

بیتابی سے نہین مری نسبت کسیکو ہی
بجلی نے کچھ اوڑایا ہی ڈھنگ اضطراب کا

سر پٹ کر کے بلبلین کہتی صبا سے ہین
چوری گیا چمن سے کٹورا گلاب کا

دیکھو فریب رحم کہ صیاد وقت غش
بلبل کے منہ پہ دیتے ہین چھینٹا گلاب کا

لکھ لین جو چاہین کاتب اعمال حشر مین
پھونکونگا ایک آہ مین دفتر حساب کا

جب سے کہ چشم مست کو ساقی کے دیکھا ہی
آنکھونمین نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا

اک آہ کر کے نامۂ اعمال پھونکدین
جھگڑا رہے نہ تاکہ حساب و کتاب کا

چھپ چھپ کے میکشی یہ صفائی بھی زاہدو
دامن پہ ہوگا حشر مین دھبا شراب کا

کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہین رہا
کیا کھو لکر کے پوچھینگے دفتر حساب کا

اوس رشک مہ کو نامہ لکھون تب مین اے احد

یہ فخر یہ غرور یہ شہرت یہ مرتبہ — تھا نقل جام جم مرے جام شراب کا

اوس بحر حسن کا جو خیال آ یا رات کو — ق — آنکھون مین چھا گیا مرے عالم سحاب کا

چرخ کہن حباب کے مانند ہو گیا — دریا یہ بڑھ گیا مری چشم پر آب کا

آنکھین جدھر پھرین تری عالم اودھر ہوا — تابع زمانہ چشم کے ہی انقلاب کا

دردر کی ٹھوکرین مجھے کھلوائے جاتا ہی — یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

آئی صدا یہ قبر سکندر سے بعد مرگ — دیکھا جو پھر ان آنکھون سے عالم تھا خواب کا

اوسکی نگہ کے پھرتے ہی ہم مر گئے تو کیا — گشتہ زمانہ آنکھون کے ہی انقلاب کا

پوچھو نہ کچھ حقیقت ہستی بے ثبات — آیا جو کچھ خیال مین عالم تھا خواب کا

قاصد وہ پہلے خط کو جو پڑھ لین تو اوسکے بعد — ق — کہنا کہ مانگا خط بھی ہی خط کے جواب کا

لکھدین جو خط تو کہنا زبانی کہا ہی کچھ — گر کیجیے تو کام ہی بیشک ثواب کا

مرتا ہی ایکدم کو جو چلیے تو خوب ہی — مدت سے اشتیاق ہی اوسکو جناب کا

دوران سر سو دور فلک سے مجھے نصیب — آئے خیال مجکو جو بھولے سے خواب کا

دنیا مین زندگی کی توقع ہو کیا احد

اس بحر مین قرار ہو دم بھر حباب کا

لب کے قرین نہین ہی یہ ساغر شراب کا
اک برج مین قران ہی مہ و آفتاب کا

او برق دل جلون پہ جو گرنیکا شوق ہو
بہر پناہ منہ پہ ہو دامن سحاب کا

خط کا نمو یہ مصحف رخ کے نہین ہی گرد
اک حاشیہ نیا ہی خدا کی کتاب کا

کرتے نہین ہین مصحف رخ کا تمھارے ذکر
پڑھتے سبق ہین روز خدا کی کتاب کا

پروانہ وار بزم مین سب تیری جلگئے
شعلہ یہ بھڑکا شمع رخ لاجواب کا

معدوم جستجو مین ہوے اسکی ہم ولے
مضمون ملا نہ اوس دہن لاجواب کا

تنگی سے منہ کی بات بھی دبکر نکلتی ہی
عالم ہی اونکے یہ دہن لاجواب کا

جب تک کہ دم ہی اس تن خاکی مین ساقیا
بھر بھر کے مجکو دیتا جا ساغر شراب کا

سوزش کو میری آہ کی دیکھے جو برق بھی
منہ پر جھجھک کے ڈال لے دامن سحاب کا

بعد فنا خیال جو آیا اونھین مرا
ق مرقد پہ آکے پردہ اوٹھایا حجاب کا

ٹھکرا کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا
بہر خدا اوٹھو نہین یہ وقت خواب کا

کالا ہو منہ جو پیری مین زینت پسند ہون
گرجائین بال شوق اگر ہو خضاب کا

چھوٹی نہ زیب و زینت دنیا جو اب تلک
پیری نے اور روگ لگایا خضاب کا

دیکھا جو بحر ہستی مین تو سر اوٹھاتے ہی
موج فنا نے توڑ دیا سر حباب کا

پھر نیستی سے آمدن جو اونمین شوق ہی یہی
آباد ہوگا گھر کسی خانہ خراب کا

ساقی کی چشم میگون کی تاثیر دیکھیے
قاضی کے ہاتھ مین ہی پیالہ شراب کا

ای جوش طبع اپنی اگر زندگی رہے
پیری مین یاد آئیگا عالم شباب کا

گردش برنگ آسیا یہ بے سبب نہین
چکر بنا ہون توسن عمر شتاب کا

کچھ چاہیے تصرف پیر مغان ضرور
ہی محتسب کے ہاتھ مین کاغذ حساب کا

مین حال بحر ہستی موہوم کیا کہون
دم بھر بنا ہون دم مین طلسم حباب کا

ہمپلہ اپنی نیکی کے مین نے بدی بھی کی
رکھا نہین بکھیڑا حساب و کتاب کا

منہ دیکھتا ہی صبح کو اوس برق وش کا روز
کیون آسمان پہ ہو نہ دماغ آفتاب کا

رحمت جو اوسکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی
قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا

گیسو مین جلوۂ رخ پر نور یہ نہین
عالم ہی پیش چشم شب ماہتاب کا

لطف شب وصال جو سچ پوچھو ای احد

اپنے خیال مین ہی اک افسانہ خواب کا

حال کھلتا نہین بعد پس مردن اپنا
کوے جانان مین ہی یا خلد مین مدفن اپنا

شعلۂ داغ الٰہی رہے روشن اپنا
گل نہوے یہ چراغ تہ دامن اپنا

عشق خال و رخ جانان مین سے پابند ہمین
فیصلہ کرتے ہین کیا شیخ و برہمن اپنا

مجکو تاریکیِ مرقد سے نہین ڈر زاہد
داغ دل ہوگا چراغِ سر مدفن اپنا

یہ نہ سمجھو کہ نہین دیکھنے والا کوئی
تم اوٹھاؤ تو بھلا پردۂ روزن اپنا

پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے
اب نہین سنتے ہین وہ نالہ و شیون اپنا

فصل گل تو گئی کس سوچ مین بلبل تو ہی
آتشِ دل سے جلا تو بھی نشیمن اپنا

بلبلو گلشنِ ایجاد مین فرصت جو ملے
ہم سنائینگے تمھین نالہ و شیون اپنا

کوچۂ یار مین سنتے ہین سمجھکر گلشن
بلبلِ دل نے بنایا ہی نشیمن اپنا

آپ نالے تو مجھے کرنیکو کہتے ہین مگر
دل سنبھالے ہوے رہیے پسِ روزن اپنا

عشق خال و رخِ جانان مین تماشا دیکھو
شیخ سمجھے ہین مجھے اپنا برہمن اپنا

سچ تو یہ ہی کہ مزا زیست کا ملجاتا ہی
جب دکھا دیتے ہو مجکو رخِ روشن اپنا

دھر پکڑے رہتے ہین گھنٹ مجھسے ہوئی تھی لون ہی
لگیا چھین کے دل وہ بت پر فن اپنا

خانۂ دل مین مرے نام بھی ظلمت کا نہین
شمع سان سینے مین ہر داغ ہو روشن اپنا

گالیان دیکے ستاتے ہین تو یہ کہتے ہین
کیون خفا ہوتے ہو تا کی یہ لڑکپن اپنا

طالب دید کی آنکھون مین جب آجاتی ہی جان
تب دکھا دیتے ہین اگر رخ روشن اپنا

اب تو ہی نام خدا دور جوانی بھی قریب
اب تو تم چھوڑ دو ای جان لڑکپن اپنا

زندگی ہی مین تعلق کی تھین باتین ساری
دیکھنے بھی کوئی آیا پس مردن اپنا

خون دل رویا ہون اتنا کہ ابھی فرش زمین
سرخ ہو جائے نچوڑون جو مین دامن اپنا

گر نچوڑون تو سمندر ابھی لہرین مارے
دامن ابر کرم اب تو ہی دامن اپنا

تا دم زیست بکھیڑے تھے عزیزون کے فقط
پھر نظر آیا نہ کوئی پس مردن اپنا

وصل مین ہجر کی باتون پہ جو روتا ہون احد
میری آنکھون سے لگا دیتے ہین دامن اپنا

ای پری منظور گر صورت دکھانا ہی نہ تھا
دام گیسو مین مرے دل کو پھنسانا بھی نہ تھا

گر نہین تاثیر کچھ آہ و فغان مین ہی مرے
ای خیال یار ایسا تو رولانا بھی نہ تھا

خاک عاشق پہ نہین لازم یہ خوش رفتاریان
جو مٹے ہین آپ ہی اونکو مٹانا بھی نتھا

بُت نہین سُنتا مری کچھ اور نہ کچھ تو ایخدا
پھر تو لازم یہ مرا نقشہ بنانا بھی نتھا

مرگیا مین تو کہا دیکھو احد کیسا ہی آج
ق
آکے دیکھا تو یہان سر اٹھانا بھی نتھا

سب پھرے افسردہ دل جا کر کے یہ اونسے کہا
تمکو لازم اسطرح غفلت مین آنا بھی نتھا

سُنکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہی
ایسی باتو نکو زبان پر اپنے لانا بھی نتھا

کوئی بولا مرگیا اب پوچھتے ہو خیر کیا
کوئی بولا آپ کو اتنا ستانا بھی نتھا

چپ رہے کچھ دیر تک پھر بولے کیا کہتے ہو تم
کیا مجھے الفت مین اوسکو آزمانا بھی نتھا

اتنا فرما کر کیا مرقد کی جانب عزم پھر
یونہیں اوس جا جس جگہہ پر اونکو آنا بھی نتھا

پھر تو میری خاک اوٹھا اوٹھا کر کے لپٹی پانؤن سے
رو دئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی نتھا

آہ اک سر سے کھینچی اور لوگون سے کہا
ہمکو بیشک اسطرح سے آزمانا بھی نتھا

جان دی فرقت مین تم نے تو احد اچھا کیا
اونکو کچھ منظور بلوانا او ر آنا بھی نتھا

استانہ دہان ہی زلف پُرشکن در شکن مین کیا
یاں کشمکش مین سوچ ہی اپنے بدن مین کیا

پیغام وصل سنکے پھری روح تن مین کیا
رونق دوبارہ ہوگئی اس انجمن مین کیا

اب وہ ایسہ بھی ڈھونڈھے سے پاتا نہین پتا
معدوم ہوگیا ہون تلاش دہن مین کیا

اللہ رے سوز شعلۂ داغ فراق یار
بعد فنا بھی آگ لگی ہو کفن مین کیا

ملنا جو ہو تو مل لے کہ باقی ہو زندگی
ای جان روح آگئی پھر قصر تن مین کیا

لاکھون کو تونے قتل کیا اک نگاہ مین
اب گفتگو رہی ہو ترے بانکپن مین کیا

دل پھک رہا ہی جان بھی گھبرا رہی ہی آج
سوز جگر نے آگ لگا دی بدن مین کیا

کرتی ہی شور بلبل نالان جو ای صبا
اوس گل کی آج آئی سواری چمن مین کیا

ہی فکر مدحت در دندان یار کی
غوطہ لگا رہا ہون محیط سخن مین کیا

تشبیہ دیکے سرمۂ دنبالہ دار سے
ان شاعرون نے شاخ لگائی ہرن مین کیا

گل کھل رہے ہین نغمہ سرا عندلیب ہی
اوترا ہی کاروان بہاری چمن مین کیا

مد نظر ہی مجکو جو تسخیر چشم یار
مصروف ہون شکار غزال ختن مین کیا

گردش سے ساکنان جہانکو مفر نہین
طبقے ملے زمین کے چرخ کہن مین کیا

موباف سرخ یار نے ڈالا ہی زلف مین
لالہ کا گل کھلا ہی سواد ختن مین کیا

بجھ بجھ گئے ہین باغ کے کیا کیا چراغِ گل
چلتی ہی آج بادِ مخالف چمن مین کیا

ای سوزِ دل کفن تو نہ جلتا مزار مین
دینی تھی آگ تجکو اسی پیرہن مین کیا

دیکھو توفیض حضرت آتش سے ای احمد
روشن چراغ فکر ہی بزمِ سخن مین کیا

روے گلگون دیکھکر مجکو چمن یاد آگیا
گیسوِ مشکین سے صحراے ختن یاد آگیا

جوشِ وحشت مین نکیون نالے ہون مثلِ عندلیب
باغِ عالم مین وہ گل رشکِ چمن یاد آگیا

کیون نہ روئین ہنستے تمکو دیکھکر ہم ای گلو
آج گلشن مین ہمین وہ گلبدن یاد آگیا

عالمِ حیرت مین ہم پامال از خود ہو گئے
جب ترا ای فتنہ محشر چلن یاد آگیا

کیون نہ روئے ای پری وہ ابر باران کیطرح
تیرے دیوانے کو غربت مین وطن یاد آگیا

جامہ زیبی کی حقیقت مل گئی سب خاک مین
ہو گئے سب محو جب ہمکو کفن یاد آگیا

جان لگے دینے پر آمادہ ہوئے پروانہ وار
جسگھڑی مجکو وہ شمعِ انجمن یاد آگیا

سر پر آفت آگئی دل پیچ مین پڑنے لگا
جب ترے گیسو کا دشت مین شکن یاد آگیا

فصلِ گل مین تیرے دیوانے یونہی عریان پھرے
ہوش جب آیا خزانین پیرہن یاد آگیا

چاہِ حیرت میں ڈبویا اوسکی چاہت نے مجھے
ای پری جسدم ترا چاہِ ذقن یاد آگیا

وائے غربت نے جسدم بے سر و سامان کیا
اپنی بربادی کا تب رنج و محن یاد آگیا

اسقدر شوق شہادت کا تصور جم گیا
خواب میں بھی ہمکو تو ای تیغ زن یاد آگیا

بات کرتے کرتے لوگوں سے ہوئے خاموش ہم
جسگھڑی ہمکو وہ طفلِ کم سخن یاد آگیا

آب شیرین پر دلایا فاتحہ ہمنے وہین
بے ستون پہ ای احمد جب کوہکن یاد آگیا

بلبل کے ہو نصیب میں گلزار دیکھنا
چھوٹے نہ شوق جلوۂ دیدار دیکھنا

مائل جو ہوتے ہیں تری زلفِ دراز کے
ہوتے ہیں خود بلا میں گرفتار دیکھنا

یارب شبِ فراق میں ہی صبح تک دعا
کب ہو نصیب زلف و رخِ یار دیکھنا

شیشے سے بڑھکے جانیو نازک اسے بتو
ٹوٹے کہیں نہ خاطرِ مے خوار دیکھنا

جائے نہ جسجگہ پہ ملک کا خیال و وہم
ہووے نصیب وہ ہمیں دربار دیکھنا

ہووے شبِ وصال میں یارب نصیب پھر
ناز و ادا و غمزۂ دلدار دیکھنا

سودا بڑھا جو گیسوئے مشکین یار کا
پھر مجکو سوے تبتِ تاتار دیکھنا

روتا ہون تیرے گوہر دندان کی یاد مین
ہر نظرہ ہی اشک گہربار دیکھنا

کیا کیا نہ رنج وصدمے اوٹھائینگے جیتے جی
قالب مین ہی جو روح گرفتار دیکھنا

سودائی کسکے نقش قدم کے ہوئے ہو تم
جی مین ہی کس کا رہ زن پیار دیکھنا

گردش خم فلک کی یہی ہی تو ایک دن
میخانہ ہی رہیگا نہ میخوار دیکھنا

جوش جنون مین جائینگے صحرا کی سمت ہم
چھوٹیگا ہم سے کوچہ وبازار دیکھنا

کل کو رہینگے خوش وہی ای ساکنان خلق
غم کھاتے ہین جو آج پئے یار دیکھنا

جائینگے جب گذر رہ دنیا سے ای احمد
خواب وخیال ہوگا در یار دیکھنا

ظلمت شب یہ نہین شام بلا سے پیدا
سو بلا سر پہ ہوئی زلف دوتا سے پیدا

نالہ کرتا ہون تو غفلت مجھے آجاتی ہی
میری خاموشی بھی ہی میری صدا سے پیدا

منہ چھپا لینے پہ بھی ناز سے تاکید یہ ہی
دلبری لاکھ ہو انداز حیا سے پیدا

عشق گیسو مین نہ سمجھو کہ پریشان ہوے
سو بلا ہوگی ابھی ایک بلا سے پیدا

شیشہ دل کے ہون سو ٹکڑے مگر شرط یہ ہی
ٹوٹنے کی نہ صدا ہووے صدا سے پیدا

ہوتے ہیں زندۂ جاوید قتیل اسکے مگر
آبِ شمشیر بھی ہو آبِ بقا سے پیدا

روشنی ہی در و دیوار پہ پھیلی ہر سو
چاندنی گھر میں ہی اک ماہ لقا سے پیدا

صورتِ نقشِ قدم اوٹھ نہیں سکتا میں بھی
میری پامالی ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا

ایسی جنبشِ دلِ گم گشتہ ابھی پردے میں ہی
نالۂ درد ہی کچھ بانگِ درا سے پیدا

شورِ شوروں کا نہیں اور نہیں کوکو کی صدا
صحنِ گلشن میں ہی کیا لطف گھٹا سے پیدا

اوچھے جاتے نہیں خاک اوڑکے پہونچ جائے کہیں
اس لیے میل کیا مرکے صبا سے پیدا

الفتِ زلف میں تا صبح نہیں جینے کی شکل
شب بلا خیز ہوئی شام بلا سے پیدا

نالہ کرتا ہوں اُدھر کرکے تو لکھتا ہی وہ شوخ
شکوۂ جور نہو دیکھو صدا سے پیدا

دیکھتے ہیں کبھی آنکھیں بھی چراتے ہیں کبھی
کچھ لگاوٹ تو ہی آنکھوں کی حیا سے پیدا

گال اُبھرے ہوے ہیں اور ہی گدرایا بدن
گرمیِ حسن سے ہیں غنچہ قبا سے پیدا

شربتِ وصل سے الفت ہوئی دونی مجکو
دردِ دل میں ہوا کچھ اور دوا سے پیدا

دل تو پہلو سے گیا ہی تھا مگر پاتا کون
آپ کی چوری ہوئی دزدِ حنا سے پیدا

اپنا ہی داغِ جگر آہِ جگر سے روشن
کیا تماشا ہی کہ ہی شمع ہوا سے پیدا

پھر کوئی قافلہ راہی ہی سوئے ملکِ عدم
شور ماتم ہی احد بانگِ درا سے پیدا

شوخئ حور ہی گر رنگِ حنا سے پیدا
فتنۂ حشر ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا

گم ہوئے اپنے سے جب ہمکو ہوئی اپنی خبر
بے نشانی ہوئی یان اپنے پتا سے پیدا

بیٹھکر پہلو مین تم حال نہ پوچھو اپنا
درد دل اپنا ہی یان اپنی صدا سے پیدا

نکہتِ زلف جدھر دیکھو ادھر ہی پھرتی ہی
خوشبو یار انہ کیا اسنے صبا سے پیدا

گر کبھی نالۂ پر درد کو سن لے میرے
لاکھ چاہین نہو پھر بانگِ درا سے پیدا

گالیان دیتے ہین تو دیکھکے ہنس دیتے ہین
صلح کی باتین ہین کچھ آج جفا سے پیدا

سنکے نالونکو مرے لوگون سے فرمانے لگے
حسرتین لاکھون ہین آہا اسکی صدا سے پیدا

آئے وہ میری عیادت کو جو ہمراہِ رقیب
ملک الموت ہوے پہلے قضا سے پیدا

حوصلہ تم کو ہوا اور جفا کرنے کا
یہ نتیجہ ہوا آخر کو وفا سے پیدا

روحِ فرہاد پہ ہی فاتحہ منظور ہمین
ای جنون کوہ پہ ہون شیرین بتا سے پیدا

میکشو فصلِ بہاری وہ چلی آتی ہی
ابر ہی جانبِ میخانہ ہوا سے پیدا

فصل گل مین ہی اسیران قفس کے دل مین
راہ کچھ دن کے لیے کیجے صبا سے پیدا

اوس کماندار سے کہدو کہ جو آتا ہو تو آئے
مر کے ہوتا ہو کوئی تیر قضا سے پیدا

دیکھیے چلنے مین کھنچ کھنچ کے قدم رکھتے ہین
بانکپن آج ہو گیا تیغ ادا سے پیدا

شور و نالہ یہ زمانے مین ہی میرے دم سے
گر مین چپ ہون تو نہو بانگ درا سے پیدا

ہین ادائین تری اس دل مین سمجھکر ہو جفا
کچھ جفا ہو نہ ادا پھر بھی جفا سے پیدا

کس سے وعدہ ہو کچھ اب دال مین کالا ہی ضرور
بات کچھ ہی گرہ بند قبا سے پیدا

شعر گوئی کی طرف جی نہو مائل تو واحد
خاک مضمون کرین طبع رسا سے پیدا

گنبد قبر مرا برج قمر بن جاتا
وہ مہ اوج شرف گر سر مدفن جاتا

وہ چھوڑا نہ اگر ہاتھ سے دامن جلتا
کام جو کچھ مجھے منظور تھا سب بن جاتا

مصرع آہ دکھاتا جو کبھی موزونی
آسمان مطلع انوار صفا بن جاتا

عکس پڑتا جو ترا ای فلک حسن و جمال
ذرہ خورشید ضیا رشک قمر بن جاتا

لطف تھا خنجر مژگان کی چمک کا ہوتی قتیل
میرا لاشہ بھی تڑپتا ہوا مدفن جاتا

آگ الفت کی سوا ہوتی دل بلبل مین
آتش گل سے اگر جل بھی نشیمن جاتا

قبر مین آتا اگر آتش فرقت کا خیال
شعلۂ شمع ہر اک تار کفن بن جاتا

ای ہتو اوڑکے نہ پڑتا یہ غبار عصیان
جھاڑتا راہ محبت مین جو دامن جاتا

آپ آتے جو کبھی فاتحہ خوانی کی لیے
باغ جنت کو نہین چھوڑکے مدفن جاتا

دیکھپاتا جو کہین عارض گلگونکو ترے
تیرے کوچے سے نہ بلبل سوے گلشن جاتا

اونکو در پردہ یہ نفرت ہی مری صورت سے
خود چلے جاتے اگر مین پس روزن جاتا

مین وفادوست تھا ایسا کہ شب آدینہ
قبر تک فاتحہ پڑھنے کو بھی دشمن جاتا

جوش وحشت مین جو ہوتی مجھے پروا لباس
ای جنون ہاتھ سے کیون یہ ہر تن جاتا

وہ جو کہتا ہی کہ مین بھول گیا وعدۂ وصل
اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بت پرفن جاتا

مین وہ مقبول بتان ہون کہ صنم خانو نمین
اپنے ہمراہ مجھے لیکے برہمن جاتا

مین وہ میکش تھا اگر رعد نہ ہوتا پیدا
کون پھر قبر پہ میری پی شیون جاتا

ای احمد لوگ سمجھتے کہ یہی ہی فردوس
گور پر میری جو وہ غیرت گلشن جاتا

برنگ نام ہوائی یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہر اک انداز پر محوِ تماشا ایک عالم ہی
غضب کا ہی تمھارا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہوا آخر یہی حاصل نتیجہ عشق کامل کا
تپ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

رقیبون کی نگاہون مین ہمارا ایک مدت سے
کھٹکتا ہی مثالِ خار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

زمانے مین ہر اک کو زخمیِ تیغ ادا پایا
یہ کس سے تمنے سیکھا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

نہ تھا معلوم پہلے سے ہمین عشقِ ستمگر مین
کہ ہوگا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

توقع زندگی کی اب نہین کچھ پائی جاتی ہی
ترے بیمار کو ہی بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

پریرو عاشقونکی تیرے اب یہ طرفہ حالت ہی
سمجھتے ہین بس اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

خدا کیواسطے تاخیر مت کر اب بھی آنے مین
مریضِ غم کو ہی دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

الٰہی خیر کیجو بار رسا اب بار گیسو سے
گذرتا ہی اونھین اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

تپ ہجران نے آخر دق کیا اب اسعد ہمکو
رہا باقی نہی اظہار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

جلینگے آتشِ حسرت سے بزم و کوے دلبر مین
جو دیکھینگے کہین اغیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہر اک انداز سے اک وار گویا دل پہ پڑتے ہین
ہمارے حق مین ہی تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

پڑے ہین کوے قاتل مین نہ اب ہم اوٹھکے جائینگے
سمجھتے یان سے ہین بیکار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

بہت شمشاد اور سرو صنوبر رشک کھائینگے
نہ گلشن مین کہین ای یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

سرِ بالین مریضِ غم کے یہ فرماتے ہین آکر
ہوا آخر یہ کیون دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

طریقِ عشق مین اکثر متاعِ صبر لٹتی ہے
احد اس راہ مین ہشیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

عمر بھر عشقِ بتان کا دل مرا مسکن رہا
شعلۂ آتش نشان گویا تہ دامن رہا

کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ بعدِ مرگ بھی
پھر گئے آکر کے وہ جب دو قدم مدفن رہا

اک پری پیکر کی فرقت مین دمِ آخر تلک
خانۂ تن مین ہجومِ غم رہا شیون رہا

خون پروانے کا ثابت کسکے سر پر کیجیے
شمع کی الفت مین اپنا آپ وہ دشمن رہا

گفتگو مین رات بھر دامن تلک آیا نہ ہاتھ
دور ہمسے وصل مین بھی وہ بتِ پُرفن رہا

جب ای شاہِ جنون حضرت کا دلمین گھر ہوا
دست وحشت سے گریبان چاک تا دامن رہا

جور کا کیا ذکر ہو وان بس ارادہ ظلم کا
یہ بھی ای جان شیشۂ دلکے لیے آہن رہا

ہوگی تنگی نہ ای زاہد ہماری قبر مین
داغِ دل بعدِ فنا یون بھی گلِ روشن رہا

لے لیا دل کو مرے کیا دیکے وعدہ وصل کا
تیز چالاکی مین ہمسے وہ بت پرفن رہا

رو کے شبنم کہتی ہی کھلایگا گل سبکا سب
گر شگفتہ پھول تیرا آج او گلشن رہا

عالمِ ہستی مین کیا بے لوث کاٹی زندگی
نے خیالِ دوستی اندیشۂ دشمن رہا

بعد مردن تھا خیال اک غیرتِ گل کا احد
رشک باغِ خلد اپنا گوشۂ مدفن رہا

ہمپلہ تیرا دہر مین کوئی جوان نتھا
یوسف کا تیرے حسن سے پلہ گران نتھا

یہ جانتے تھے چین سے گذریگی عمر بھر
ہمکو خیالِ ہجر کبھی مہربان نتھا

کی رفتگانِ ملک عدم کی جو جستجو
دیکھا تو نالۂ جرسِ کاروان نتھا

جاری تھا اشک چشم سے جو ہجر یار مین
اک بحر خون تھا چشمۂ آب روان نتھا

در پردہ جبکی خط کی ہی رخسار یار پر
یوسف کے بندہ کرنے کو کیا کاروان نتھا

سوزش نہین رہی مجھے کب ہجر یار مین
کس دن یہ داغ دل مرا آتش فشان نتھا

جن و بشر مین حور و ملک مین کسی مین بھی
چرچا تمھارے حسن کا دیکھو کہان نتھا

جبتک شباب تھا نہ تھی پیری کی کچھ خبر
تھے تیر کی طرح سے خیالِ کمان نتھا

اللہ رے سوزِ سوزنِ نہاں ہجر یار مین
پھونکا بس اسطرح سے کہ مطلق دھوان نتھا

بیتاب تھا جگر بھی شبِ ہجرِ یار مین
مانند برق پہلو مین دل ہی طپان نتھا

غیرونکا اونکی بزم مین جبتک تھا گذر
جھگڑا ہمارے اونکے کبھی درمیان نتھا

آیا نہ راستی پہ دلِ یار عمر بھر
کسدن کجی پہ ہمسے رخِ آسمان نتھا

تھا وعدۂ وصال نہ آئے تو کیا مین
اک دم قرار رات بھر ایجان جان نتھا

آتا نظر وہی تھا ہر اک شے مین بیگمان
جب پردۂ خودی بھی یہان درمیان نتھا

بادِ خزان کے آتی ہی معلوم یہ ہوا
بلبل کا اس چمن مین کبھی آشیان نتھا

کوے صنم سے خاک بھی برباد تونے کی
لازم ہمارے ساتھ یہ ای آسمان نتھا

افشان تری جبین کی شبِ وصل دیکھکر
تارے بھی اتنے ٹوٹے کہ جسکا بیان نتھا

دیکھا تو بس بہار کے جاتی ہی باغ سے
مرغان نغمہ سنج کا بھی آشیان نتھا

وہ کون مرغ تھا جو نتھا مستِ بوئی گل
پڑھتا گلستان مین سبق بوستان نتھا

بل بے شبِ فراق تری جانگدازیان
شامل جگر کے دل ہی فقط اک طپان نتھا

ق

ہے انقلاب دہر بھی قابل لحاظ کے
چرچا سوائے عیش کے کوئی جہان نتھا

وہ باغ جسکی صاف دیواریں بلور کی
وہ صحن فرش نور کے جز اور گمان نتھا

وہ نہر آب حیوان کا جسپر گمان ہو صاف
وہ حوض عطر کے سوا جسمین عیان نتھا

اور وہ روش کہ فرش زمرد ہو جسکی گرد
چکر وہ جسکے مثل مہ آسمان نتھا

اور وہ کیاریاں کہ بھرین سب گلاب سے
وہ نالیاں کہ جلوۂ حق بھی نہان نتھا

اشجار وہ کہ جس پہ تصدق بہار ہو
وہ پھول جنکو گرنیکا اپنے گمان نتھا

نرگس کہین تھی چشم تمنا کو وا کیے
سنبل سے پیچ گیسو پیچان نہان نتھا

سوسن پہ تھا گمان تکلم کا بار بار
وادی پر بھی جلوۂ حق کچھ نہان نتھا

شبّو کے پھول سے تھی پیا بھینی بھینی بو
عباسی کو بھی صدمۂ باد خزان نتھا

لالہ بھی داغ حسرت دلدار کھائے تھا
بیلے مین وہ مہک تھی کہ جسکا بیان نتھا

نسرین و نسترن مین بھی عالم نیا تھا ایک
تھی وہ چمن مین بو جو کسیکو گمان نتھا

خوشبو چنبیلی کی تھی فرحناک روح کی
صد برگ سے بھی سیکڑوں جلوہ نہان نتھا

تھا رقص مور کا کہین بلبل کا شور تھا
کوکو کی تھی صدا کہین جسکا بیان نتھا

خندان کسی جگہ پہ تھا کبک دری بھی وان
وہ چال تھی تدرو کی جسکا بیان نتھا

آئی نسیم صبح بھی تھی سیر کو وہان | اصلاً گمان آمدِ بادِ خزان نتھا

اور اک مکان بھی اوسمین نہایت بنا تھا خوب | ایسا جہان مین ڈھونڈھیے تو پھر مکان نتھا

محفل مین اوسکی رہتا تھا پریونکا بس ہجوم | اندر کے جز اکھاڑے کے اور کچھ گمان نتھا

جام و سبوے ایک طرف مشغلہ تھا وان | اور اک طرف تھا رقص کہ جسکا بیان نتھا

مطرب وہ دیکھکر جسے زاہد بھی رند ہو | کسکی زبان پہ دیکھکے بس الامان نتھا

گت ناچنے مین لوگونکی ہوتی تھی گت بری | بے دلکو تھا نہ بیٹھا کوئی اوجان نتھا

گھنگرو کی بس صدا سے قیامت بپا تھی وان | انداز وہ بتانے کا جس کا بیان نتھا

طبلے کی تھاپ پائین کی تھی جو گمک بپا | صبرِ ملک کو کھوتی تھی اسمین گمان نتھا

سارنگی کی صدا تھی جو زون تونکی بس بلند | لوگون کو اک سرور تھا جسکا بیان نتھا

تھے ولولے شباب کے اُمڈے ہوئے تھے دل | حالت مین اپنی کوئی بھی پیر و جوان نتھا

سایہ پری ہما کا رہا کرتا تھا وہان | سامان عیش ایسا کسی جا عیان نتھا

تھوڑے دنونکے بعد زمانہ یہ لایا رنگ | جز چغد اور کوئی جو دیکھا وہان نتھا

سمجھے نمود بود کو جب سے ہین ای احد

جسوقت سے کہ رابطۂ جسم و جان تھا

الفت کو میری خاک مین لیکر ملا دیا
حرفِ غلط کی طرح سے تو نے مٹا دیا

اللہ رے ظلم شانِ خدا کچھ نہ پوچھیے
بیٹھے جو غیر آکے تو ہمکو اوٹھا دیا

زلفِ دوتا کو آپکی ناحق ہی مجھسے بل
دل مانگ کرکے مانگ نے ہمسے لیا دیا

دنیا مین کوئی کرتا نہ پھر اس سے ہمسری
تیری نگہ نے خوب جوابِ قضا دیا

بتخانۂ بتان کی احد سیر کیجیے
کعبے کی راہ کو تو بتون نے بھلا دیا

جو تیرا گذر سوے گلشن نہ ہوگا
تو بلبل کا بھی شور و شیون نہوگا

بجھی بعد مردن اگر آتشِ دل
چراغِ لحد اپنا روشن نہوگا

جنون تجکو الفت ہی گر مجھسے یون ہی
گریبان تک چاک دامن نہوگا

شبِ تیرہ و تار فرقت مین اے دل
غضب ہی کہ وہ ماہ روشن نہوگا

نہ پائینگے قابو مین اے شوخ تجکو
کبھی ہاتھ مین تیرا دامن نہوگا

چرا لے لیا راہ چلتے ہوے دل
زمانے مین تجسا بھی رہزن نہوگا

یون وحشت زدہ ہونگے محشر کے دن ‏ گریبان جو ہوگا تو دامن نہوگا

تمنائے دل سے لپٹے گی وہان ‏ شب وصل واگرچہ روزن نہوگا

تو ایسا ہی عیار محشر خرام ‏ کہ واقف تری رہ سے رہزن نہوگا

احمد ہند مین خاک برباد ہوگی

مدینے مین اپنا جو مدفن نہوگا

تونے گیسو کو ہٹایا رخ زیبا نکلا ‏ شب تاریک کٹی صبح کا تارا نکلا

یار آتا ہی نظر بام پہ کہتے ہین مریض ‏ دیکھو وہ چرخ چہارم پہ مسیحا نکلا

مطلب دل نہ ہوا حاصل وہ ہوے ہمسے خوشی ‏ دل مایوس سے ارمان نہ کیا کیا نکلا

سرو و شمشاد بہت ہو پر کوئی ہمسر نہوا ‏ قد برجستۂ دلدار دو بالا نکلا

پھر ہوا چاہتا ہی نوح کا طوفان برپا ‏ چشم خونبار سے پھر اشک کا دریا نکلا

مثل تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ ‏ مطلب دل نہ کبھی اوس سے ہمارا نکلا

عشق بازی مین احمد آپ جو کامل نکلے

اپنے فن مین بت عیار بھی یکتا نکلا

نہ ثابت جسم پر دستِ جنون نے پیرہن چھوڑا / بہار آئی چلے دیوانے صحرا کو وطن چھوڑا

صدا بربادِ قصرِ فریدون سے یہ آتی ہی / کسے آباد تو نے گردشِ چرخِ کہن چھوڑا

بلا نازل ہوا کرتی ہی مجھپر کُنجِ مرقد مین / نہ مرنے پر بھی دل نے عشقِ زلفِ پرشکن چھوڑا

نہ آیا رحم ای صیاد کچھ افسوس کی جا ہی / ستایا اسقدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا

رہا وحشت کا اپنی قبر مین بھی سلسلہ باقی / جنون نے بعد مردن بھی نہ اک تارِ کفن چھوڑا

احد کھا کر قسم اللہ کی اقرار کرتے ہین
ترے کوچے کا آنا اب بتِ نازک بدن چھوڑا

وہ گرفتارِ بلاے زلف پیچان کیا ہوا / دیکھتا تھا رات بھر خوابِ پریشان کیا ہوا

کیا سبب ہی پاس نا آنیکا کچھ فرمائیے / کیون گھٹا دی آپنے الفت مری جان کیا ہوا

ہو گیا اک دم کے دم مین گل چراغِ زندگی / جل کے عاشق تیرا مثلِ شمع سوزان کیا ہوا

ذکر ہی دو روز کا مرتا تھا کہتے ہین یہ لوگ / اب نہین معلوم کچھ بیمارِ ہجران کیا ہوا

کیا ہمین آپ آزماتے ہین طریقِ عشق مین / تمکو لینا ہی تو لیلو یہ دل و جان کیا ہوا

جب نشان پایا نہ اپنے عاشقِ رنجور کا / ہنسکے فرمانے لگے بیمارِ ہجران کیا ہوا

جوش وحشت نے نہ رکھا تار بھی پوشاک کا
دستِ وحشت ڈھونڈتا پھرتا ہی دامان کیا ہوا

لوگ جب کہنے لگے وہ مر گیا بیمارِ عشق
بولے صحت ہو چلی تھی جانیے ہان کیا ہوا

قیدِ ہستی سے چھٹی جب روح گھبرا کر کہا
اب پتا ملتا نہین قالب کا زندان کیا ہوا

پوچھتی ہی باغ مین آکر خزان سے بادِ صبح
نالۂ بلبل تھے جسمین وہ گلستان کیا ہوا

ہی یقین محشر مین احمد کے کرم سے ای احمد
آگے پوچھیگی شفاعت غرقِ عصیان کیا ہوا

یون مفت مین دل قید کسیکا نہین ہوتا
جبتک کہ تری زلف کا پھندا نہین ہوتا

اس عشق نے رسوای جہان خوب کیا ہی
کس جا ترے دیوانے کا چرچا نہین ہوتا

فرماتے ہین لوگون سے سزاوار ہین اسکے
عشاق پہ جو ظلم ہو بیجا نہین ہوتا

بیمارِ غمِ ہجر کے بڑھتے ہین مرض اور
پرسان جو دلدارِ رشکِ مسیحا نہین ہوتا

چادر نہ مری لاش پہ تم اوڑھکے آؤ
مقتولِ نظر کے لیے پردا نہین ہوتا

مشتاقِ تجلی ہین ہر اک صورتِ موسی
کیون بام پر اوس شوخ کا جلوا نہین ہوتا

تم جیسے احد عشق مین اوس بت کے پھسے ہو

اسطرح کسی پر کوئی شیدا نہیں ہوتا

کہنا ترا ابھی او دل دیوانہ کر دیا ‏— جان کو فدائے جلوہ جانانہ کر دیا

ناحق کو زلف یار کی بو لے گئی صبا — اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

از روز دشت نجد مین اپنا قیام ہے — آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کر دیا

جلوہ دکھا کے دیکھیے اوس شمعرو نے آج — عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کر دیا

کس کام کا یہ شیشۂ دل اپنا تھا مگر — اوس عکس روئے نے اوسکو پری خانہ کر دیا

قربان سر کو کر دیا تیغ نگاہ پر — جی دیکھو صرف ہمت مردانہ کر دیا

قربان ترے خیال کے ای جان جان مجھے — دیوانہ کر دیا کبھی فرزانہ کر دیا

میخانہ جہانین جب اپنا گذر ہوا — اک جام دیکے ساقی نے مستانہ کر دیا

دلمین ہمنکو دیتے ہی دیتے جگہ احمد
کعبے کو ہمنے دیکھیے بت خانہ کر دیا

تمہارے عشق مین رسوا ہے خاص و عام ہوتا تھا — مری آغاز الفت کا یہی انجام ہوتا تھا

کچھ الفت کو بھلے دیکھکر کیون دل لگایا تھا — تماشا ہو مجھی کو مورد الزام ہوتا تھا

وہ کہتے ہین تمھارا کیا گیا سودائے الفت مین
مجھے اس پر دنین رسوائے خاص و عام ہونا تھا

پیام وصل کے بدلے پیام مرگ ہی آیا
غنیمت ہو اودھر سے بھی تو کچھ پیغام ہونا تھا

سر بالین مریض غم کے یہ فرماتے ہین آکر
مجھے بدنام ہونا تھا تجھے خوش نام ہونا تھا

نہ جاتی فرقت جانا نہین جان تو اور کیا ہوتا
مریض عشق کو آخر بھلا آرام ہونا تھا

مرے نالونکو سن سنکر کے فرماتے ہین لوگون سے
نگاہ دیدہ کا آخر کو برا انجام ہونا تھا

مآل عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر
مجھے برباد الفت مین بت خود کام ہونا تھا

نہ نکلی آرزوئے دل احمد اک روز بھی اپنی
فقط اوس بت کی الفت مین مجھے بدنام ہونا تھا

کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا
مجھے آپ مشق ستم کیجیے گا

تمھاری جفاؤن سے واقف تھے ہم
یہ سمجھے تھے ہم پر کرم کیجیے گا

جفا اسقدر لیکے دل کو ہمارے
نہ سمجھے تھے ہم ای صنم کیجیے گا

خدا کے لیے باز آؤ جفا سے
غریبون پہ کبتک ستم کیجیے گا

ضرور اونسے یہ پوچھنا جاکے قاصد
کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا

مین وہ عاشق دل گرفتہ ہون ایجان
مرے بعد میرا بھی غم سے کیجیے گا

وصیت یہ یارو ہی نام اوس صنم کا
دم مرگ پڑھکر کے دم کیجیے گا

غم یار مین ای احمد خیر تو ہی
کہان تک بھلا چشم نم کیجیے گا

ردیف باے موحدہ

گوش گل مین کر رہی ہی شکوہاے عندلیب
ہی نسیم صبح مین بھی کیا ہواے عندلیب

باغ مین شبکو جو تجکو دیکھ پاے عندلیب
شمع کافوری وہین او گل جلاے عندلیب

جلوہ رخ کو ترے گر دیکھ پاے عندلیب
آتش الفت سے گلشن کو جلاے عندلیب

تو وہ گل ہی گر تجھے پھر دیکھ پاے عندلیب
کو بکو باغ جہانمین خاک اوڑاے عندلیب

رنگ گل جب چہرہ گل سے اوڑے تو یہ کہا
لوح دل سے نقش الفت کو مٹاے عندلیب

پھونکنا گر خانہ صیاد کا منظور ہو
آتش دل سے ابھی آتش لگاے عندلیب

ایکدم کو ٹھے پہ بیٹھے تھے ترے آکر کے وہ
پیتے ہین دھوکے گل بھی آج پاے عندلیب

ہی دم رخصت یہی یا وہ بہاری کی صدا
دل نہ دو ونکے لیے گل سے لگاے عندلیب

کچھ نہین سنتے ہین گل گو رات بھر رو رو کے بھی
کہتی ہی شبنم چمن مین ماجراے عندلیب

آئے گوشے پر ترے گر بیٹھکر تو ہوا بھی
سرمہ چشم گلستان خاک ہائے عندلیب

گوش گل کھولے ہوئے سنتے ہین کچھ در پردہ آج
ہی نسیم صبح کہتی ماجرا ے عندلیب

آتشِ گل پھونک دیگی آشیانہ تک ترا
توہی نادان گل سے کچھ گر لو لگائے عندلیب

واہ ری تاثیر عشقِ گل کہ اک نالے مین آج
ہوش صیادونکے گلشن مین اوڑائے عندلیب

جل کہان سکتا ہی اوس خورشید لڑکے روبرو
لالہ گلشن مین چراغِ گل جلائے عندلیب

باغ مین ہم تم چلین اور اپنی ہی یہ آرزو
تم ہو گل کی جا پہ اور ہم ہون بجائے عندلیب

دام مین صیاد تیرے پھنس گئی بلبل اگر
باغ مین نالے کرین گے ہم بجائے عندلیب

عارضِ گل رنگ کی تیرے اگر دیکھے بہار
اپنے جامے مین نہ پھر پھولے سمائے عندلیب

باغ مین چلیے گل و بلبل کا سنیے تذکرہ
ہی جفائے گل زیادہ یا وفائے عندلیب

تو وہ گل ہی تیری الفت مین اگر نالہ کرے
ہوش ابھی پھولونکے گلشن مین اوڑائے عندلیب

تو وہ گل ہی رشتہ تارِ نفس مین گوندھکر
ہار پھولون کا ترے خاطر بنائے عندلیب

تو وہ گل ہی عشق تیرا گر کہین پیدا کرے
آشیان آنکھون مین گل کے پھر بنائے عندلیب

انقلاب طبع بھی لازم ہوا الفت مین احمد

پوچھتے ہین گل صبا سے ماجرائے عندلیب

کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ پائے عندلیب
گل نیا نالو نسے گلشن مین کھلائے عندلیب

آمدِ فصلِ خزان سے شور ماتم ہی بپا
ہی شکستِ رنگ گل سے یہ صدائے عندلیب

پھونکنا گر خانۂ صیاد کا منظور ہو
آہ آتش بار سے آتش لگائے عندلیب

عشق مین گل کے ہین جتنے رنج وغم جاتے رہین
قید ہستی سے جو اپنے کو چھڑائے عندلیب

فصل گل اب ہو چکی ہی آمدِ فصلِ خزان
خواب غفلت سے کہو سر کو اوٹھائے عندلیب

تو وہ گل ہی گر چمن مین جلوہ فرما ہو کبھی
خاک پا کو تیری آنکھون مین لگائے عندلیب

فصل گل تو دور ہی پر کر رہی ہی پیچھے
کہدو بے پر کی نہ یون ہر دم اوڑائے عندلیب

تو جو جائے باغ مین دم عشق کا تیرے بھرے
رنگ اپنا دیدۂ گل مین جمائے عندلیب

خانۂ صیاد مین یہ آہ وزاری ہی عبث
گوش گل تک کب پہونچتی ہی صدائے عندلیب

قیمتِ بلبل اگر صیاد کو منظور ہو
ہی زر گل مشت غنچہ مین بہائے عندلیب

تو وہ گل ہی بہر گلگشتِ چمن گر شبکو جائے
ہر چراغِ گل مین گلروغن جلائے عندلیب

غش پہ غش آتے ہین عشقِ گل مین اسکو مدام
کچھ گلاب اب چاہیے بہرِ دوائے عندلیب

تالے کا مذکور کیا تاثیر ہونے کی نہین
عشق مین گل کے اگر خون مین نہائے عندلیب

خصتِ فصلِ بہاری ہو گی اکدن باغسے
کچھ سمجھکر ہی چمن مین گل سے دل لگائے عندلیب

دیکھیے ہوتا ہی کب صیاد اسپر مہربان
عرش تک جانے لگے ہین نالہاے عندلیب

غبا انکا ذکر کیا ہی آج صیادونکے بھی
ہوش کھوتے ہین چمن مین نالہاے عندلیب

ذ وہ گل ہی گر کہین بھولسے تجکو دکھلے
فصل گل تک ہوش مین ہرگز نہ آئے عندلیب

شور و نالہ گریہ ہین و نزرات عشق گل مین ہی
آہ سے آتش نہ گلشن مین لگائے عندلیب

و جو بیچے اسکو ای صیاد تو غنچے ابھی
اپنی مٹھی سے زر گل دے بہائے عندلیب

ل کے دلمین ہی وہ خواہش جو دلِ بلبل مین ہی
آرزوے گل بنی ہی التجاے عندلیب

بیٹھکر اوس گل کے کوٹھے سے جو آئے ہو احد
سرمۂ چشم صفاہان خاک پاے عندلیب

یون نہ ہو ہر گل کے دلمین آج جاے عندلیب
پونہچے ہی باب اجابت پر دعاے عندلیب

ر گلِ عارض کو تیرے دیکھ پائے عندلیب
اپنے جامے مین نہ پھولے سمائے عندلیب

جاے گل جو باغ مین ای گل اگر تو جلوہ گر
مین بھی گلشن مین کرون نالے بجاے عندلیب

فصلِ گل تو سلطنت پر صیاد کچھ سنتا نہین
شکوہ کس سے ہو بیان ماجرائے عندلیب

نالہ کرتے کرتے عشقِ گل مین جب خود مر گئی
ہو گئے گلون کے سر پہ داغ خونبہائے عندلیب

گل سے در پردہ بہارِ باغ یہ کہتی ہی آج
چاہیے کچھ گلبدن بہرِ قبائے عندلیب

صدمۂ فرقت سے ای صیاد ہی دردِ جگر
روغنِ گل کھینچئے بہرِ دوائے عندلیب

صدمے جو گذرے ہین اسیر خانۂ صیاد مین
قابلِ حسرت ہی ای گل ماجرائے عندلیب

قطرۂ شبنم نہ سمجھو برگِ گل پر ہین عیان
اشک چشمِ گل سے نکلے ہین برائے عندلیب

قافلہ بادِ بہاری کا چمن سے چل بسا
اب کہان وہ گل کہان وہ نغمہائے عندلیب

آتشِ گل سے چمن مین آگ ہی ہر سو لگی
شور آخر کیون نہ گلشن مین مچائے عندلیب

مین جو جاؤن باغ مین ای گل تو ہی مجکو یقین
نالۂ دل سے مرے پہلو بچائے عندلیب

موسمِ گل مین ستم ہی دیکھ ای صیاد کیا
چل نہین سکتے قفس مین دست و پائے عندلیب

روبرو گل کے جو تو ہو باغ مین یہ گل کھلے
شرم سے اپنے پرون مین منہ چھپائے عندلیب

نکہتِ گل کچھ اوڑا سکتی نہین بادِ صبا
ہی بندھی گلشن مین افزون ہوائے عندلیب

صدمۂ صیاد سے ہی اسقدر گرمِ فغان
ہوش گلچین کا اوڑاتی ہی صدائے عندلیب

سوے گلشن گر قدم رنجہ کبھی فرمائے تو
آب گل سے پاؤنکو تیرے دھلائے عندلیب

باغ مین جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی
ہم گلو نسے کچھ کہین گے ماجرائے عندلیب

لاکھ سر پٹکا کرے یہ خانۂ صیاد مین
کون سنتا ہی قفس مین نالہائے عندلیب

صحبت گل رات دن منظور ہی اسکو اگر
شاخ گل پر آشیان اپنا بنائے عندلیب

فیض سے اپنی نواسنجی کے دیکھو اے احمد
کر دیا زاغون کو مین نے ہمنوائے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

فشار قبر سے گرچہ مجھے ممکن نہین فرصت
تڑپنے کی مگر یارب ملے زیر زمین فرصت

لحد مین چین پانا خیر اتنا بھی نہین ممکن
ترے ہاتھونسے بعد مرگ او زہرہ جبین فرصت

تصور ہاتھ سے زلفونکے چھونیکا نجائیگا
نہ لینے دیگا مرقد مین یہ مار آستین فرصت

لگاوٹ ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو
فقط اک مجھسے ملنے کی تمھین ملتی نہین فرصت

اثر سے آہ کے وہ تنگ یون آکر کے کہتے ہین
خدارا ایک دم لینے دے آہ آتشین فرصت

ہماری قبر پر آکر کے حسرت سے یہ کہتے ہین
تجھے تو مل گئی ہی خوب اے عزلت گزین فرصت

کبھی غازہ ہی رخ پر اور کبھی گیسو سنورتے ہین
بناوٹ سے تمھین تیرا تند ملتی نہین فرصت

رہے مٹھی بندھی اور جانیگا و نہ سمجھے تو
نپائے طائر رنگ حنا ہی نازنین فرصت

تمھین فرصت نہین ملتی ہی گو غیرونکے ملنے سے
ذرا ہم سے بھی مل لینا جو مل جائے کہین فرصت

ستمگارون کے پنجے سے سمجھے تا دم آخر
بہت مشکل ہی ملنا او دل اندوہگین فرصت

عذاب گور سے فرصت ملیگی خاک وان ہمکو
وہین کیا ہوگی فرصت جب یہین ملتی نہین فرصت

نہین خالی خود آرائی سے وہ جسطرح مین غم سے
اونھین بھی اندنون اسطرح ملتی نہین فرصت

پھنسا کیون زلف کے پھندے مین بے سمجھے ہوئے آخر
تجھے پہلو مین تھا پہلے تھی دل گوشہ نشین فرصت

خیال خام ہی اونسے اگر خواہش ہی ملنے کی
اونھین غیرونکے ملنے سے نہوگی بالیقین فرصت

صدا آتی ہی تیرے عاشق محزون کی تربت سے
نہ بالائے زمین فرصت تھی نے زیر زمین فرصت

شب فرقت مین دم بھر آجکل لینے نہین دیتی
کسی کافر کی مجکو یاد زلف عنبرین فرصت

دم پیری حواس و عقل زائل ہوتے جاتے ہین
ہمارے بزم کے سب چاہتے ہین ہمنشین فرصت

صدا آتی ہو سینے سے یہی میرے پس مردن
ذرا لینے دے مجکو سوز داغ آتشین فرصت

رہائی جیتے جی قید تعلق سے تو مشکل ہی
ملے بعد فنا شاید دل اندوہگین فرصت

خیال اوس بت کا دلسے جائیگا ممکن نہین اصلا
بھلا ہمکو احد ملنے کی ہی اوس سے کہین فرصت

لیسا وصل مین اب بولتے تک بھی نہین
بل بے اغماض آپکا ہم تو مر جاتے ہین آج

موڑ کر بتخانۂ و کعبہ کو شیخ و برہمن
سنتے ہین تیری طرف دونون چلے جاتے ہین آج

نے پر بھی حسرتین دلکی پریشان کرتی ہین
کوے جانانکو غبار اپنے اوڑے جاتے ہین آج

ان دن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرت دل کوچۂ قاتلین پھر جاتے ہین آج

ماوہ مین مقتول قاتل قتل کے پیچھے مرے
سینہ و زانو پہ رکھکر ہاتھ پچھتاتے ہین آج

ش پر تیرے شہید ناز کی او سنگدل
دوست کا کیا ذکر دشمن تک بھی پچھتاتے ہین آج

ہر نگاہ برق وش کیا کام اپنا کر گئی
او دل مضطر تجھے مضطرب پاتے ہین آج

ر آنے مین جو آنا ہو نہ کر للہ تو
حسرت دیدار ہی مین ہم مرے جاتے ہین آج

ور فتار حسینان اس قدر یہ ہو گیا
ٹھوکرون مین ہم دل پامال کو پاتے ہین آج

شک نہین ہی بوسۂ لب آب حیوان ہی احد
پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہین آج

یصیا نسے ہمارے پانون تھراتے ہین آج
منہ چھپائے ہم کفن مین شرم سے جاتے ہین آج

مت مستی ساقیا گل کیطرح پھلتے ہین آج
جھومتے پھر جانب میخانہ ابر آتے ہین آج

کشتۂ خنجرِ بیداد کا خون مل سے بیجے
مہندی ہاتھون مین مرجان لگاتے ہو عبث

کوے جانان مین نہ مین بھول کے جاؤنگا کبھی
حسرتِ دل مجھے تم پٹی پڑھاتے ہو عبث

وصل کی شب یہ لگے کہنے وہ ناخوش ہوکر
اپنے سینے سے احد مجکو لگاتے ہو عبث

ردیف جیم عربی

جعد مشکین کھولکر بالونکو بکھراتے ہین آج
کہدو کیون رازِ دلِ عاشق کو پھیلاتے ہین آج

عشوہ و انداز سے بیشِ نظر آتے ہین آج
اس اکیلی جان پر کیا کیا غضب ڈھاتے ہین آج

سختیان پہلے اوٹھا کر پھر دکھلاتے ہین آج
پس کے مہندی کی طرح سے رنگ ہم لاتے ہین آج

دلکو پہلو کو مرے اب وہ ملے جاتے ہین آج
کہدو اونسے کوئی کیون ناحق غضب ڈھاتے ہین آج

شمع افروزی تری اللہ رے او گلبدن
بزم مین آ آکے بلبل گل کتر جاتے ہین آج

گالیان دیتے ہین بوسہ مانگنے پر ہم کو وہ
کھولنے سے منہ کے کیا کیا منہ کی ہم کھاتے ہین آج

جانے کس برق وش نے کردیا بےچین دل
اک تڑپ بجلی کیسی پہلو مین ہم پاتے ہین آج

کردیا دل کو نشانہ سنگ جورِ سنگدل
کہدو کعبے کو خلیل اللہ سے ہم ڈھاتے ہین آج

فرقتِ جانان مین مونس اپنا یان کوئی نہین
او غمِ تنہائی تجھے دل کو بہلاتے ہین آج

ملنا کیسا وصل مین اب بولتے تک بھی نہین
بلبے اغماض آپکا ہم تو مرے جاتے ہین آج

چھوڑکر بتخانہ و کعبہ کو شیخ و برہمن
سنتے ہین تیری طرف دونون چلے جاتے ہین آج

مرنے پر بھی حسرتین دلکی پریشان کرتی ہین
کوے جاناں کو غبار اپنے اوڑے جاتے ہین آج

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرت دل کوچۂ قاتل مین پھر جاتے ہین آج

تھا وہ مین مقتول قاتل قتل کے پیچھے مرے
سینہ و زانو پہ رکھکر ہاتھ پچھتاتے ہین آج

نعش پر تیرے شہید ناز کی او سنگدل
دوست کا کیا ذکر دشمن تک بھی پچھتاتے ہین آج

پھر نگاہ برق وش کیا کام اپنا کر گئی
او دل مضطر تجھے مضطر بہت پاتے ہین آج

دیر سے آنے مین جو آنا ہو نہ کر للہ تو
حسرت دیدار ہی مین ہم مرے جاتے ہین آج

محو رفتار حسینان اسقدر یہ ہو گیا
ٹھوکرین ہم دل پامال کو لگاتے ہین آج

شک نہین ہے بوسۂ لب آب حیوان ہے احد
پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہین آج

بار عصیان سے ہمارے پانون تھراتے ہین آج
منہ چھپائے ہم کفن مین شرم سے جاتے ہین آج

لطف مستی سے ساقیا گل کیطرح کھلتے ہین آج
جھومتے پھر جانب میخانہ آتے ہین آج

جسطرف نکلے کہ جاتے ہین غضب ڈھاتے ہین آج
کشتۂ تیر نگاہ ناز کر جاتے ہین آج

بال گیسو کے بکھر کر لب پہ یہ آتے ہین آج
یا کہ کالے چشمۂ حیوان مین لہراتے ہین آج

سوزش رخسار کو او شمع رو اپنے پوچھ
صورت پروانہ نظارے جلے جاتے ہین آج

قبر مین بھی مونس و غمخوار اپنا جانکر
او غم تنہائی تجھکو ہم لیے جاتے ہین آج

عکس ہے زلف دوتا کا اونکی ساق پا مین ہی
یا کہ جوڑے کا لٹکے پانؤن مین لہراتے ہین آج

جمع کرکے میرے جانب سے کدورت کی وہ گرد
اک عمارت گرد دل تعمیر فرماتے ہین آج

تاج شاہی کے لیے تھا انقلاب دہر سے
ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو پاتے ہین آج

فوج مژگان کو لیے اونکی نظر ہی دلکے سمت
دوڑ لاکھون ترک کا اس مظلوم پر لاتے ہین آج

بعد مرنیکے خبر اوس گل کی گر لائی تو کیا
او نسیم صبح ہم تو جان سے جاتے ہین آج

سرخرو مقتل مین سب تعجان دیکر ہوگئے
سخت جانی کا برا ہو کیسے شرماتے ہین آج

شیشۂ دل ہوگیا کیا چور سنگ جور سے
نالۂ دل شور کچھ کرتے ہوے آتے ہین آج

رکتے ہین کس رشک گل سے عہد گلہائے چمن
مثل غنچۂ گل کبھی ہم باگرہ پاتے ہین آج

ملجاتی ہی مہندی اشک گلگون سے یہان
ہم بھی مہندی پاے نظارہ مین ملواتے ہین آج

کیا نزاکت ہی صبا سے بھی دم سیر چمن
صبح بوے گل کیصورت وہ نکلجاتے ہین آج

چھوڑ کر کر خود بخود سنتے ہین اب عشق صنم
حضرت دل کعبے کو بتخانے سے جاتے ہین آج

بال کھولے پیچھے پیچھے حورین بھی ہمراہ ہین
زلف کے قیدی ترے محشر مین آتے ہین آج

جانے کس برق وش نے کر دیا بیچین پھر
دلکو پہلو مین بہت مضطر احد پاتے ہین آج

ردیف حاے مہملہ

خونریزی پر ہو دل ترا مائل کسیطرح
مشکل مری بھی آسان ہو قاتل کسیطرح

کیا پوچھتے ہو ظلم رسیدونکا اپنے حال
فرقت مین بچگئے ہین بمشکل کسیطرح

صد شکر اپنے خانۂ دل مین ہین جلوہ گر
اس گھر مین آگئے ہین بمشکل کسیطرح

کیا جانیے کہ ملنیکا وعدہ ہی کس سے آج
تھمتے نہین ہین یہ جگر و دل کسیطرح

تھا لطف دید مجنونکو آنکھین پس فنا
بنجاتین گر یہ پردۂ محمل کسیطرح

اللہ رے شوق قتل کہ کہتا ہون بار بار
پھر جاے مجھپہ خنجر قاتل کسیطرح

ہی روح قیس ساتھ ترے ای نسیم صبح
اوٹھ جاے آج پردۂ محمل کسیطرح

کیا جانیے کہ کیا ہی جو پہلو مین ایکدم
رکتا نہین ہی آج مرا دل کسیطرح

مقطع مین چاہتا ہون تو قائل ہے ای احد
تڑپون نہ مین بصورت بسمل کسیطرح

ردیف خائے معجمہ

جلتا تو اندنون نہین اپنا نشان وہ شوخ
کیا جانیے کو رہتا ہی اکثر کہان وہ شوخ

پیدا ہوا ہی میری طرف سے گمان جو نیک
اپنے گمان سے اندنون ہی بدگمان وہ شوخ

مانگے جو بوسہ غیر تو پھر عتاب ہو
ناحق مجھے یہ دیتا ہی کیون گالیان وہ شوخ

پوچھے تو کوئی اوس سے کہ آخر ہی چین کیا
کرکے چلا ہی مجکو کدھر نیم جان وہ شوخ

غیرونکا ہو بیان تو ہوتا ہی جی سے خوش
سنتا ہی کب ہماری بھلا داستان وہ شوخ

مدت سے مین سمجھتا ہون مجھے ضرور ہی
دل کو ہمارے تیر ستم کا مکان وہ شوخ

پیغام وصل بھیجتے ہین اوسکے پاس ہم
اب دیکھیے ہی کرتا نہین یا کہ ہان وہ شوخ

غیرون پہ تو نگاہ عنایت کمال ہی
ہمپر بھی ہوگا دیکھین کبھی مہربان وہ شوخ

الفت نہین تو کیون یہ شب وصل مین احد
منہ مین ہمارے دیتا ہی اپنی زبان وہ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاشق جو رخ کے ہوگئے زلف دوتا کے بعد
منہ دیکھا صبح عیش کا شام بلا کے بعد

اہل وفا کا دھیان جو آیا فنا کے بعد
پچتا رہے ہیں اپنے کیے پر جفا کے بعد

مہندی چھوڑانے کے لیے اوس شوخ نے کہا
اپنا بھی رنگ جم گیا رنگ حنا کے بعد

مہندی نہ ملیے ہاتھ مین کہتے ہین ورنہ آپ
ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگ حنا کے بعد

رحم آیا میرے حال پہ اسد رحم اسکو بھی
کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد

گنجینۂ مراد کا توڑین گے قفل آج
قسمت مین ہی تو دیکھیے بند قبا کے بعد

نیچی نگاہ کرکے نہ منہ کو چھپائیے
پھر حسن دانہ کیجیے پردہ حیا کے بعد

دس دن بہار باغ تو دس دن خزان بھی ہی
باد خزان کے جھونکے ہین باد صبا کے بعد

نالہ کیا تو سینے مین جنبش سی ہو گئی
آخر کو ٹوٹا شیشۂ دل بھی صدا کے بعد

آیا نہ رحم عاشق بیدل پہ جیتے جی
اب آپ ہاتھ ملتے ہین ناحق فنا کے بعد

اب راستی ہی ہمکو بھی چھوڑ کر پسند
عاشق ہوے ہین مانگ کے زلف دوتا کے بعد

فرماتے ہین یہ حضرت دل عشق زلف مین
نازل ہو دیکھین کون بلا اس بلا کے بعد

صد شکر کارخانۂ نظم کلام مین
ڈھلتے ہین شعر سانچے مین فکر رسا کے بعد

کیون کر نہ اونکے دل مین اثر ہو گا ای احمد
نالون نے سر اوٹھایا ہی دست دعا کے بعد

ردیف ذال معجمہ

نامہ بر نے جو دیا یار کو میرا کاغذ
ہو گیا جلوۂ عارض سے سنہرا کاغذ

مین نے یہ شوقیہ نامہ جو لکھا ہی اوسکو
ہی سراپا اثر اک آج تمنا کا غذ

حسرتِ دل کی نکلنے کی تھین باتین جو لکھین
خود لفافے سے نہ باہر ہوا میرا کاغذ

نامہ بر نے جو کہا بھیجے گا خط تو کہا
خط کسے کہتے ہین اور رہتا ہی کیسا کاغذ

نامۂ یار نے مرنے سے بچایا مجکو
ہو گیا خوبی قسمت سے مسیحا کاغذ

نقرئی ہووے وگرنہ ہو طلائی بیشک
یار کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ

تھا جو مرقوم کچھ اسمین دل گم گشتہ کا حال
گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ

ہو گیا اسمین بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا
اوسکے کوچے کیطرف اوڑ چلا اپنا کاغذ

نامۂ یار کو مین صاف سمجھتا ہون احمد
ہی یہی کاتبِ تقدیر کا لکھا کاغذ

ردیف رای مہملہ

ہوے راہی عدم کو عاشقِ زلفِ دوتا ہوکر
بلاے زلف پیچان سر پہ آئی تھی قضا ہوکر

اوٹھے پہلو سے جب وہ جان قالب سے نکل بھاگی
وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہوکر

کہا لوگون نے مر کرکے بچے ہین اُنکے تو بولے
گئی ہی سر پہ اُنکے بارہا صدقے قضا ہو کر

پھڑکنا اُنکے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو
ادائے تیغ قاتل رنگ لائیگی قضا ہو کر

جِلا کر بوسۂ لب سے پس مردن لگے کہنے
نہ دکھلائیگی منہ جاتی ہی شرمندہ قضا ہو کر

دکھا کر مجکو وہ ترچھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہین
اسی پردے مین اکدن آئیگی دیکھو قضا ہو کر

نقابِ رخ اوٹھایا تمنے جان تن سے نکل بھاگی
نگاہِ ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہو کر

تمھارے آتے ہی مرہی رہا تھا جی اوٹھا جب مین
سرِ بالین سے اپنے کیا چلی سوا قضا ہو کر

خیالِ زلف مین ای ہمدمو ہی نزع کا عالم
شبِ فرقت مین یادِ زلف آئی ہی قضا ہو کر

نہ پوچھو قاتلِ عالم کہ کیا تاثیر ہی اس مین
کھنچی جسپر تری تلوار بس پہنچی قضا ہو کر

بہت مشکل ہی بچ جانا نہی جان پر اپنی
نگاہِ ناز قاتل جان لیتی ہی قضا ہو کر

الٰہی خیر کیجو آج بیماران الفت پر
نگاہِ ناز کے ہمراہ آتی ہی قضا ہو کر

جہانمین نام ہی اسکا وجود اسکا نہین باقی
تری تیغِ نگہ پر مرگئی صدقے قضا ہو کر

تعشق مین پریرویونکے اک دن جان جائیگی
مری دیوانگی یہ رنگ لائےگی قضا ہو کر

خم محراب ابرو دیکھکر گردن جھکاتے ہین
نماز اپنی ادا ہو جاتی ہی کبھی قضا ہو کر

یہان تھا نزع کا عالم جو آئے وہ عیادت کو
لگی پاؤن پہ پڑنے اونکے شرمندہ قضا ہوکر

ہزارون عاشقِ جانباز کی جاتی ہین ہین جانین
نکلتے ہین کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہوکر

ذرا سا گدگدا دیتے ہو جان پر اپنے بنتی ہی
تمھاری چھیڑنے آخر کو پھر چھیڑا قضا ہوکر

دمِ مردن ہوئی فورِ اشک سے یہ جوش دریا تھا
ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہوکر

خیالِ گیسوئے جانان مین اپنی جان جائیگی
اسی پردے مین آئیگی احمد اکدن قضا ہوکر

دلِ مضطر ہمارا عاشقِ روئے صفا ہوکر
رہا پہلو مین اپنے طائرِ قبلہ نما ہوکر

بھری تھین حسرتین جو دلمین اب وہ وائے ناکامی
شکستِ شیشۂ دل سے نکلتی ہین صدا ہوکر

تڑپنا کیا تھا اوجان حزین گر وہ نہ آئے تھے
گئی ہوتی تو ہی بابِ اجابت تک دعا ہوکر

ضرور اکدن نیا خونِ شہیدان رنگ لائیگا
دکھائے گا پر وہ شوخیان رنگِ حنا ہوکر

کبھی مجھسے لپٹتے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو
تمھارا ناز بھی کروٹ بدلتا ہی ادا ہوکر

کسیکا ناز کہتا ہی اگر ملنے کی خواہش ہی
جبین سائی کرو بابِ اجابت پر دعا ہوکر

یقین ہی اب مرادین اپنے دلکی سب بر آئینگی
گئی ہین حسرتین بابِ اجابت تک دعا ہوکر

اونھین جب دیکھتا ہون منھ چھپا کر مجھسے کہتے ہین
ابھی ہم پردۂ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہو کر

گلے مین جب کبھی بھو لیسے اونکے ہاتھ ڈالا ہی
لباسِ شرم مین چھپ چھپ گئے ہین وہ حیا ہو کر

نہ کیون کر خانۂ دل مین ہمارے خونِ حسرت ہو
پھری ہی بے اثر بابِ اجابت سے دعا ہو کر

ہماری زیست سے صد شکر مرنا ہی ہوا بہتر
شہیدون مین سلے ہم کشتۂ تیغ ادا ہو کر

جو تو دکھلا کے آنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب
نگاہو نمین پھری برسون تری چتون ادا ہو کر

جو پوچھا تھے کہان اتنے دنون تو ہنسکے فرمایا
کسی کمبخت کے اب تک تھے دلمین مدعا ہو کر

کشش مجھسے کیسکی خو ایمین یہ آکے کہتی ہی
نگینِ خاتم دل ہی رہے گا مدعا ہو کر

مجھے مسجد مین جاتے دیکھکر بولے ادھر آؤ
خدا کو بھی دکھاوین گے کبھی شانِ خدا ہو کر

پڑا چھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دست قاتل پر
رہا مٹھی مین اوسکی طائر رنگِ حنا ہو کر

شبیہ یار اکثر جلوہ فرما کرکے کہتی ہی
کسیکے دل مین رہجائین گے نقشِ مدعا ہو کر

طلب مین اپنی او قاتل کرے گا قتل گر مجکو
زبانِ تیغ سے نکلون گا حرفِ مدعا ہو کر

رسائی ہو گئی جاتے ہی اوسکی بزم جانا نمین
گیا قاصد مرا خط لے کے کیا بخت رسا ہو کر

بہ شوق دید ہی مجکو نقاب رخ اوٹھانے کو
چلی ہی حسرتِ دیدار اپنی اب ہوا ہو کر

شبیہ یار کہتی ہی عبادت میری ہی کیجے
یہ بت اللہ اکبر دل مین رہتے ہین خدا ہوکر

خیال جلوۂ رخسار جانان مجھسے کہتا ہی
رہین گے خانۂ دل مین کسی کے مدعا ہوکر

نہ نکلے اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ
وہ بیٹھے اپنے گھر مین میرے دل کے مدعا ہوکر

مبارک آج خوشبوے مرغانِ چمن تم کو
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہوکر

سر اپنا پیٹتی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہی
پھری ہی اسطرح بابِ اجابت سے دعا ہوکر

مرے شعرون کو سنکر چوم کر منہ یہ لگے کہنے
احمد مشہور رہو تم صاحبِ طبعِ رسا ہوکر

احمد وحشت مین بھی قیدِ تعلق سے رہا ہوکر
برنگِ بو رہے جامے سے ہم عریان جدا ہوکر

اثر یہ سایۂ دیوار قصرِ یار نے پایا
کبوتر جاکے گر بیٹھے تو اوڑجائے ہما ہوکر

اگر ہی شوق مہندی کا تو خون کو میرے مل لیجے
تمھارے دست و پا مین رنگ لائیگا حنا ہوکر

محبت لاکھ ہو تجھسے مگر سجدہ نہین کرتے
دکھائے گا ہمین کیا جلوہ تو او بت خدا ہوکر

تصور مین کسیکے کچھ عجب عالم رہا اپنا
دلِ وحشی رہا آباد بس وحشت سرا ہوکر

نہ پوچھو تم خدارا اب شبِ فرقت کے صدمے کو
رہی ہی روح تا لب سے مرے ہر دم جدا ہوکر

سینون کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی
وفا آخر کو انکی رنگ لاتی ہی جفا ہو کر

بدن مین ہر گھڑی یہ روح کا اپنے مقولہ ہی
حباب بحر ملجائے گا دریا مین فنا ہو کر

لشوو کار اپنا خواب مین اوس بت سے کہتا ہی
کھلین گے دیکھنا اکدن تمھین بندِ قبا ہو کر

ہوا سودا کبھی وحشت کبھی رسوا ہوے ای دل
پڑے سوچ مین ہم عاشقِ زلفِ دوتا ہو کر

ستم کو ہم کرم فرطِ تعشق سے سمجھتے ہین
جفاے یار اپنا کام کرتی ہی وفا ہو کر

عبث تم عاشقانِ ناز سے سجدے کو کہتے ہو
بتو بندے سے کیا مشہور تم ہو گے خدا ہو کر

مجھے بیچین سنکر بیٹھتے ہین آ کے پہلو مین
پہونچ جاتے ہین دردِ دل کے خاطر وہ دوا ہو کر

دعا ہی یہ مریضانِ محبت کی قیامت تک
رہے مشہور یا رب اوس کا گھر دار الشفا ہو کر

گھبراتا قالبِ خاکی مین تو ای مرغِ دل اتنا
قفس سے ایک دن جنت کو جائیگا رہا ہو کر

مجھ اوبت نہ مجکو ناتوان تو عہدِ پیری مین
پرانا جامہ اک دن رنگ لائے گا نیا ہو کر

بہت ڈھونڈھا نہ پایا ہمنے مضمونِ کمر ایجان
رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہو کر

پلادے گھولکر گر ہاتھ سے اپنے تو بچ جاؤن
تری خاکِ قدم تاثیر بخشیگی دوا ہو کر

دناوان مین وہی مرتے ہین اس تحصیلِ دنیا پر
رہے پابند کب عاقل کوئی حرص و ہوا ہو کر

اگر بخشے گناہوں کو خداوند اُسے ہے رحمت
تری سرکار میں آئے ہیں سرتاپا خطا ہو کر

ہماری حسرتِ مے نوشی بھی ای ساقیِ مہوش
شکستِ ساغرِ مے سے نکلتی ہی صدا ہو کر

گلے میں ڈالکر باہیں تِرے سوئے وصل کی شب وہ
کہاں رہتے تھے بتلاؤ احد ہمسے جدا ہو کر

نہ کیوں وہ کنجِ عزلت میں رہیں سب سے جدا ہو کر
ہوا ہی آشنا آئینہ صورت آشنا ہو کر

کسیکے عشقِ رخ میں جان مری تن سے جدا ہو کر
چلی ہی باغِ جنت کی طرف بادِ صبا ہو کر

پریشانی خاطر رنگ لائے گی بلا ہو کر
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہو کر

مقابل میں تری رفتار کے ای دلربا ہو کر
بہت شرمندہ ہو گا فتنۂ محشر بپا ہو کر

کسی کا جلوۂ رخسار جب پیشِ نظر آیا
مری آنکھوں کے پردے میں لگا چھپنے حیا ہو کر

نہ پوچھو وصل کی شب مجھسے وہ کیا کیا ہوئے نادم
لباسِ شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں بس حیا ہو کر

لڑکپن ہی کنارا صورتِ عاشق سے کرتے ہیں
ابھی وہ پردۂ غیرت میں چھپتے ہیں حیا ہو کر

پس مردن بھی الفت زلف کی یہ رنگ لائی ہی
لحد میں شب کو نازل مجھ پہ ہوتی ہی بلا ہو کر

رہا تا زندگی سودا کسیکے زلفِ شکین کا
دلِ وحشی ہمارا رہ گیا وحشت سرا ہو کر

ترے ملنے کی گر دل مین ہوا و حرص باقی ہو
کرین گے جستجو بعد فنا بھی ہم ہوا ہوکر

نہ پوچھو جب وہ آئے مجکو کیا راحت ہوئی حاصل
رہے پہلو مین میرے وہ دل کی دوا ہوکر

قیامت ہر قدم پر ڈھاتے ہو جسوقت چلتے ہو
تری رفتار سے رہ گیا محشر بپا ہوکر

پر پرو شعلۂ رخسار کی جل سب بے یہ غیرت گی
خیالِ سبزۂ خط دل مین وہ دل رہا ہوکر

اوڑی جب خاک اوس جانب تصدق سے نثار ہا کئے
چلی ہی گردشِ تقدیر سے اولٹی ہوا ہوکر

کمندِ زلف کے ایکے بڑے جھٹکے اوٹھائے ہین
رہا دل گیسوے پر خم مین برسون مبتلا ہوکر

انھین جب چھیڑتا ہون وصل مین تو پاسِ الفت سے
وہ رہجاتے ہین دل ہی دلمین کچھ مجسے خفا ہوکر

سوال بوسہ پر ہنسلے تو کچھ بھی وہ نہ کہتے تھے
سنا دیتے ہین اکثر گالیان اب تو خفا ہوکر

دلِ وحشی پہ گذری کچھ نہ کچھ جو اس طرح مضطر
پریشان کوچۂ کاکل سے آتی ہو صبا ہوکر

مرا جاتا ہون چٹوادو منگاکر اسکو بچ جاؤن
اثر بخشے گی خاکِ پاے دلبر کیمیا ہوکر

ہر اک شی کو احد ہم تو جگہہ دیتے ہین آنکھون مین
ہماری پتلیان رہتی ہین عالم آشنا ہوکر

الٰہی خیر کیجیو حضرتِ دل پھر ہمان ہوکر
چلے ہین کوچۂ کاکل کی جانب شادمان ہوکر

جلایا کیا رقیبِ روسیہ ای آسمان ہوکر
رہا دود جگر کی طرح تو بھی تو دھوان ہوکر

رہی گر آتش افروزی یونہی ان شعلہ رویونکی
جلائے گی محبت پھر کسیکی سوزِ جان ہوکر

بوقتِ نزع جب آئے سرِ بالین تو فرمایا
نہ نکلے دیکھنا حسرت کہین روح روان ہوکر

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر کیطرح سے آنکھونمین رہتے ہین نہان ہوکر

پتا اپنے دلِ گم گشتہ کا پوچھین گے ہم بھی کچھ
پھرا اگر کوچۂ کاکل سے کوئی کاروان ہوکر

رہی زلفِ مسلسل سلسلہ جنبان وحشت گر
تو پائے عقل مین اک دن پڑیگی بیڑیان ہوکر

وہ بحرِ حسن دریا سے نہا کر جب نکلتا ہی
لبِ ساحل تلک آتی ہین مضطر مچھلیان ہوکر

عدم سے آئے دنیا مین نہ پایا جب پتا تیرا
تو پھر آئے قیامت مین کہانسے ہم کہان ہوکر

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
یہان کسطرح نیند آئی جو سوتے ہو نہان ہوکر

گیا ملکِ عدم کو دوستونکا قافلہ بڑھکر
ہمین اک رہگئے پیچھے غبارِ کاروان ہوکر

یہ حالِ نزع مین یارب ہوا کیون انتظار اوسکا
کہ پاؤن مین اجل آکر پڑی ہی بیڑیان ہوکر

گیا سر سے نہ مرتے مرتے سودائے محبت پھر
شریکِ دم رہا آخر کو یہ تکلیف جان ہوکر

کھلے گل اور بھی گلشن مین اوس گلرو کے آنیسے
چمن کی سیر کو آئی بہارِ بوستان ہوکر

غزالان بیابان کو کیا ہی صید دم بھر مین
نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کمان ہو کر

مری حالت کو سن سنکے وہان لوگ انکو سکتے ہین
خموشی نے طلسم تازہ دکھلایا بیان ہو کر

اگر دن رات فرقت مین یون ہی رونا بلکنا ہی
تو دل بھی ایکدن نکلے گا خود اشک روان ہو کر

صدا آتی ہی ہر دم یہ لب گور غریبان سے
سوے ملک عدم جاتا ہی تونسے کاروان ہو کر

خیال حلقۂ زلف دوتا دن بھر جو رہتا ہی
نظر آتی ہی شب کو خواب مین پھر بیڑیان ہو کر

چلا ہون تیز مین مقتل کی جانب دلمین قاتل کے
اثر پیدا کرے گی گرم رفتاری بیان ہو کر

خدا محفوظ رکھے دلکو اب اونکے فریبون سے
یہی ہین قاتل عالم جو ملتے ہین کمان ہو کر

نشان ملک عدم کے جانیوالونکا نہین ملتا
پھرا یا رب نہ وانسے کوئی ابتک کاروان ہو کر

مین وہ مقتول ہون تلوار نے کچھ مزا پایا
لب زخم جگر چاٹیگی ای قاتل زبان ہو کر

مجھے قید جنونسے چھٹنے دم بھر کو نہین دیتی
پڑی ہی وحشت دل پانو مین کیا بیڑیان ہو کر

مرا ہون آتش فرقت مین جلکر شعلہ رویونکی
غبار دل مری مرقد سے نکلیگا دھوان ہو کر

فلک نے دیکھپایا ہی کسیدن اوسکی ابرو کو
اسی باعث سے خود بھی رہگیا مثل کمان ہو کر

تمناے شہادت ہی کرے گر قتل تو مجکو
تری تلوار کا منہ چاٹ لون قاتل زبان ہو کر

مری عمرِ گریزان مجکو زندانِ بلا مین پھر
الٰہی دیکھیے کب تک یہ رکھے بیڑیان ہوکر

مرے نالونکو سن سنکر کے فرماتے ہین لوگونسے
نکلتی ہین کسی کی حسرتین شور و فغان ہوکر

خدا بدلے تو بدلے اون کی اب اس بدمزاجی کو
لگے ہین گالیان لوگونکو دینے بدزبان ہوکر

نکلنا سخت زندانِ بلا سے اب ہوا پاؤنکا
پڑی ہی الفتِ گیسوے جانان بیڑیان ہوکر

مثالِ تیر دم بھر مین جگر کے پار ہوتے ہین
کہین مین تیرے ہین ایدل جو ملتے ہین کمان ہوکر

ظہورِ جلوۂ حق کا تماشا بھی احد کیا ہی
نظر سے دیکھکر رہتا ہی انسان حیران ہوکر

کہین لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ دلبران ہوکر
کہین دیتا ہی دل کو خود شریکِ مضطران ہوکر

کہین ہوتا ہی خود ظاہر وہ جورِ دلبران ہوکر
کہین ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطران ہوکر

کہین بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسمان ہوکر
کہین خوشنام ہوتا ہی وہ عدلِ منصفان ہوکر

کہین اوٹھکر کے بیٹھا ہی وہ ضعفِ ناتوان ہوکر
کہین وہ بیٹھکر اوٹھا ہی زورِ پہلوان ہوکر

کہین معجز نمائی کرتا ہی جادو بیان ہوکر
کہین مشہور عالم مین ہوا ہی بیزبان ہوکر

کہین آتا نظر ہی تیر کی صورت جوان ہوکر
کہین خم عالمِ پیری مین دکھلایا کمان ہوکر

کہین خود داد دیتا ہی وطبعِ منصفان ہوکر   کہین فریاد کرتا ہی شریکِ دردجان ہوکر

کہین لیلی کی صورت جلوہ آرا ہی نہان ہوکر   کہین سودائے عالم صورتِ مجنون عیان ہوکر

کہین سرتاپا ہی صورتِ شیرین نزاکت سے   کہین ہی کوہکن تیشہ لیے خود سخت جان ہوکر

کہین بنکر کے یوسف ہوگیا مشہور عالم مین   کہین بنکر زلیخا ہوگیا رسوا نہان ہوکر

کہین شمعِ شبستان کیطرحسے ہوگیا روشن   کہین پروانہ بنکر جلگیا خود سوزِ جان ہوکر

کہین گل بنکے خندہ زن ہوا گلزارِ عالم مین   کہین بنکر کے بلبل رہگیا گرمِ فغان ہوکر

کبھی بادِ بہاری بنکے خندان کردیا گل کو   رولایا بلبلون کو خون کبھی بادِ خزان ہوکر

کبھی بنکر لباسِ حُسن دکھلایا حسینون کو   کبھی دستِ جنون سے اوڑگیا خود دھجیان ہوکر

کہین ہی خندۂ گل وہ کہین ہی شورِ بلبل وہ   نکلتا ہی کہین آنکھون سے خود اشکِ روان ہوکر

کہین ہی فتنۂ دوران کہین خود شورِ محشر ہی   کہین سودائے الفت ہی کہین ہی دردِ جان ہوکر

کہین تو قاتلِ عالم نظر آتا ہی عالم مین   پھڑکتا ہی کہین بسمل کی صورت نیم جان ہوکر

رہا کفر اور دین کا فرق ہندو اور مسلمان مین   کہین بنکر رہا کعبہ کہین دیرِ بتان ہوکر

کبھی تو بتکدے مین صورتِ ناقوس ہی نالان   کبھی مسجد مین بول اوٹھا مؤذن کی اذان ہوکر

نہ پوچھو اوسکی نیرنگی کا کچھ احوال تم ہم سے
مثال ابر گر رویا ہنسا برق طپان ہو کر

غرض ذات احد کا ای احمد جلوہ ہی عالم مین
دکھاتا ہی ہر اک صورت مین اپنے کو نہان ہو کر

لٹے ہوے ہین نہین اپنے کاروان کی خبر
نہ پوچھ بیکسی ہمسے دل اور جان کی خبر

کمر کے آکے سر زلف نے لیے بوسے
اوڑائی نکہت گیسو نے درمیان کی خبر

خدا کے فضل سے وہ راز دان معنی ہون
فرشتے پوچھنے آتے ہین آسمان کی خبر

کٹے ہین خانۂ صیاد مین مجھے برسون
وہ مرغ ہون کہ نہین مجکو آشیان کی خبر

یہ جام جم سے احمد اپنا دل نہین کچھ کم
وہ ہون کہ رکھتا ہون گھر بیٹھے مین جہان کی خبر

ردیف زائے معجمہ

پہلو مین اپنے یار کا تیر جفا ہنوز
دل سے جگر کا پوچھ رہا ہی پتا ہنوز

سودائے زلف یار ہی باقی جو بعد مرگ
کنج لحد مین ہوتی ہی نازل بلا ہنوز

پونچی کبھی نہ باب اجابت پہ اکدن
کیا جانیے کہ پھرتی کہان ہی دعا ہنوز

اوس سنگدل نے توڑکے دلکی نہ لی خبر
چلا رہی ہی شیشۂ دلکی صدا ہنوز

باہین گلے مین ڈالکے آنکھین چرا تا ہی
کرتا ہی ناز یار کا مجھے حیا ہنوز

مرنے کے بعد بھی اُسے اتنا غبار ہی
برباد خاک کرتی ہی میری صبا ہنوز

کب کی گئی ہی تاب اجابت سے دیکھیے
پھر کرکے پاس آئی نہ اپنی دُعا ہنوز

اک تم ہو کوئی بھی نہین باقی جفا ہی اب
اک ہم ہین کرتے جاتے ہین تجھسے وفا ہنوز

کچھ بھی نہین ہی اوسکو سر رحم ای احمد
کرتا ہی مجھپہ جانتا ہی ظالم جفا ہنوز

ردیف سین مہملہ

قید ہستی سے ہوئی ای روح کیا آزاد بس
خانۂ تن کو مرے کرکے چلی برباد بس

سنکے وہ نالو نکو میرے جب ہوے ناشاد بس
بولے ای ظالم ٹھہر جا تا بکجا فریاد بس

میرے مرنیکی خبر سنکر کے فرمانے لگے
تھا اسیکے دم تلک یہ نالہ و فریاد بس

سورہ یوسف کو قرآن کھولکر پڑھتے ہین ہم
ہوتا ہی جس دم تمھارا مصحف رخ یاد بس

ای پری کثرت ترے دیوانون کی ہی اسقدر
جنگلون مین شہر ہوتے جاتے ہین آباد بس

دیکھکر مجکو تڑپتے سخت جانی سے مری
چھوڑکر بسمل گیا مجکو مرا جلاد بس

سر کو جب زنجیر پر رکھکر کے مین رونے لگا
زلف کا دیوانہ کہنے لگے صیاد بس

بھول جانکی شکایت میری لوگون نے جو کی　بولے اب وسکو اجل اوسکی کرے گی یاد بس
پیسڈالا کبک کے بتی دلکو اونکی چال نے　ہی خرام ناز مین اون کی یہی ایجاد بس
حشر کے دن اونکو چلوا کر کہون گا ای خدا　اس خرام ناز نے مجکو کیا برباد بس
مین وہ دیوانہ نہین سر پھوڑکر مر جاؤنگا　جانِ شیرین کو دیا ہی جسطرح فرہاد بس
دیکھکر طرزِ قیامت قامتِ دلدار مین　گڑ گیا غیرت کے مارے باغ مین شمشاد بس
بلبلونکے نالون مین اس سال کیا تاثیر ہی　باغ مین سر کو پٹک کر مر گیا صیاد بس
مین وہ دیوانہ تھا جانکلا جو دشتِ نجد مین　مجسے کوسون بہاگا مجنون کرکے پھر فریاد بس
جب گذر گورِ غریبان کیطرف اون کا ہوا　ق　بولے مجکو یاد کرکے با دلِ ناشاد بس
دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رو رہی ہی جسپہ آج　یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہوگئے برباد بس

خوب شطرنجِ محبت مین مجے حیران احمد
دیکھلی ہمنے تمھاری چال ای اُستاد بس

جس نے صورت دی تمھین اوسکو کرو تم یاد بس　ای بتو نخوت کہان تک صورتِ شداد بس
بھولو اپنے دل سے اوسکو چھوڑ دو وسکی یاد بس　ورنہ الفت مین احمد ہو جاؤگے برباد بس

اس قفس کی پھر خرابی کو تم اوسدم دیکھنا
طائر روح مقید ہوگا جب آزاد بس

وہ نہین پھرنے کے اپنے قول سے ہرگز کبھی
کر چکے میرے لیے کرنا تھا جو ارشاد بس

بولے یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہی مگر
دیکھکر کے سخت جانی کو مری جلاد بس

موسم گل کے گذر جانیکے غم مین رات دن
بلبلا و آخر کہان تک نالہ و فریاد بس

جب کوئی تدبیر فرقت مین نہ اوس سے بن پڑی
جان شیرین کو دیا سر پھوڑ کر فرہاد بس

سنکے میرے نالۂ پر درد کو کہنے لگے
شق ہوا جاتا ہی دیکھو سینۂ فولاد بس

تا کجا آخر نگاہ ناز تیری کاوشین
ہم غریبون پر ستم یہ ای ستم ایجاد بس

موسم گل مین کہان تک صدمۂ فرقت سہون
کھولدے پر کو مرے اور چھوڑ دے صیاد بس

جب تہ خنجر نہ مین نے اوف کیا کچھ بھی ذرا
رہگئے دانتون مین اونگلی دابکر جلاد بس

کھینچ سکی وس آئینہ رو کی نہ کچھ تصویر جب
ہوگئے حیران آخر مانی و بہزاد بس

گر یونہی وحشت مین اپنی رہگئی وارستگی
ایک دن آزادگی سے ہونگے ہم آزاد بس

وصل کی شب وہ گلے مجھے لگکے فرمانے لگے
آپ رہتے تھے اسیکے واسطے ناشاد بس

چار دن بھی بار الفت کا نہ تمسے اوٹھ سکا
عشق بازی مین یہی تھے ای احمد استاد بس

لے گیا بخت ہمین جلوہ دیدار کے پاس
ہو کے پروانہ رہی شمع رخ یار کے پاس

اوٹھ کے پہلو سے مرے بہر خدا محفل مین
دل الجھتا ہی مرا بیٹھ نہ اغیار کے پاس

اسی امید پہ سایہ سا پڑا رہتا ہون
کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس

جائے گا بہر عیادت وہ کسیکے گھر مین
آج آئے گا مسیحا کسی بیمار کے پاس

دور ہو جاتا ہی نفرت سے مین وہ وحشی ہون
آتا ہون جب ترے مین سایۂ دیوار کے پاس

قتل قاتل کو جو منظور نظر ہی میرا
دم ہمین دیکے کھڑا اکڑتا ہی تلوار کے پاس

عشق رکھتے ہین ترا شیخ و برہمن دونون
سبحہ چھوٹے نہین جاتے نہین زنار کے پاس

طائر دل کو رہائی کی ہی امید عبث
کون آتا ہی بھلا مرغ گرفتار کے پاس

آب شمشیر کے خواہان تھے ازل سے جو ہم
تشنگی کھینچ کے لائی ہمین تلوار کے پاس

جوش وحشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا
سر کو پھوڑونگا مین جا کر در دلدار کے پاس

دل کو اوس گیسوئے پیچان مین پھنسا کر دیکھو
مول لی جا کے بلا ہمنے ستمگار کے پاس

کیا غضب ہی کہ یہ کہتا ہی مسیحا ہر دم
ہم نجائین گے کبھی عاشق بیمار کے پاس

الفت گیسوئے دلدار کا سودا ہی یہی
گھر بنا لیجیے اب تبت و تاتار کے پاس

اب احد کھاکے قسم کہتے ہین اللہ کی ہم
پھٹکین گے نہین کبھی اوس بت عیار کے پاس

ردیف شین معجمہ

آتا نہین خیال کبھی کچھ سوائے عیش
عالم شباب کا یہ فقط ہو برائے عیش

فصل خزان مین آئے نہ آئے نہین ہو غم
یا رب بہار مین مجھے صورت دکھائے عیش

دور شراب اور وہ مہ رو بغل مین ہو
مجھسے شب وصال نہ پہلو بچائے عیش

تم آؤ میرے پاس تو کیا کیا نہو خوشی
خود بے بلائے آپ مرے پاس آئے عیش

یا رب کبھی تو دور زمانہ ہو اس طرح
دونون کے واسطے مرے گھر مین بھی آئے عیش

وہ آئین یا نہ آئین اسے چھیڑنے سے کام
بے پر کی کہہ کے روز نئی مجھسے اوڑائے عیش

بہر خدا کبھی تو کرم کیجیے یہان
اک روز بھی تو گھر کو مرے دیکھ جائے عیش

وہ آکے میرے پاس جو شب بھر کہین رہین
کس آرزو سے دل مین مرے گھر بنائے عیش

اونکی طرح سے یہ بھی ہی برہم عبث احد
طالب جو اوسکا ہو وہی آنکھین دکھائے عیش

ردیف صاد مہملہ

کس درجہ لطف خیز ہی ایجان بیان رقص
جی چاہتا ہی روز سنین داستان رقص

مسکن ہی جغد کا وہی دورِ فلک سے آج / تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ رقص

مُردونکو خاک خاک مین ہو گی بھلا خوشی / ناحق سنا رہی ہی اجل داستانِ رقص

وہ صورتین وہ جلسے وہ اب لطف ہین کہان / رو دیتا ہون جو کرتا ہی کوئی بیانِ رقص

پیری مین بھی شباب کے باقی ہین ولولے / دلمین یہ ہی سنا کرین ہردم بیانِ رقص

جو بات آپ کی ہی وہ عالم فریب ہی / ہی آپ کی ادا بھی مری جان جانِ رقص

کوئی نہ رہگیا کہ کبھی جا کے دیکھتے / اب رو رہے ہین بیٹھے ہوے عاشقانِ رقص

تارِ نظر مین دورِ حوادث نہین ہی آج / ہی پتلیون کا پتلیون مین امتحانِ رقص

جلسے وہ لکھنؤ کے احمد خواب ہو گئے / اب یاد بھی نہین ہی کہان تھے مکانِ رقص

ردیف ضاد معجمہ

کافر سے ہی غرض نہ تو دیندار سے غرض / مجکو ہی تیرے مصحفِ رخسار سے غرض

پامال اپنا دل بھی ہی رنگِ حنا کی طرح / رکھتا ہو یہ بھی شوخیِ رفتار سے غرض

سنتا ہون جوشِ وحشتِ دلمین کسیکی کب / دیوانے کو ہی کب کسی ہشیار سے غرض

زاہد عبث تو رغبتِ جنت دلاتا ہی / رکھتا ہون مین تو کوچۂ دلدار سے غرض

کرتے نہین علاج وہ اپنے مریض کا
عیسے تو ہین مگر نہین بیمار سے غرض

آنکھون پہ کیون عتاب ہی آخر حضور کا
آنکھین تو صرف رکھتی ہین دیدار سے غرض

مذہب عجیب رکھتے ہین ہم رند مست بھی
تسبیح سے غرض نہ تو زنار سے غرض

ظلِّ ہما کے پاس وہ ہرگز نجائیگا
جس کو ہی تیرے سایۂ دیوار سے غرض

کیونکر نہ عشق ابرُو خمدار ہو احمد
جانباز ہم ہین ہم کو ہی تلوار سے غرض

ردیف طاے مہملہ

مین نے بھیجا آپ کو سو بار خط
آپ نے کوئی لکھا ای یار خط

آپ کیون آئینگے یان وان جائینگے
روز جاتے ہین جہان دو چار خط

لوگ درپی ہین کہ خط پکڑین کوئی
ہو کے لکھیے گا ذرا ہشیار خط

حال دل اوسمین جو مین نے لکھدیا
لے کے نامہ بر ہوا بیمار خط

خط کو اوسکے لاکے قاصد نے کہا
ہی کسی کا طالعِ بیدار خط

خط کا مطلب خال و رخسے تو پوچھیے
پڑھتے ہین یہ کافر و دیندار خط

بدگمان میری طرف سے وان ہین لوگ
اب تو لکھنا ہوگیا دشوار خط

خط نہ آتا تو نہ خط آتا کبھی
کچھ نہ کچھ تو انس ہی اونکو احد

خط جو آیا آگیا ای یار خط
اب جو ہم لکھتے ہین سر در بار خط

ردیف ظائے معجمہ

اپنا ہی جان جانِ خدا حافظ
جائیے مہربان خدا حافظ

خیر جاتے ہو جس جگہہ جاؤ
ہمسے ہو کر نہان خدا حافظ

ہجر مین اندنون مرے دل کا
لیتے ہین امتحان خدا حافظ

چھوڑ کر مجکو بسترِ غم پر
جاتے ہو تم کہان خدا حافظ

روٹھکر مجسے جاتے ہو جاؤ
ہوگئے بدگمان خدا حافظ

آج کل میرے اور ایمان کے
ہی وہ بت درمیان خدا حافظ

اوٹھکے پہلو سے تم چلے میرے
اپنا ہی مہربان خدا حافظ

کہتے ہین اوٹھکے یہ کہو مجسے
جائیے جانِ جان خدا حافظ

جس جگہہ ای احد گئے تھے کل
پھر چلو آج وان خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

شعلے نہین ہین آہ کے یہ قصرِ تن مین شمع
روشن ہی آج دیکھیے کیا انجمن مین شمع

بعدِ فنا بھی سوز وہی ہی مزار مین
لیکر کے ساتھ آئے تھے کیا ہم کفن مین شمع

شانے کے ساتھ پنجۂ جاناں ہی زلف مین
روشن ہو آج یا کہ سوادِ ختن مین شمع

عالم ہی آج اور ہی فیضِ بہار سے
گل تھے کھلے ہین یا کہ ہی روشن چمن مین شمع

شعلے بھڑک رہے ہین مرے داغ دل سے آج
دیکھو تو جل رہی ہی مرے قصرِ تن مین شمع

اک شمع رو سے دلکو ہمارے لگی ہی لو
ہر داغ اپنے دلکے نہون کیون جلن مین شمع

بزمِ جہان مین یہ رخِ روشن سے ہی فروغ
روشن ہو جیس طرح سے کوئی انجمن مین شمع

وہ شمع رو ہی دیکھکے محفل مین تجھکو آج
غیرت کے مارے گرتی ہی کٹکر لگن مین شمع

شاعر ہون لاجواب مرے دم سے ای احمد
روشن ہی آج دیکھیے بزمِ سخن مین شمع

ردیف غین معجمہ

آہ کا روشن ہی ہجرِ شوخِ پرفن مین چراغ
روز جلتا ہی ہمارے خانۂ تن مین چراغ

آتشِ گل کو بھڑکنے دے صبا گلزار مین
آہ سے بلبل جلا لے گی نشیمن مین چراغ

شمع کی حاجت نہین اللہ رے تاثیر ضو
ہو گیا حسنِ بتان دیر برہمن مین چراغ

پھول چنتا ہون جو تنہا جاکے گلشن مین کبھی
گُل بغیر از یار ہو جاتا ہی دامن مین چراغ

پھر نسیمِ نوبہاری نے شگفتہ گل کیا
آج اے بلبل جلا ہی دیکھ گلشن مین چراغ

شام سے جلتے ہین آہِ آتشین سے تا سحر
دل مین سینے مین جگر مین خانۂ تن مین چراغ

دیکھنا زاہد نہوگی قبر مین ظلمت مری
داغ دل اپنا جلے گا ہو کے مدفن مین چراغ

ہی شبِ ہجران بہت تاریک آنکھو مین مری
آتشِ دل کرتے روشن اپنے دامن مین چراغ

جانکے شمعِ رخِ محبوب کا عاشق احمد
کرتے ہین روشن فرشتے اپنے مدفن مین چراغ

ردیف فا

تو وہ گل ہی سیر کو گر جائے بستان کیطرف
بلبلِ تصویر اوڑ جائے گلستان کیطرف

جاتی ہی روحِ روان مین باغ رضوان کیطرف
چھٹکے بلبل جسطرح جائے گلستان کیطرف

بلبلو خوشبو مبارک آج پھر بادِ صبا
کوچۂ کاکل سے آتی ہی گلستان کیطرف

ضد سے وہ بلبل ہو مین صیاد اپنے ہر برس
نوچکر پر پھیکدیتے ہین گلستان کیطرف

ہو دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا
چلگئی دو دن ہوا اچھی گلستان کیطرف

عارضِ گل کی فزا گل کو دکھاتے ہے بہار
ایکدن تشریف لے چلیے گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل ذبح کرڈالا ابھی گر صیاد نے
جائینگے اوڑکے پر اپنے گلستان کیطرف

آج اوس گل کی سواری جاتی ہی پھر باغ مین
تو بھی او بادِ بہاری چل گلستان کیطرف

اتنی خاطر میری او صیاد کردینا ضرور
ذبح کرنا کرکے منہ میرا گلستان کیطرف

لطف ہی ساقی جو دورِ بادۂ ریحان ہو آج
کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی گلستان کیطرف

جتنے مرغانِ چمن ہین کر رہے ہین چہچہے
آئی اوس گل کی سواری کیا گلستان کیطرف

گر کمی کچھ بوے گل مین پاتی ہی تو ای صبا
بوے زلفِ یار لے جا تو گلستان کیطرف

آپکے آنیسے کچھ خوش بلبل و گل ہی نہین
وجد مین شاخین بھی ہین دیکھو گلستان کیطرف

چھوڑتا صیاد فصلِ گل مین بھی گر تو نہین
لیکے چل اکدن قفس ہی کو گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل طاقتِ پرواز بھی جاتی رہی
اوڑکے جا سکتا نہین اب مین گلستان کیطرف

عارضِ گلرنگ کی جسنے تری دیکھی بہار
وہ کبھی رخ بھی نہین کرتا گلستان کیطرف

گفتگو بلبل سے کرنے کو مجھے لے لیجیے
جاتے ہو ایجانِ من گر تم گلستان کیطرف

گل سے کہدینا قفس مین تنگ بلبل آگئی
ہو صبا تیرا اگر جانا گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل گر قفس مین مر گیا صیاد میرے
اوڑکے جائیگی مری مٹی گلستان کیطرف

آشیانے سے اوڑی جاتی ہین اپنے بلبلین
آگیا صیاد شاید پھر گلستان کیطرف

تھا وہ بلبل بعد مردن دیکھیے اب تیسے پر
شوق سے اوڑ اوڑکے جاتے ہین گلستان کیطرف

دام مین جب پھنس گئی بلبل تو یون کہنے لگی
گردش تقدیر لائی تھی گلستان کیطرف

کھلکھلا کر غنچے ہنس پڑتے ہین اونکو دیکھکر
جاتے ہین بنکر بہار گل گلستان کیطرف

ٹوٹتا ہی دل ہر اک کا سبزۂ خوابیدہ پر
کس تکلف سے بہار آئی گلستان کیطرف

چار دن ہی فصل گل پھر آخر آ ہی گئی خزان
کیون چلی ہی پھول کر بلبل گلستان کیطرف

گل بھی کانٹے کیطرح چبھتے ہین آنکھون مین احمد
جب مین بے اوس گل کے جاتا ہون گلستان کیطرف

داد دینگی بلبلین جی مین ہی اپنے ای احمد
اس غزل کو پڑھیے اب چلکر گلستان کیطرف

بیوفائی اور کجی ہی اونکی پیمان کیطرف
یاس اور حسرت ہین دونون میرے ارمان کیطرف

دل لیے جاتا ہی مجکو کوے جانان کیطرف
پانون پھیلائے ہی وحشت بھی بیابان کیطرف

مر رہا ہون مین اوٹھے جاتے ہو پہلو سے مرے
ہو زمانے کیطرح عمر گریزان کیطرف

داغ دل کا بھی تماشا کیجیے تو دکھلا دون مین
کیون نظر در پردہ ہی چاکِ گریبان کیطرف

سنکے مرگِ عاشقِ بیدل پۓ ماتم وہ آج
بال کھولے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

وحشیِ چشمِ سیہ یہ شہرت کہتی گئی
دل کو کھینچے جاتا ہی کوئی بیابان کیطرف

زلفِ مشکین کیطرف منہ پھیر کر کہنے لگے
آئی ہو صبحِ وطن شامِ غریبان کیطرف

زندگی مین جب نہ آئے آئینگے کیا بعد مرگ
کب کوئی آتا ہی پھر گورِ غریبان کیطرف

آہوؤنکو وحشیِ چشمِ سیہ ایجان جان
جاکے دکھلاتی ہین آنکھین یہ بیابان کیطرف

تھی تمنا اوڑکے دامن سے لپٹ جاتی یہ خاک
وہ اگر آتے کبھی گورِ غریبان کیطرف

یاس اور حسرت کو پایا ہمنے کیا کیا نوحہ گر
جاکے دیکھا جب کبھی گورِ غریبان کیطرف

زلف آئی جب لبِ لعلین پہ آئی یہ صدا
کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی بدخشان کیطرف

بھاگ جاتی ہی یہ کوسون اسکو مین پاتا نہین
اٹھ دوڑتا ہون جب عمرِ گریزان کیطرف

رخ کا عاشق ہون ترے مین دل ہی عاشق خال کا
یہ تو کافر کیطرف ہی مین مسلمان کیطرف

اسقدر اپنے لبِ لعلین پہ اونکو ناز ہی
دیکھتے بھی وہ نہین لعلِ بدخشان کیطرف

خوب کھائے ابکے تو جھٹکے کمند زلف کے
حضرتِ دل اب نجاتا کوۓ جانان کیطرف

دیکھیے بنتی ہی جان پر یا نکل آتے ہین ہم
پھر لیے جاتا ہی دل اوس آفتِ جان کیطرف

پان کی سرخی لبِ لعلین پہ آئی تو کہا
آج پھولی ہی شفق دیکھو بدخشان کیطرف

میرے دو دِ دل کو وہ یہ دیکھکر کہنے لگے
دیکھنا اچھا نہین زلفِ پریشان کیطرف

دوڑتے رہتے ہین وحشت مین ہمارے دونون ہاتھ
گاہ دامن کیطرف گاہے گریبان کیطرف

جب خیال آیا اونھین خونِ قتیلِ ناز کا
آئے منہدی ملکے وہ گنجِ شہیدان کیطرف

کھولے وہ دستِ تمنا کی نہین بیباکیان
ڈرتے ڈرتے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

تیرے چھلّے سے بدلنا کیسا گر لائین تو ہم
دیکھنے کے بھی نہین مہرِ سلیمان کیطرف

دیکھلین پریان اگر تیرے چھپر کھٹ کی بہار
پھر نہ دیکھین یہ کبھی تختِ سلیمان کیطرف

سیکڑون پریان کھڑی آتی ہین واں ہمکو نظر
جب کبھی جاتے ہین اوس تختِ سلیمان کیطرف

عشق خال و رخ سے ہی مذہب مذبذب مین مرا
گاہ ہندو کیطرف گاہے مسلمان کیطرف

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرتِ دل لیچلے پھر کوے جانان کیطرف

ق

آئے تربت پر مری بھی پھرتے پھرتے ایکدن
جب گذر راہ نکلا ہوا گورِ غریبان کیطرف

یہ کفِ افسوس کو مل ملکے فرمانے لگے
لائی ہی الفت تری شہرِ خموشان کیطرف

مرغ دل کو جو پھنسا کر لے گیا تھا ای احمد — پھر وہی صیاد آیا طائر جان کی طرف

جذبۂ الفت اگر کچھ بھی نہین اوسکو احمد — دل کھنچا جاتا ہی کیون اوس آفت جان کی طرف

ردیف قاف

چھیڑا ہی کچھ جو قصۂ راز نہان عشق — سن لیجیے خدا کے لیے داستان عشق

کیا پوچھتے ہو صدمۂ درد نہان عشق — مدت سے دل کے پار ہی پیکان سنان عشق

عاشق رہے ہین لالۂ خون پر تمام عمر — ہی داغ اپنے سینے مین باقی نشان عشق

اوس گل کے ساتھ باغ مین جانا اگر ہوا — بلبل کو ہم سنائینگے کچھ داستان عشق

کچھ غم غلط جو کیجیے تو کس سے کیجیے — ملتا نہین جہان مین کوئی رازدان عشق

پروانے بے سبب نہین ہوتے ہین جلکے خاک — بیشک زبان شمع پہ ہی کچھ بیان عشق

تیوری چڑھا کے دیکھنا بے سبب نہین — مجھپر بھی آپ رکھتے ہین شاید گمان عشق

بیتاب ہوگے جانے دو اب اسکا تذکرہ — کچھ بھی سناؤنگا مین اگر داستان عشق

بولے یہ سنکے قصۂ فرہاد و قیس کو — باقی رہے جہان مین نہ راحت رسان عشق

او عندلیب تیری طرف سے ضرور آج — کہتی ہی گوش گل مین صبا داستان عشق

شادی و عیش اب ہین نہین ملین نام کو
رنج و الم ہین باقی فقط ہمدمانِ عشق

الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہی
پہلو مین دل ہی یا کہ ہی یارب مکانِ عشق

سن سنکے میرے نالونکو فرماتے ہین وہ آج
یارب اسی پہ پھٹ پڑا کیا آسمانِ عشق

حالت کو غیر دیکھکے میری وہ بول اوٹھے
اب انکے بعد کون رہا مہربانِ عشق

ہوگا چمن مین جانا جو فصلِ بہار مین
بلبل کو ہم پڑھائینگے کچھ بوستانِ عشق

باز آئینگے نہ الفتِ گیسو سے عمر بھر
چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستانِ عشق

افسانہ سوزِ عشق کا مجھسے سنے کوئی
ہی ختم مجھپہ اندنون بیشک بیانِ عشق

مجکو جو دیکھتے ہوے دیکھا تو یہ کہا
کچھ آپ پر بھی ہوتا ہی مجکو گمانِ عشق

ق

افسانہ کہنے کے لیے غیرونسے کہتے ہو
کیون مجھسے آپ سنتے نہین داستانِ عشق

بولے یہ سنکے عاشقِ بیدل کے مرگ کو
لو کیون کریگا کوئی بھلا امتحانِ عشق

ثابت قدم ہی کوچۂ کاکل مین اپنا دل
منظور جسطرحسے ہو لو امتحانِ عشق

کچھ مجھسے سنکے بولے کہ لعنت خدا کی ہی
گز بھر جو حالِ عشق تو سو گز زبانِ عشق

افسوس ہی کہ قیس نہ فرہاد ہی رہا
کسکو سناؤن جاکے احمد داستانِ عشق

ردیف کاف تازی

سمند ناز پہ ہو کر سوار مدت تک
کیے ہین تیر نگہ سے شکار مدت تک

رہا تصور مژگان یار مدت تک
چبھا کیے مرے دلمین نوک خار مدت تک

نہ آؤن ہوش مین آئے جو یار مدت تک
رہے ہے اوسے بھی مرا انتظار مدت تک

پھرینگی مجھسے جو یون چشم یار مدت تک
رہیگی گردش لیل و نہار مدت تک

مین وہ اسیر چمن ہون کہ بعد اسیری بھی
قفس مین آئی ہی لوٹے بہار مدت تک

وہ بدنصیب وہ حسرت نصیب ہون یارو
جلی نہ شمع بھی نزد مزار مدت تک

فراق یار مین گھلکر مین ہو گیا ایسا
نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک

تپ فراق صنم مین رہا تدن اکثر
گھلا کیا ہی مرا جسم زار مدت تک

مین وہ ہون بسمل شوریدہ سر کہ بعد فنا
عجب نہین ہی ہلے گر مزار مدت تک

شباب اونکا یہ جوبن سے اونکے کہتا ہی
غضب یہ ڈھائینگے تیرے ابھار مدت تک

فراق یار مین کس روسیہ کو نیند آئی
رہا ہون راتونکو مین بیقرار مدت تک

شب وصال گلے سے وہ لگ کے کہتے ہین
ہمارے واسطے تھے بیقرار مدت تک

فراق یار نے یہ حال کر دیا اپنا
چھپا ابھی سے مرا جسم زار مدت تک

بہار آتی ہی جوش جنون سے پھر اکثر
رہا ہی داغون سے تن لالہ زار مدت تک

یقین ہی بعد فنا جستجوے جانان مین
اوڑینگے میرے پریشان غبار مدت تک

جو موت آئی سفر مین کریگی پھر بیچین
ہماری روح کو حب دیار مدت تک

جو یاد آئینگی کچھ خوبیان مری اونکو
یقین ہی روئینگے اہل دیار مدت تک

بنے گا قصر کدورت یہ ایکدن بیشک
رہا جو دلمین کہین یہ غبار مدت تک

پس فنا یہ احد دوستون کا حال ہوا
ملا نہ اونکا نشان مزار مدت تک

سلامت کیسے رہ سکتے ہین وصل یار ہونے تک
غضب ڈھاتے رہینگے گر وہین ہشیار ہونے تک

گلے کٹتے ہین کس کس کے غضب ڈھاتے ہین وہ کیا کیا
ابھی تو نیچے ہین دست کھیچے تلوار ہونے تک

مے خوناب سے بھر بھر مجھے ساغر پلاتا جا
مے وحدت سے ای ساقی مجھے سرشار ہونے تک

ستاتا عشق عارض ہی ابھی سے کیا جئینگے ہم
اسیر حلقہاے گیسوے خمدار ہونے تک

شب فرقت مین ہوتا ہی ہجوم نالہاے دل
بچانا جان کا مشکل ہی وصل یار ہونے تک

تلاطم بحر عالم مین ہی اونکی سیدھی چالونسے
بپا ہوگی قیامت اونکی کج رفتار ہونے تک

خیالِ خام ہی گر شوق ہی نظارہ بازی کا
قیامت ہوگی قائم وعدہٴ دیدار ہونے تک

شبِ فرقت تری ایذا سے کیونکر دیکھین بچتے ہین
نصیبِ بوسہا سے چشمِ مستِ یار ہونے تک

نہین معلوم الفت مین بگڑتے یا کہ بنتے ہین
ہمارے اونکے دیکھین وعدہٴ دیدار ہونے تک

دعائین دیتے ہین ہم گالیان دیتے ہو تم ہمکو
یوہین کیا ظلم ہوگا وعدہٴ دیدار ہونے تک

اشارے کرتے جائینگے وہ اپنی ترچھی چتونسے
چمن مین نرگسِ بیمار کے بیمار ہونے تک

اثر دلمین نہین ہی اونکے کچھ میری محبت کا
وگرنہ آگئے ہوتے وہ حالِ زار ہونے تک

بچے ہین تیغ ابرو سے جئینگے اور کوئی دم
جگر کے پار بس تیرِ نگاہِ یار ہونے تک

ابھی سے دیکھتے ہین اور کیا کیا رنگ لاتا ہی
رخ اونکا ای احمد رشکِ گلِ گلزار ہونے تک

پونہچا ہی ضعف اپنا فرقت مین اب یہانتک
سو جا ٹھہر کے آتا نالہ بھی ہی زبان تک

دعوی کرینگے مجھسے تقریر کا یہ کیا پھر
تحصیل بلبلونکی ہی صرف بوستان تک

وہ رند بادہ کش تھا میخانہ چھوڑنے پر
پیرِ مغان بھی آیا لینے کو میرے یان تک

دعوی مسیح پن کا کس منہ سے وہ کرینگے
زندہ نکر سکے جب بالونکی مچھلیان تک

جو جو دیے ہین صدمے فرقت نے اوسکی مجکو
اوس بات کو احمد مین لاتا نہین زبان تک

ایذا اوٹھائین ای بت عیار کب تلک
ٹکرائین سر کو ہم پس دیوار کب تلک

ہوتے ہین اپنے دل کے خریدار کب تلک
رہتا ہی گرم حسن کا بازار کب تلک

اب دیکھتے ہین طاقت جوش جنون کو ہم
رہتا ہی گشت کوچہ و بازار کب تلک

رہتا ہی خال سے خط رخسار یار سے
جھگڑا ایمان کافر و دیندار کب تلک

روز فراق مین ترے دندان کی یاد سے
آنکھون سے اپنی بہیے گہربار کب تلک

ابروسے ہی اشارۂ قاتل یہی ہنوز
مرتا ہی دیکھین زخمی تلوار کب تلک

دلکو پھنساکے پیچ مین گیسوے یار کے
آفت دکھائے چرخ ستمگار کب تلک

ناز و ادا سے مجکو دکھا کر بہار حسن
ترسائے گا تو ای بت عیار کب تلک

ہم دیکھتے ہین الفت زلف سیاہ یار
رکھتی ہی اس بلا مین گرفتار کب تلک

ملتی ہی ای احمد ہمین سرمے کے واسطے
خاک مزار احمد مختار کب تلک

ردیف کاف فارسی

خوب لایا پرتوِ رخسار رنگ
یون بدلتا ہی زمانہ یار رنگ

انقلابِ دہر ہی پیشِ نظر
دیکھتے ہین دیدۂ بیدار رنگ

دامنِ نظارۂ قاتل ہو سرخ
کچھ دکھا اے دیدۂ خونبار رنگ

دیکھکر بیہوش وہ کہنے لگے
نشہ مین لاتے ہین کچھ میخوار رنگ

دل مین شوقِ دیدِ روے یار ہی
لائیگی کچھ حسرتِ دیدار رنگ

ہی بہارِ موسمِ گل لطف پر
لا رہا ہی اب بنا گلزار رنگ

ہی شبابِ یار جوبن پر احد
لائے دیکھین کیا بتِ عیار رنگ

ردیف لام

صاف کرتی ہی گلے ان کے یہ بسمل قاتل
ہی لگاوٹ تری تلوار کی قاتل قاتل

کیون نہ تلوار تمھاری سے مرا دل قاتل
شوخیان حور کی رکھتی ہی تو قاتل قاتل

عشوہ و ناز و ادا شکل و شمائل قاتل
ایک سے ایک ہین بڑھکر ترے قاتل قاتل

جتنے جانباز ہین تیرے ہین یہ بسمل قاتل
حشر مین اٹھینگے کہتے ہوے قاتل قاتل

بعد مرنے کے بھی یہ شوق شہادت ہی مجھے
پھر جو جی جاؤن تو کہنے لگون قاتل قاتل

اسقدر دید کی حسرت تھی پسِ قتل مجھے
مردم دیدہ پکارا کیے قاتل قاتل

تو پئے قتل اگر تیغ بکف ہووے کبھی
سارے عالم سے صدا آئے کہ قاتل قاتل

یاد آئیگی جو لذت تہِ شمشیر کی وان
روح جنت مین پکاریگی کہ قاتل قاتل

لذتِ قتل نہین بھولی ترے کُشتے کو
ہی صدا آتی لبِ گور سے قاتل قاتل

قابلِ دید تماشا ہی قتیلون کا ترے
کہتے ہین چشمِ زخمِ گلو سے کہ قاتل قاتل

سحر کیا جانیے قاتل نے کیا ہی ہمپر
دم نکلتا ہی مگر کہتے ہین قاتل قاتل

کھینچنا تیغ کبھی ہنسکے گلے سے ملنا
یہ ادائین بھی ہین حق مین مرے قاتل قاتل

تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا
اسطرح دیکھو گلے ملتے ہین قاتل قاتل

نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہی مجکو
قطرۂ خون سے صدا آتی ہی قاتل قاتل

جان کیون عشق مین اُس ابروے پرخم کے نجائے
تیغ ابرو کا تصور بھی ہی قاتل قاتل

حشر مین پرسشِ اعمال کو ڈھونڈھینگے مجھے
ہین خدا جانے کدھر کہتا ہون قاتل قاتل

اسقدر رہی جگر و دل کو محبت تجھسے
ہر لبِ زخم سے کہتے ہین کہ قاتل قاتل

حشر مین جبکہ خدا پوچھے گا اعمال مرے
اوس سے پوچھونگا کدھر ہی مرا قاتل قاتل

قتل کے پیچھے پکارا تو یہ بولا قاتل
دیکھیے لطف ابھی کہتا ہی قاتل قاتل

روح کو میری خدا طاقت گفتار تو دے
وہ جدھر جائے پکارون اوسے قاتل قاتل

عشق مین تم نہ یہ سمجھو کہ ہین غافل مجسے
جانکر دلمین جگہ دیتے ہین قاتل قاتل

قتل مومن کا تو لکھا نہین قرآن مین کہین
سورۂ لیل تری کیون ہی یہ قاتل قاتل

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ اپنے ہی پتا
غل مچا ہو گا ہر اک سمت کہ قاتل قاتل ق

خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا
جان لبون پر ہی مگر کہتا ہی قاتل قاتل

کشتۂ تیغ ادا ہون مری تربت سے احمد
بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل

ردیف میم

خزان کے جاتے ہی بس عشق گلعذار مین ہم
چلے ہین بو کی طرح پردۂ بہار مین ہم

یہ محو ہو گئے ہین رنگ گلعذار مین ہم
طلسم دیدۂ حیرت بنے بہار مین ہم

سمجھتے رنگ سے گل کے شکست رنگ کو ہیز
خزان کو دیکھتے ہین پردۂ بہار مین ہم

چمن مین دیکھکے ہر سمت جلوۂ گل کو
مثال صورت تصویر ہین بہار مین ہم

بدل بدل کے وہ جوڑے چمن زمین کہتے ہین
دکھاتے ہین تلوّن نیا بہار مین ہم

نہو جو نکلے کبھی دخل اونکے جیبین جیبین ہی
کسیکے وحشت دل ہی نہین بہار مین ہم

پھرے ادھر ادھر اک جا نہ تھم سکے دم بھر
رہے ہوا کیطرح موسم بہار مین ہم

کسیکی شان پہ نازش ابھی سے کہتی ہو
ضرور رنگ نیا لاینگے بہار مین ہم

یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بہار آئی
ہوے اسیر قفس موسم بہار مین ہم

گلون کو اپنا وہ عارض دکھا کے کہتے ہین
جمائین رنگ تو کچھ دیدۂ بہار مین ہم

جو تجھکو اے گل رعنا نہ پایا گلشن مین
ترے فراق مین مر مر گئے بہار مین ہم

پس فنا بھی گلو دیکھنا وہ بلبل ہین
بنین گے نور نظر دیدۂ بہار مین ہم

گلو نسے وحشت دل اپنی جا کے کہتی ہی
جو دیکھو رنگ دکھائین نیا بہار مین ہم

کسیکی نکہت جامہ کے ہم جو عاشق تھے
تو گل مین چھپ گئے بو کیطرح بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین دیکھا نہ روے گل جسنے
جدا چمن سے ہمیشہ رہے بہار مین ہم

خزان مین دیکھو تو پژمردہ ہو گئے بالکل
جو گل کیطرح تھے پھولے بہت بہار مین ہم

شباب مین ہوے عاشق تمھاری کاکل کے
اسیر سنبل پیچان ہوے بہار مین ہم

گلون پہ یار خدا کی یہ مُنہ چھپاتے ہین
الٰہی جائین چمن سے کدھر بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین فصلون پہ مرنا جینا ہی
خزان مین مر گئے تو جی اٹھے بہار مین ہم

رہے جو قید خزا مین تو غم نہین ہو ہمین
خدا کرے کہ قفس سے چھٹین بہار مین ہم

نہ لکھے کی تھی خبر اور تھا نہ یہ معلوم
کہ ہونگے دام مین صیاد کے بہار مین ہم

قبائے گل کیطرح پھاڑ کر گریبان کو
چلے ہین نکہت گل کیطرح بہار مین ہم

جنازہ نکلے الٰہی پھنسانے والے کا
تڑپ تڑپ کے قفس مین رہے بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین گر کچھ کرین تو آ سنجی
ہزار نغمہ سنائین احد بہار مین ہم

خرام ناز سے اوس گلعذار کے پیکر
ہوے ہین سرمہ احد دیدہ بہار مین ہم

چلین گے لکھنؤ سے ای احد جو مرزا پور
خزان کو دیکھین گے پھر یہ دہ بہار مین ہم

جو پہونچے پھر کے کبھی یار کے دیار مین ہم
تڑپ تڑپ کے رہے بس فراق یار مین ہم

سوائے حسرت و حرمان نہ کچھ ہوا حاصل
جو پہونچے بنکے تمنا مکان یار مین ہم

رہا جو سر مین یہی سودا ای جنون باقی
فلک کیطرح پھرینگے تلاش یار مین ہم

نہ پوچھو ہمدمو کیون رات دن یہ رہتے ہین | مثال آینہ حیران خیال یار مین ہم

یہ شوق تھا جو وہان تک رسائی ہوتی تو | ہوا کیطرح سے پہونچتے ہواے یار مین ہم

خدا ہی خیر کرے جان پر حزین پہ مری | بلا کے صدمے اوٹھائے فراق یار مین ہم

نہ نکلی حسرت دیدار تک بھی آنکھون کی | بہت دنون پہ جو آئے دیار یار مین ہم

خدا گواہ ہی کیا کیا مصیبتین جھیلین | یہ لطف ہی کہ نہ آئے خیال یار مین ہم

کسینے لی نہ خبر اس غریب بیکس کی | گئے تھے چھوڑکے جس دلکو کوے یار مین ہم

فراق یار مین یہ ورد اپنا مصرع ہی | الٰہی ہونگے کبھی ہمکنار یار مین ہم

اوسیکا ہی یہ نتیجہ کہ بیٹھے روتے ہین | چلے تھے ہوکے کبھی خوش جو کوے یار مین ہم

نہ گرم ہوتے کبھی ہم پہ سرد مہر ایسے | جو اعتدال ہی ہوتے مزاج یار مین ہم

خدا کرے کہ وہ پھر راہ راست پر آئین | کجی عجیب ہین سنتے مزاج یار مین ہم

یہ کس رذیل کی صحبت کا ہوگیا ہی اثر | الٰہی سنتے ہین جو فرق وضع یار مین ہم

حذر تھا اونکو بری صحبتون سے نفرت تھی | سنا تھا جو نہ کبھی سنتے ہین وہ یار مین ہم

پتا بھی ملتا نہین صاف سخت مشکل ہی | الٰہی جائین کدھر اب تلاش یار مین ہم

ہماری جان کا اب تو بند ہی ہوا فدا ہو / نہ پوچھو صدمے اوٹھائے جو ہجر یار مین ہم

الٰہی ہوگا نہ کیا اب قرار اس دل کو / پھرا کرینگے یونہی کیا ہوا لیے یار مین ہم

الٰہی سوز محبت کا کب اثر ہوگا / برنگ شمع جو جلتے ہین بزم یار مین ہم

بظاہر اور ہی باطن مین اور ہی کچھ ہی / اوسکی شان سمجھتے ہین شان یار مین ہم

بیان سوز محبت کا اپنی ہی یہ احد
غزل جو لکھتے ہین بیٹھے مکان یار مین ہم

یہ آرزو تھی کہ تا عمر ہجر یار مین ہم / نگاہ شوق رہے چشم انتظار مین ہم

شب وصال یہ مضطر ہین شوق یار مین ہم / نگاہ دیدہ بسمل ہین انتظار مین ہم

الٰہی دل مین یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی / تمام دیدۂ حیرت ہین انتظار مین ہم

صبا بھی پاؤن مین مہندی لگا کے بیٹھی ہی / نہ آئی لیکے خبر ہان ہین انتظار مین ہم

شب وصال یہ اللہ رے شوق دید اپنا / اک انتظار سے بنے چشم انتظار مین ہم

خیال گیسوی جانان یہ مجھے کہتا ہی / دراز شب فرقت ہین انتظار مین ہم

یہ بولا وصل کی شب آکے ساقی مہوش / سرور بادہ سے ہوے چشم انتظار مین ہم

وہ بولے خواب مین آکر ہماری بالین پر
تم انتظار مین سویا ہین انتظار مین ہم

یہ اوٹھنا تھا ہمین لازم تمھارے در سے کبھی
تھے شوق دید اگر چشم انتظار مین ہم

تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آئے تا بسحر
نگاہ یاس رہے چشم انتظار مین ہم

کیا نہ آنے کا شکوہ تو ہنسکے بولے وہ
ہین انتظار ابھی چشم انتظار مین ہم

جو اتفاق سے یان تک کرم کیا تمنے
ہماری آنکھون مین بیٹھو تھے انتظار مین ہم

نہ آتے وہ ہین نہ جان تن سے یہ نکلتی ہی
عجیب صدمے مین یارب ہین انتظار مین ہم

صدا ادھر سے یہ آتی ہی پھر شب وصلت
ہین پاس آج ترے چشم انتظار مین ہم

جو اوٹھ کے پاؤن پھرے آتے ہی تو ہنسکے کہا
بنے ہین پھیر یہ قسمت کے انتظار مین ہم

جو جان دینے کو کہیے تو منع کرتے ہو
تمھین کہو کہ رہین کب تک انتظار مین ہم

کسی کا جلوۂ رخسار آج کہتا ہی
بنے ہین نور نظر چشم انتظار مین ہم

نہین وہ آتے مرے پاس تو یہ آئین احمد
لو آج جان ہی دیتے ہین انتظار مین ہم

ادھر اودھر پھرے ہر دم ہوائے یار مین ہم
رہے کبھی نہ ہوا کیطرح قرار مین ہم

عیان ہو تا کہ تعلق یہ دونون جانب سے
پھرو خدا کے لیے جبکہ ہون قرار مین ہم

ہزار جھونکے دیے اضطراب نے پھر بھی
برنگ صبر رہے پردہ قرار مین ہم

مثال آتش برہم نشستہ کے بھڑکین
ہون بیقرار زیادہ جو ہون قرار مین ہم

ابھی سے کہتے ہین غافل ہمسے تم ہونا
چھپے ہوے ہین ابھی پردہ قرار مین ہم

قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو
قرار کو جو ہو تسکین تو ہون قرار مین ہم

یہ اپنے پہلو مین بے چینی دل کی کہتی ہی
اک اضطراب ہین گویا تنِ فگار مین ہم

صبا بھی پانو انکو یان پھونک کرکے رکھتی ہی
یہ سوز عشق سے آئے ہین مزار مین ہم

گمان خانۂ آتش ہی میری تربت پر
دہک رہے ہین تپ غمسے یہ مزار مین ہم

جو آئے میری طرف بھول کر تو یہ بولے
کہان سے آگئے اوجڑے ہوے دیار مین ہم

جو دانا رشتۂ دانا مین ہمکو سمجھین تو بس
برنگ دانۂ تسبیح ہین شمار مین ہم

ہماری خاک کی تسبیح اونسے بنوائی
ہزار شکر کہ اب آگئے شمار مین ہم

ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار کرکے احمد
یہ پھیل پھیل کے سوتے ہین اب مزار مین ہم

زخمگانِ کوے جانان کو کرین کیا یاد ہم
صورتِ نقشِ قدم چھٹکر ہوے برباد ہم

ہونگے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم
آہ کھینچینگے قفس مین جس گھڑی صیاد ہم

ہین ہدف ہم ناوکِ مژگانِ چشمِ یار کے
دیکھیے رکھتے ہین کیسا سینۂ فولاد ہم

اوڑتے ہی ہم آشیانسے دام مین تیرے پھنسے
کیا کرین گے یاد گلشن کو بھلا صیاد ہم

مرغ بسمل کیطرح ہونگے طپان ای جانِ جان
بعد مردن بھی لحد مین کرکے تمکو یاد ہم

گھر مین وہ تشریف لاکر میرے فرمانے لگے
خانۂ ویران کو کرتے ہین ترے آباد ہم

ان گلونکے عشق مین صدمے اوٹھائے اسقدر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین خود اب خانۂ صیاد ہم

کہتے کہتے رک گئے کیا سوچکر ای جانِ من
بے تامل کہیے کرتے ہین جو ہو ارشاد ہم

مرکے زندانسے چھٹینگے تو رہینگے قبر مین
بعد مردن بھی نہونگے قید سے آزاد ہم

عمر بھر باغِ جہان مین دل کو تو رونا پڑا
کیا چلینگے اس چمن سے اب بھلا دلشاد ہم

بھولے بیٹھے ہین ہم اپنی ہستی موہوم کو
رہروانِ ملک فانی کو کرین کیا یاد ہم

حال قرآن مین بہشتِ اونکا پڑھکر جل اوٹھے
قل ہو اللہ کو پڑھاتے ہوتا گر شداد ہم

وصل کی شب وہ گلے ملکر کے فرمانے لگے
یاد ہین اب بھی تمھین کرتے تھے جو بیداد ہم

حلقۂ ہاتھ سمجھا حلقۂ زنجیر کو — یاد گیسو میں جو کرتے ہین کبھی فریاد ہم

لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی — قیصر و فغفور کے ہوتے نہ پھر داماد ہم

یاد آتا بیستون پر جوش وحشت مین جو تو — آب شیرین پر دلاتے فاتحہ فرہاد ہم

نالے کرتے ہین یہی کہکے ہجرِ یار مین — بھولے وہ بیٹھے ہین کرتے ہین جسے اب یاد ہم

جی نہ بہلا جا کے گلشن مین بھی اپنا ایکدم — یاد قامت مین رہے روتے تہِ شمشاد ہم

مجتمع ہین خاک و باد و آب و آتش اسمین سب — یعنی اس پیکر مین ہین اب پیکرِ اضداد ہم

ذبح کرنے مین توقف گر ہی تجکو ہی دم — دے چھری ہمکو گلا کاٹین ابھی جلاد ہم

جاتے ہو عمرِ گریزان کیطرح جسے روٹھکر — بھولیے بھی اب نہ تمکو پھر کرینگے یاد ہم

فرق حسن و عشق کا ہی میر سے اونکے اسلیے — وہ پری کہلائین اور کہلائین آدمزاد ہم

مرغ بستان شاخ گل پر کہتے ہین خوش ہو کے یہ — باغبانون کے ہین گویا باغ مین داماد ہم

جی مین ہی اب تیلیون کو توڑ کر ہووین ہوا — کب تلک کنجِ قفس مین پھر کرین فریاد ہم

زلف مین دلکو پھنسا پایا تو یہ کہنے لگے — دام گیسو خال دانے سے بنے صیاد ہم

ہار پہناتا ہی غیرون کے گلے مین لطف سے — خانہ بربادِ چمن کچھ بھی ہین تجکو یاد ہم

خاک کوے یار کی لاکر بنائین کعبہ اور
عالم ایجاد مین کچھ تو کرین ایجاد ہم

لطف وہ اپنی سیہ مستی کا سب جاتا رہا
ہجر ساقی مین رہے مدت تلک ناشاد ہم

ٹکڑے ہوتا ہی جگر دل ہی پہ بنجاتی ہی بس
ای احد فرقت مین کرتے ہین جب یاد ہم

لوٹے دیتے ہین جان تمکو نہین گریاد ہم
سختیان کب تک اوٹھائین ای ستم ایجاد ہم

پہلے آسان جانتے تھے دل لگانیکو بتو
یہ نہ سمجھے تھے کہ ہونگے عشق مین برباد ہم

خواب مین وہ جلوہ فرما کرکے یون کہنے لگے
کرتے ہین ویران سرائے دلکو بس آباد ہم

ذبح کرنا پیچھے آ پہلے گلے لگجا مرے
عید قربان ہی ذرا دے لین مبارکباد ہم

کیا عجب میخانہ ساقی سے یہ نکلے صدا
بعد اس میکش کے دیکھو ہوگئے برباد ہم

منہ پہ باتین بوسہ لب کی جو لائے تو کہا
منہ لگانیکے سبب آخر ہوئے ناشاد ہم

بے ثبات ترے جہانکو دیکھتے جاتے ہین پر
دیکھنے پر بھی ہین اندھے مثل مادرزاد ہم

عشق کے دیوانے کو تجویز کرتا ہی جو فصد
تو ہی دیوانہ کہ ہین دیوانے ای فصاد ہم

چار دن بھی سیر گلشن تھی نہ قسمت مین لکھی
عمر بھر دیکھا کیے بس خانہ صیاد ہم

طائرِ جان نے تو یہ پرواز کرتے ہی کہا
اس قفس کو تو کیے جاتے ہین اب برباد ہم

اتنی فرصت دے ہمین جلدی نکر تو قتل مین
دیکھلین دم بھر نظر بھر کر اوسے جلاد ہم

پانون وان پھیلا کے تم سوتے رہے آرام سے
رات بھر کرتے رہے یان نالہ و فریاد ہم

قید کرتا ہی عبث تو ہم نہین رہنے کے بند
بیڑیون کو توڑ ڈالین گے تری حدّاد ہم

تو تو تھا مخلوق خالق بنگیا کیون کر بھلا
پوچھتے ہوتا اگر اس عہد مین شدّاد ہم

یاد آیا شب کو گلشن مین جو وہ سروِ سہی
رات بھر رویا کیے بیٹھے تہِ شمشاد ہم

ناشکیبائی سے اپنی عشق مین ہرگز کبھی
جان شیرین کو نہ دیتے صورتِ فرہاد ہم

خانۂ دل مین ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز
رکھتے ہین مضمون نو کو صورتِ اولاد ہم

باغ مین بھی ہم سمجھتے ہین ترے قامت کا یار
سرو کو شمشاد کو بھی بندۂ آزاد ہم

جب اوٹھائین سختیان بھی صورتِ فرہاد و قیس
عشق بازی مین ہوے مشہور تب استاد ہم

ہین وہ دیوانے کہ دیوانے سے الفت ہی ہمین
بے ستون پر ڈھونڈھتے ہین تربتِ فرہاد ہم

مانگتے ہین اے شبِ فرقت خدا سے ہم امان
سختیان کرتے ہین تیری جب کبھی پھر یاد ہم

پھونکدین ہم ایکدم مین گنج قارون بھی ہو گر
ممسکون کے یا الٰہی ہون اگر داماد ہم

بوسہ لب لیا باتون مین سے تو کہنے لگے
مانتے ہین تمکو بھی ای حضرت اُستاد ہم

[illegible] کیا اون سے کہا یہ آہ نے
سر کرین دل کیا ہی ہو گر قلعۂ فولاد ہم

[illegible] آ کے یون کہنے لگے
رکھتے ہین سے کتنے شہیدِ خنجرِ بیداد ہم

[illegible] ملا دے گے مجھے تم خاک مین
اسطرح سمجھے تھے بھلے تمھین اُستاد ہم

عشق سے باز آؤ کہتے ہین وگرنہ ای واحد
کرتے جائین گے تمہارے ساتھ اک بیداد ہم

سیکھے اپنے وقت سے بس ناسخ و سودا گئے
کس سے مانگین ای واحد اپنی غزل کی داد ہم

ردیف نون

مبتلا ہے رنج و غم مجھسا کوئی انسان نہین
آفتابِ حشر بھی صبحِ شبِ ہجران نہین

دل مین حرمان کے سبب باقی کوئی ارمان نہین
قابلِ حسرت ہماری جان بھی ای جان نہین

چاہتا ہون جب علاجِ علتِ خود رفتگی
بیخودی کہتی ہی غفلت کے لیے درمان نہین

تازگی کو ناز ہی دم سے ترے ای جانِ جہت
تازہ مین تجھسا زمانے مین کوئی انسان نہین

[illegible]ے نعمت سمین ہو بس اوس سے ملنا چاہیے
جسکو ہو الفت [illegible] انسان نہین

میری صحت کی طبیبون کو عبث تاب فکر ہی
درد وہ رکھتا ہون جسکا [illegible] درمان نہین

تیرگیِ بخت سے کیا خوب پائی ہی سزا
کب سیہ رو تیرا ای شامِ شبِ ہجران نہین

خانۂ دل کو مرے ویران نہ سمجھو ای بتو
وحشت آبادِ جنون ہی خانۂ ویران نہین

بال کو سلجھا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے
آجکل اس سرزمین پر ابر ہی باران نہین

سوزِ الفت بزمِ عالم مین ہر اک کے دلمین ہی
کون پروانہ ترا شمعِ رخِ جانان نہین

درد ہی حسرت کبھی حرمان کبھی ماتم کبھی
خانۂ دلمین کوئی انکے سوا مہمان نہین

سب ہین گریان قطرۂ شبنم یہ سارے اشک ہین
گلشنِ ایجاد مین کوئی بھی گل خندان نہین

زلف کو چھوڑا ہی چہرے پر تو ہنسیے بھی ضرور
لطف ہی کیا ابر کا گر برق بھی خندان نہین

چار دن تجھے زندگی کے کٹ گئے سب رنج مین
جز مرے انسان لقیِ خضر کوئی انسان نہین

چھوڑ کر بتخانہ کعبہ کیون بنائین ای احد
اپنے پہلو مین وہ بت غارتگرِ ایمان نہین

خالِ رخ کو کب خیالِ چہرۂ جانان نہین
کون کہتا ہی کہ ہندو حافظِ قرآن نہین

وصل کی شب حالِ دل کچھ آپ پر پنہان نہین
اب نہین سننے کے کچھ ای جانِ جان ہم ہان نہین

وحشتِ دل رکھتی ہی قیدِ تعلق سے جدا
کب برنگِ بوے گل جامے سے ہم عریان نہین

روتے ہیں دن رات ہم یادِ رخِ دلدار میں
تر ہمارا اشک سے کب گوشۂ داماں نہیں

یاس ہی اسد رہے جب پوچھتے ہیں حالِ دل
نامرادی کہتی ہے دل میں کوئی ارماں نہیں

دیکھتا ہے جو مجھے حیراں وہ ہو جاتا ہے خود
اور حالِ یار مجھ سا دوسرا حیراں نہیں

آپ تو اوٹھ کر چلے جاتے ہیں پہلو سے مرے
پر یہ سن لینا کہ میری جان بھی اے جان نہیں

کب نہیں پیشِ نظر ہے جلوۂ رنگِ بہار
دامنِ نظارہ میں کب وہ گلِ خنداں نہیں

دیکھیے گر غور سے تو مرقدِ عشاق پر
یاس و حسرت کے سوا کوئی بھی واں گریاں نہیں

کب نہیں جامہ دری سے دستِ وحشت کو ہے شوق
چاک کب اپنا گریباں دیکھو تا داماں نہیں

شور ماتم رہتا ہے برپا دلِ عشاق میں
کب یہاں ہل چل ترے باعث صفِ مژگاں نہیں

پھنس گیا کمبخت خود دامِ بلا میں جا کے آپ
تجھ سا دنیا میں دلِ ناداں کوئی ناداں نہیں

صورتِ پروانہ جلتے ہیں دلِ عشاق یاں
یہ ہنسی اچھی تری شمعِ رخِ جاناں نہیں

اپنے کوٹھے پر وہ مہرو جس طرح ہے جلوہ گر
اس طرح بامِ فلک پر اخترِ تاباں نہیں

ہو کے عریاں تو لپٹتا ہے تو لگ جاتی ہے آگ
شعلۂ جوالہ ہے اے جان تنِ عریاں نہیں

صدقے تیرے ناز کے قربان ترے انداز کے
بے ترے اب چین دم بھر بھی مجھے اے جان نہیں

حسرتِ دیدار رہی گر سنگ چھاتی پر پری
ہم بھی کیا دھونی رمائی درِ جانان نہین

دیکھیے گر غور سے تو ماتمِ عشاق ہین
کب سیہ پوش ای احمد شامِ ہجران نہین

بہار آئی ہے سب وحشت کے سامان ہوتے جاتے ہین
بلائے جانِ شورِ عندلیبان ہوتے جاتے ہین

رخِ رنگین کے جانب گیسو پیچان ہوتے جاتے ہین
ہزارون گبر کعبے مین مسلمان ہوتے جاتے ہین

تری اٹھکیلیو نسے خونِ ارمان ہوتے جاتے ہین
اسی رفتار مین پامال انسان ہوتے جاتے ہین

شباہت کفش کے تیری دمِ رفتار گر کرکے
فروغِ حسن سے مہرِ درخشان ہوتے جاتے ہین

بتِ پردہ نشین سے وصل اب دشوار ہوتا ہے
دلِ مایوس سے باہر ارمان ہوتے جاتے ہین

محبت کی نظر سے دیکھتے ہو دمبدم مجکو
تمھارے عاشقِ شیدا پہ احسان ہوتے جاتے ہین

نکلکر سبزۂ خط ہر طرف سے روے رنگین پر
ترے سیبِ زنخدان کے نگہبان ہوتے جاتے ہین

سنو ای حضرتِ دل تم خیالِ زلف جانے دو
تمھارے ساتھ اب ہم بھی پریشان ہوتے جاتے ہین

مٹانا نقشِ ہستی کا ہے منظورِ نظر شاید
جو ہم پر روز ظلم ای چرخِ گردان ہوتے جاتے ہین

پریشان آپ شانے سے وہان کرتے ہین گیسو کو
یہان مجموعۂ خاطر پریشان ہوتے جاتے ہین

مریضِ غم کے حق مین وصل او نظارہ زندگانی ہی
لبِ شیرین کے بوسے آبِ حیوان ہوتے جاتے ہین

ہمارے پاس لاتی ہی اوڑا کر نکہتِ گیسو
صبا کے آج ہم ممنونِ احسان ہوتے جاتے ہین

تری رنگت کے آگے ای بہارِ عارضِ جانان
پشیمان لالہ و نسرین و ریحان ہوتے جاتے ہین

ہزارون نیم بسمل سیکڑون بیجان عالم مین
لگاوٹ سے ترے ای تیغِ بران ہوتے جاتے ہین

نہ کیونکر خارِ حسرت کی جگہ ہو غنچۂ دل مین
خزان کھوٹے بھلے کیا کیا گلستان ہوتے جاتے ہین

نہین صورت رہائی کی کوئی ای جوششِ وحشت
مقفل خانۂ زنجیرِ زندان ہوتے جاتے ہین

سواری اوس گلِ رعنا کی سوے گلشن آتی ہی
ترے مطلب تو ای مرغِ خوش الحان ہوتے جاتے ہین

کہا لوگون نے جب جاکر اسد بھی مرتے ہین تمپر
تو فرمایا کہ کہدو اونسے نادان ہوتے جاتے ہین

ترے رخ کے جلوے عیان ہو گئے ہین
مہ و مہر مثلِ کتان ہو گئے ہین

بجز رنج کے منہ نہ دیکھا خوشی کا
جدا جبسے ارمانِ جان ہو گئے ہین

ہمائی ہی الفت تری اسطرح پر
جدا پوست سے استخوان ہو گئے ہین

نہ موے میان کا کھلا ایک عقدہ
اسی فکر مین سب بے نشان ہو گئے ہین

تصور ترے تیر مژگان کے قاتل　　مرے دل مین نوک سنان ہوگئے ہین

یہ کہتے ہین وہ حالتِ غم کو سنکر　　یہ قصے تو پہلے بیان ہوگئے ہین

دکھایا ان آنکھون نے سیلاب گریا کیا　　یہ آنسو بھی آب روان ہوگئے ہین

یہ کہتی ہی خاقان و کسری سے قسمت　　تم ایسے بہت خاک یان ہوگئے ہین

تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا　　کہ کمظرف بھی شعرخوان ہوگئے ہین

ہوا رشک تاتار و تبت کو جب سے　　ترے بال عنبر فشان ہوگئے ہین

خدا کے لیے اونکو مت چھوڑ قاتل　　تہِ تیغ جو نیمجان ہوگئے ہین

کیسکو نہین چین فرقت مین انکی　　یہ دلبر اذیت رسان ہوگئے ہین

کہا کرتی ہی خاک سے روح اپنی　　کسیکے لیے بے نشان ہوگئے ہین

جنھین کجکلاہی کا تھا اپنے غرا　　تہِ خاک وہ بھی نہان ہوگئے ہین

رقیبون نے کیا جانیے کیا کہا ہی　　کہ بیطرح وہ بدگمان ہوگئے ہین

دکھائین نہ کیون رخ بدلے خوشی کے　　کہ دشمن مرے آسمان ہوگئے ہین

احمد مجھے کہتا ہی وہ شوخ ہنسکر

بہت آپ تو ناتوان ہو گئے ہین

لطف می ہو باغ ہو کالی گھٹا ہو مین نہون
وای قسمت ساقی معجز نما ہو مین نہون

روح کہتی ہی وہ پابندِ بلا ہو مین نہون
دل فقط زلفِ بتان کا مبتلا ہو مین نہون

اوسکے کوچے مین نجاؤن یہ بھی ممکن ہی بھلا
جس جگہہ پر میرا حاصل مدعا ہو مین نہون

ہی دعا یہ حشر تک دیکھون نہ روے آسمان
جس زمین پر ایسا کج ادا ہو مین نہون

کیون نہو شوقِ شہادت بدنصیبی سے گلا
مستعد جب قتل پر قاتل ہوا ہو مین نہون

مرغ دل کہتا ہی تیرے بام پر ای شاہ حسن
بلبلِ سدرہ ہو عنقا ہو ہما ہو مین نہون

سختیِ فرقت نہین اوٹھتی دلِ بیتاب سے
ہجر مین بس روح قالب سے جدا ہو مین نہون

بلبلِ نالان گلستان مین دعا کرتی ہی یہ
یا الٰہی جب خزان کی یان ہوا ہو مین نہون

وحشتِ دل تیرے کوچے سے نکالے حیف ہی
گھر کیونکا جب ترے پردہ اوٹھا ہو مین نہون

تو جو بھیجے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو
ای مسیحا درد دل کی جب دوا ہو مین نہون

ای خداوندِ دو عالم روح بھی نکلے مری
وہ بتِ کافر اگر مجھسے جدا ہو مین نہون

یہ دعا ہی جب زمینِ کوچہ جانان چھٹے
میرے سر پر آسمانِ غم گرا ہو مین نہون

ای احمد شرمِ گنہ وان تک مجھے جانے نہ دے
جب سرِ تختِ عدالت کبریا ہو مین نہ ہون

مہ و خورشید جسکو دیکھکر شرمندہ ہوتے ہین
اوسی کافر کی الفت مین ہم اپنی جان کھوتے ہین

بھر آتا ہی جو دل اپنا کبھی فرطِ محبت سے
فراقِ یار مین وہ دو دو پہر چھپ چھپ کے روتے ہین

ہوئے ہین قتل جو دستِ نگارین سے ترے قاتل
شہید وہ نہین وہ داخل ہوکے زیرِ خاک سوتے ہین

گمان ہوتا ہی اک عالم کو اکثر شاخِ مرجان کا
وہ جسدم پنجۂ نازک کو دریا مین ڈبوتے ہین

دکھاتے ہین گلِ رخسار کو اپنے جو خوش ہو کر
دلِ نالان ترے حق مین وہ کانٹے آج بوتے ہین

عجب عالم ہی ہر فردِ بشر کا تیری محفل مین
بسانِ شمع جلتے ہین مثالِ ابر روتے ہین

نہین رہتے ہین اکسان ایک دو دن صاف دل ہمکر
کبھی ہوتے ہین خوش ہمسے کبھی آزردہ ہوتے ہین

گذر ہوتا ہی اونکا قبرِ عاشق پر تو کہتے ہین
ذرا پوچھو تو اونسے آج یہ کسطرح سوتے ہین

شبِ فرقت کے سونے والونکا یہ حال ہوتا ہی
سحر کو اوٹھکے اشکِ تر سے اپنے منہ کو دھوتے ہین

گلاب و عطر کی پانی مین بو معلوم ہوتی ہی
بدن کو جسگھڑی دریا مین وہ مل ملکے دھوتے ہین

نہ اوٹھینگے زمین سے صور کے پھکنے تلک شاید
قیامت کے لحد مین سونیوالے لوگ ہوتے ہین

شب فرقت مین دیکھو آکے کیفیت تڑپنے کی
کبھی سر کو پٹکتے ہین کبھی اوٹھ اوٹھ کے روتے ہین

صدا آتی ہو یہ ہر دم لب گور غریبان سے
اسی منزل مین سر پر ہاتھ رکھکر لوگ روتے ہین

شکایت بیوفائی کی نہ تم میری کبھی کرنا
کہے دیتے ہین جانسے لوگ ہم ہاتھ دھوتے ہین

نہ تھا جز فرش گل دنیا مین بستر جیتے جی جسکا
وہ زیر خاک فرش خاک پر کسطرح سوتے ہین

نہال عشق مین کہتے ہین پھل لگتے نہین دیکھا
عبث تخم محبت مزرع دلمین یہ بوتے ہین

نہ سمجھو میرے رونے کو عبث ای احمد مو ہرگز
ہم اپنی چشم تر سے جامۂ ہستی کو دھوتے ہین

نظر آتا ہی عالم چشمۂ حیوان مین ناگن کا
لب لعلین پہ مٹتے ہین جب نکلے [illegible] ہین

وہ مثل موج لہراتے ہین زلفونکو جو دریا مین
یہ گرداب بلا مین دیکھین کس کسکو ڈبوتے ہین

ق

پتا قاصد یہ رکھنا یاد اکثر اوسکے کوچے مین
سسکتے ہین بلکتے ہین تڑپکر جان کھوتے ہین

جہان یہ دیکھنا پھر اوسجگہ یہ بھی نظر کرنا
نمایان روزن دیوار مین بھی کوئی ہوتے ہین

نظر آئین جو روزن مین تو جھک کر بندگی کرنا
جو پوچھین تم کہانسے آئے حاضر کہنا آتے ہین

ہمارے خط کو دیکر یہ زبانی اونسے کہدینا
کوئی دم مین رخصت عالم فانی سے ہوتے ہین

جو پوچھین اسکا باعث کیا ہی تو پھر اونسے کہدینا
تمھارا نام لے لیکر کے وہ ہر لحظہ روتے ہین

صدمہ میں وہ رہتے ہیں عجب حالت ہی انکی
نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ کوئی لحظہ سوتے ہیں

و کچھ ہون نرم ان باتوں سے تو پھر صاف کہدینا
تمہاری مہربانی ہو تو پھر وہ اچھے ہوتے ہیں

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
خدا جانے کہ وہ ہر لحظہ کیون چھپ چھپکے روتے ہین

بحسب حال اگرچہ بہت خراب ہوئین
جو غور کیجے زمانے مین انتخاب ہوئین

گناہگار ہون گرچہ بہت خراب ہوئین
نظر کرے جو تو محشر مین بے حساب ہوئین

جہا ئین کہنے کو گو بندہ شراب ہوئین
نظر جو کیجے تو بس طالب ثواب ہوئین

دکھا کے چہرۂ پر نور کو وہ کہتے ہین
زمین پر مہ و خورشید کا جواب ہوئین

یہ چرخ نیلی کی عادت ملی ہی دونوں کو
جو برق ہنسنے مین وہ رونے مین سحاب ہوئین

یہی تمہاری عدالت کا مقتضا ہی بس
ہون غیر لطف کے خاطر پر عتاب ہوئین

بجای بوسۂ لب پر سزا ملی مجھکو
گناہگار ہون اور قابل عتاب ہوئین

نہین غرض ترے دم تک کسی سے ایساقی
جہا ئین یا رخم و ساغر و شراب ہوئین

کرے جو ذبح کوئی لوٹنے وہی لگجاے
عجیب صید ہون کیسا پر اضطراب ہوئین

ہنود صورت فرہاد و قیس ہون دونون
جو کوہ و دشت مین پھر کر خراب ہوئین

جلایا آتش ہجران نے اسقدر مجکو
بہر رشتہ سینہ و دل صورت کباب ہوئین

زمین کو ہو تزلزل عجیب حالت ہی
پس فنا یہ لحد مین پر اضطراب ہوئین

مری فنا سے ہزارون ہون موج زن دریا
دکھائے رنگ طلسمات وہ حباب ہوئین

بوقت نزع یہ عزم مکان بیجا ہی
نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پر اضطراب ہوئین

رقیب حال سے کیونکر مرے پتا پائین
خیال یار مین رہتا مثال خواب ہوئین

کسیکے مصحف رخ کا یہ صاف ایما ہی
جو آسمان پہ سے اوتری وہی کتاب ہوئین

سوائے دوست کے گر لاکھ سر پٹک مارین
نہ آؤن ذہن مین غیرونکے ایسا خوب ہوئین

اگرچہ زندہ ہون پر دور کے سبب سے اب
کسیکی بزم کی نسبت خیال و خواب ہوئین

نگاہ اونکی یہ پھر کر کے صاف کہتی ہی
زمانہ کہاتا ہی چکر وہ انقلاب ہوئین

زبان سے پوچھو نہ احوال میرے رونے کا
بچشم دیکھو تو بس چشمہ پر آب ہوئین

بتو نہ سمجھو مجھے خاص اپنا بندہ تم
تمہارے ملنے سے ابتک اجتناب ہوئین

تمنا صاف یہ روح القدس کے دل مین تھی
براق کے شب معراج ہمرکاب ہوئین

یہ خاک پائے بتِ خوش خصال کہتی ہے
فروغ دیدۂ خورشید و ماہتاب ہوں میں

وہاں وہ برق کے مانند ہنستے رہتے ہیں
مثال ابر یہاں دیدۂ پر آب ہوں میں

احمد مدینہ ہو مدفن مرا پس مردن
زہے نصیب کہ خاک در جناب ہوں میں

شرارے میرے نالوں سے جواب اکثر نکلتے ہیں
وہی شب کو فلک پر بنکے سب اختر نکلتے ہیں

مقابل میں ترے جب کبھی دلبر نکلتے ہیں
گرے اپنی نظر سے خود مہ و اختر نکلتے ہیں

چھپی بالوں میں پر افشاں جبیں وہ یاد آتی ہے
شب مہ میں فلک پہ جسگھڑی اختر نکلتے ہیں

جو جاتے شبکو ہو تم بام پر یہ ٹوٹے پڑتے ہیں
تمھی پر جان دینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہیں

شب ہجراں میں وہ دل کا ایسا چھا گیا عالم
سیاہی کچھ لیے گردوں پہ اب اختر نکلتے ہیں

نہیں افشاں جبیں کی اونکی چھپ جاتی ہے زلفوں میں
گھٹا گھنگھور میں چھپ چھپکے یہ اختر نکلتے ہیں

شب مہ ہے ذرا سا بام پر آجا کہ ہم اکثر
تجھی کو دیکھنے او غیرت اختر نکلتے ہیں

تجلی پر دُر دنداں کی ایسے اپنے نازاں ہیں
چڑھاتے ہیں وہ منہ اختر کو جب اختر نکلتے ہیں

جو زلفوں کے تصور میں خیال آتا ہے دنداں کا
تو کیا اس رات کے پردے میں بھی اختر نکلتے ہیں

ارادہ شام سے اونکا ہو مجھے پاس آنے کا
کدھر سے طالع خفتہ مرے اختر نکلتے ہین

ہجوم دلبران اونکے نکلتے مین یہ ہوتا ہے
کہ جیسے گرد مہ کے سیکڑون اختر نکلتے ہین

رخ و دندان کو تیرے دیکھکر مہر شب ہی پیکر
بہم شرمندہ اور نادم مہ و اختر نکلتے ہین

چڑھے تجھے حسن کے زور ون یارب کسکو دیکھا ہے
نگاہ خلق سے اوترے ہوئے اختر نکلتے ہین

بھٹکتا جاتا ہون جس شب کو مین راہ وادی الفت
تو اوس شب کو فلک پر بھی نہین اختر نکلتے ہین

مقابل مین رخ و دندانکے دونونکو جو آنا ہے
بہم اک جان و قالب مہ و اختر نکلتے ہین

چمک بالونمین ہے افشان جبین کی دیکھکر تیری
لباس شب مین کیا ماتم زدہ اختر نکلتے ہین

نہین ممکن مرے خورشید رو کے سامنے آئین
او ترے جب ہین وہ کوٹھے سے اختر نکلتے ہین

چمک مین تیرے دندانکی چمک کو جو نہین پاتے
کف افسوس کو ملتے ہوے اختر نکلتے ہین

مقابل میرے گلرو کے کوئی گلرو نہین ہوتا
کہ جیسے شمس کے آگے نہین اختر نکلتے ہین

فلک کا رتبہ حاصل ہے زمین شعر کو اپنی
نکلتے ہین جو مضمون نیک وہ اختر نکلتے ہین

جنون اب جلوہ گاہ ناز شاید کچھ ہی باقی ہے
پھپھولے پانو مین جو صورت اختر نکلتے ہین

ترے توسن کے سم سے جو اوڑتے تھے خاک کے ذرے
وہی قد سے فلک پر بنکے سب اختر نکلتے ہین

پھپھولے پانو مین آنکھون مین آنسو داغ سینے مین
مرے طالع کے کیا کیا دیکھو تو اختر نکلتے ہین

پرافشان تھی جبین بکھرا کے زلف اپنی لگے کہنے
ذرا دیکھو تو کیا اس رات مین اختر نکلتے ہین

جو ثابت ہین ستارے وہ عدو کو آج ثابت ہین
جو سیارے ہین میرے بخت کے اختر نکلتے ہین

شب فرقت کا عالم چھا گیا ہی روز ہجران پر
سیہ بختی سے میری دن کو بھی اختر نکلتے ہین

احد کچھ غم نہین ہمکو کہ وہ خوش یا کہ ناخوش ہین
عدو تک دوست ہوتے ہین جو نیک اختر نکلتے ہین

دُر دندان جانان کے احد لکھے ہین جو مضمون
مرے دیوان مین جو نقطے ہین وہ اختر نکلتے ہین

جو ممکن بحر ہستی مین کبھی خود سر نکلتے ہین
حبابون کی طرح دم بھر ہوا بھر کر نکلتے ہین

بگڑنے پر بھی ہمکو مرتبہ بننے کا حاصل ہی
صبا کے دوش پر اب خاک ہونے پر نکلتے ہین

نکالے سے نہ نکلینگے نکالین لاکھ گر انکو
کب اندر سے یہ غمہاے دل باہر نکلتے ہین

دم تقریر تنگیِ دہن سے وہ ہین تنگی مین
دہن سے حرف تک بھی انکے دبکر نکلتے ہین

چھپی ہی شان آرایش مین کیا صورت خدا کی
بگڑتے لاکھون ہین جسوقت وہ بنکر نکلتے ہین

جگہ رہنے کو دی تھی ہم نے انکو اپنی آنکھون مین
عبث یہ طفلہاے اشک اب باہر نکلتے ہین

صدا آتی ہی یہ فرہاد اور مجنونکی تربت سے
عجب یہ خاک کے پتلے بھی غارتگر نکلتے ہین

قدم لیتی ہو آرایش بھی جھک جھک کے ادنکا
عجب انداز سے وہ آج بنکر ٹھنکر نکلتے ہین

شرارت کر نہ بیٹھین آج کسی سے ڈرتا رہتا ہون
کبھی جو طفلہاے اشک آج باہر نکلتے ہین

مجھے وہ دیکھکر بولے یہ شاہ عشق ہین دیکھو
ہجوم یاس و حسرت کا لیے لشکر نکلتے ہین

اشارا ہی یہی اوس ترک کی اوس بانکی چتونکا
اجل سے کہدو آئے لیکے ہم خنجر نکلتے ہین

صفت مین نے جو کی ہی روے رنگین کی ترے اے جان
مرے ہر شعر مین مضمون آج پری پیکر نکلتے ہین

ہواے شوق گر جلوے دکھائے روے رنگین کے
تعجب کیا ہوا پر تو پری پیکر نکلتے ہین

نظر بھر بھر کے تجکو دیکھتے ہین یہ سسکتے مین
ترے بسمل کے یون ارمان آج خنجر نکلتے ہین

اودھین بھولین نہین بے باکیان دست حنا کی
مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکر نکلتے ہین

جو رکھتا ہون تخیل انکے اونکے روے رنگین کا
یہی سب خواب مین بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تصور تیرے مژگان و خنجر کے بھی اے قاتل
جو وہ نشتر نکلتے ہین تو یہ خنجر نکلتے ہین

رہائی کی نرکھ امید اونکی زلف مشکین سے
شکار اس دام سے اے دل کہین پھنسکر نکلتے ہین

تصور ہی سہی تا بانکی شرمندہ جو کرنے کا
تو ہر شب بام پر بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تمنا ہی کسی پازیب کی جھنکار تو بجائین
تو نالے پُر اثر دیکھین نہین کیونکر نکلتے ہین

تصور جو رہا کرتا ہی اوسکے روے رنگین کا
مرے مضمون بھی از روزن ہی بنکر نکلتے ہین

دم تقریر دیکھو تو یہ کیا شیرین بیانی ہی
نبات اسکو سمجھیے پارۂ تقا بنکر نکلتے ہین

تشبیہ بھی سات بیا [illegible]
احد تیلاؤ تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہین

مسخر چشم سے کرنے کو جب دلبر نکلتے ہین
تو عضب کے مردم دیدہ بھی جادوگر نکلتے ہین

بڑھانی ہی گلون کے روبرو جو آبرو اپنی
بدن مین موتیے کا عطر وہ ملکر نکلتے ہین

خبر بھی دے اب ای تسلی خانہ دل کی
نہین معلوم طفل اشک کیون مضطر نکلتے ہین

بسے دلبر سمجھتے ہین وہی اس چشم رنگین میں
برنگ مردم دیدہ نہ باہر در نکلتے ہین

کسیکی زیب و زینت باعث توقیر زینت ہی
قدم لیتی ہی آرایش جو وہ بنکر نکلتے ہین

قریب مرگ سب ارمان دل سر پیٹکر روے
اب او دل تجھسے ہم سب جدا ہوکر نکلتے ہین

ہوا ہون جیتے جی مٹی مین ای جوش جنون ایسا
رگون سے خاک میری چھانکر نشتر نکلتے ہین

مرے رگہاے تن تو گرے تھے شوق سے لیکن
یہ کیون روتے ہوے آنکھون سے خون نشتر نکلتے ہین

قیامت مین بھی شہرت ہی تری شوکت کی اے ظالم
دبا کر پانؤنکو سب فتنۂ محشر نکلتے ہین

نہین معلوم صیادو نے کیا آفت مچائی ہی
چمن سے آج مرغانِ چمن مضطر نکلتے ہین

تصور تیری مژگان کے شبِ فرقت مین اے قاتل
رگ جان کے لیے ہر ایک نشتر نکلتے ہین

دل اپنا کوچۂ دلبر مین جسدم شور کرتا ہی
پکڑ کر ہاتھ سے پہلو کو ہم مضطر نکلتے ہین

بگڑ جاتے ہین حرفِ مدعا سنکر وہ قاصد سے
ہمارے دلکے ارمان دیکھین اب کیونکر نکلتے ہین

کہان یہ شوخیان عشوہ کرشمہ ناز غیرون مین
بتانِ ہند اکثر فتنۂ محشر نکلتے ہین

پتا ملتا نہین فرقت مین دلپر یہ کیا گذری
جو اشک آنکھون سے اپنی آج کچھ مضطر نکلتے ہین

گلے پر پھیر کر خنجر مرے کہتا ہی وہ قاتل
چٹا دیتا ہون خون اب اسکے کچھ جوہر نکلتے ہین

گلے مین ڈالکر باہین یہ بولے وصل کی شب وہ
بتاؤ دلکے ارمان ہمسے تم کیونکر نکلتے ہین

خدا جانے ٹھکانے کب لگے گی اپنی محنت یہ
تلاشِ یار مین ہر سمت ہم مضطر نکلتے ہین

احمد پاؤن احداونکو تو پھر جانے ندون ہرگز
اگر مجبور رہون اکثر مین وہ اکثر نکلتے ہین

بہر حالت شریکِ بزم خیر و شر نکلتے ہین
برونمین ہم برے اچھونمین بہتر نکلتے ہین

شگفتہ ہوتی ہی ہر شی جدھر ہم بھر کے نکلتے ہین
بہارِ باغ فصلِ گل مین ہو کر نکلتے ہین

جگر بھی اور دل بھی خون ہین پڑی خرابی کے
مرے دشمن تو میرا ہی لہو پیکر نکلتے ہین

دوپٹا اوڑھکر کہتا ہون کیون نکلے تو کہتے ہین
حیا ہین پردہ غیرت ہین ہم چھپکر نکلتے ہین

اثر بھی کچھ نکچھ میری محبت کا تو ہونا تھا
خدا کی شان ہی میری طرح مضطر نکلتے ہین

کسیکی شوخیِ دستِ حنائی کے تصور مین
مری آنکھون سے لختِ دل لہو ہو کر نکلتے ہین

شفق بھی منہ چھپالیتی ہی اپنا پردہ شب مین
جو مہندی شام کو وہ ہاتھ مین ملکر نکلتے ہین

جو جی مین آتا ہی کہتے ہین ہم رندونکو جل جلکر
کبھی جو حضرتِ ناصح سوِ منبر نکلتے ہین

قضا کا ہی بہانا پڑ نگاہین جان لیتی ہین
اجل سے بھی زیادہ یہ پری پیکر نکلتے ہین

جو کہتا ہون نہ نکلے ایک بھی ارمان مرے ابتک
تو وہ کس بھولے پن سے کہتے ہین کیون مکر نکلتے ہین

اثر دکھلایا گر وینکی الفت نے پسِ مردن
چڑھانے پھول تربت پر مرے دلبر نکلتے ہین

دمِ گلگشتِ گلشن کہتے ہین مرغان گلشن سے
چمن مین آج موجِ بوی گل بنکر نکلتے ہین

تلاشِ یار مین اکثر جو سر کے بل مین چلتا ہون
پھپھولے پاؤنکے بدلے مرے سر پر نکلتے ہین

وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو اب تکتے ہین پہلو مین
جنھین باخبر سمجھے تھے وہی نشتر نکلتے ہین

کفن کی جا ذرا دیکھو تو یہ شوق شہادت ہی
کہ رکھکر جامۂ ہستی کو ہم سر پہ نکلتے ہین

غبار اپنے پڑے دامن سے اونکے اوڑکے تو بولے
کسیکے دل کے ارمان خاک ہونے پر نکلتے ہین

لپٹ جاتا ہی پانوسے پس مردن غبار اپنا
مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکے نکلتے ہین

جدا سب سے نگہ نیچی خرام آہستہ آہستہ
پشیمان قتل ناحق سے وہ یون ہو کر نکلتے ہین

بناوٹ سے ہماری قبر پر آتے ہین ماتم کو
نکھر کر سوگ کے پردے مین بھی ہمسے نکلتے ہین

غبار ہو مین جو باقی تھی تمنا کچھ لپٹنے کی
بگولے کی طرح سے باندھکر چکّر نکلتے ہین

کہا کرتا ہی دل اپنا احمد کو کوئی دیکھو تو
سنا ہی وہ دوپٹا ڈالکر منھ پر نکلتے ہین

کہا دیکھو احمد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
جو اوسکے گھر مین جاتے ہین وہ بس رو کر نکلتے ہین

بتائین حال کیا کیون ای بت غافل تڑپتے ہین
ہمین تھا تاز جس دلپر لیے وہ دل تڑپتے ہین

پڑے ہین خاک پر حالت یہ اپنی اب ہی اے قاتل
بدقت سانس لیتے ہین بصد مشکل تڑپتے ہین

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن واے بیدردی
نہ دیکھا مڑکے تو نے کسطرح بسمل تڑپتے ہین

نہین ہون فرقت جانان نہین خالی ایک مین مضطر
جگر بھی اور دل بھی ہان مرے شامل تڑپتے ہین

لگا پھر خدا اک ہاتھ مشکل اپنی ہو آسان
کلیجہ منہ کو آتا ہی جب ای قاتل تڑپتے ہین

شب مہ مین زمین پر دیکھکر چلتے ہوے تجکو
ستارے آسمان پر ای مہ کامل تڑپتے ہین

مری بیتابی کو وہ دیکھکر لوگون سے یہ بولے
حصول مدعا مشکل ہی لاحاصل تڑپتے ہین

غضب کی دی خدا نے بسملان ناز کو طاقت
زمین ہلجاتی ہی جسوقت ای قاتل تڑپتے ہین

رہا کرتی ہی صحبت گرم وان دن رات غیرون سے
یہان ہم بستر غم پر عبث ای دل تڑپتے ہین

گذرتے جاتے ہین سب آشنا اس بحر فانی سے
ہمین بیٹھے ہوے بس اک لب ساحل تڑپتے ہین

اجازت جانیکی اندر نہین ملتی تو باہر سے
کسیکی دیکھکر آرایش محفل تڑپتے ہین

ادھر غیرون کے ملنے سے تجھے فرصت اگر ہو تو
ادھر بھی بوسہ لب کے ترے سائل تڑپتے ہین

عجب حالت ہی اپنی آج کل بس صورت بسمل
تجھے ہم دیکھکر ای رونق محفل تڑپتے ہین

تو وہ لیلی ہی جسکا شور اک عالم مین ہی برپا
ہزارون صورت مجنون پس محمل تڑپتے ہین

ستارے رات بھر گنتے ہین نیند آتی نہین ہمکو
تجھے ہم یاد کر کرکے بس ای غافل تڑپتے ہین

تماشا ہی عجب اک آج اوس قاتل کے کوچے مین
کہین نادان تڑپتے ہین کہین عاقل تڑپتے ہین

نہ پڑ جائے کہین تا داغ خون پھر تیرے دامن پر
ذرا ہشیار ہو جا ہم اب ای قاتل تڑپتے ہین

مسافر وہ [illegible] پہونچنا [illegible]
وہ ہم [illegible] ہمیشہ دیکھکر منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ مجکو ہنس کے قاتل مجھسے یون بولا
سنبھل جاؤ نہ تڑپو [illegible] ہین عاقل تڑپتے ہین

عجب اوس بت کے کوچے مین تماشا دیکھتے ہین ہم
کہین عاقل تڑپتے ہین کہین کامل تڑپتے ہین

سنا یارون کا آگے قافلہ منزل تلک پہونچا
ہمین پیچھے فقط اے حسرت منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ لوگون کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا
تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بسمل بن تڑپتے ہین

وہ آغوش تمنا مین نہ آئینگے کبھی اپنی
عبث ہم جان کو دیتے ہین لا حاصل تڑپتے ہین

نہ سر پٹکو نہ تڑپو تم امانت کہنا مرا مانو
تعشق لاکھ ہو لیکن کہین عاقل تڑپتے ہین

مرتے ہین جسکے عشق مین اوسکو خبر نہین
آہ جگر خراش مین بالکل اثر نہین

ہم بھی طریق مہر و مروت سمجھتے ہین
دل مین تمھارے جاے محبت اگر نہین

خال سیاہ یار کی الفت مین زاہدا
کافر ہوے ہین سجدہ بت سے حذر نہین

پوچھو نہ ابتداے شب غم کا ماجرا
وہ شام ہے کہ جسکو امید سحر نہین

درپیش راہ منزل معدوم سبکو ہے
وہ کونسی ہے روح کہ جسکو سفر نہین

حامل کوئی نہین ہی خط اشتیاق کا
ای مرغ دل سوائے ترے نامہ بر نہین

کعبہ سمجھکے توڑتے ہین دل کو اور بھی
سچ تو یہ ہی بتون کو خدا کا بھی ڈر نہین

ہم تو احد ہین خوف قیامت سے بدحواس
آرام سے وہ ہین جنھین محشر کا ڈر نہین

نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہی بہانے مین

ہزارون پیچ ہین زلفون نے دل پھنسانے مین
کہ بال بال ہی تکلیف غم کے کھانے مین

پیا ہی خون جگر غم کو ہمنے کھایا ہی
اثر دیا تھا ہی میرے آب و دانے مین

دل و جگر کی طرف دیکھکر وہ کہتے ہین
اڑاتے دونون کو ہین ایک ہی نشانے مین

ستاتے دل ہو تو تم عبث غریبون کا
مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے مین

جو آئے پاس ہو میرے تو پھر برائے خدا
کرو نہ شرم و حجاب مجسے منہ دکھانے مین

کہان وہ قند مکرر مین لطف ای دلبر
ملا مزا جو ہمین منہ سے منہ ملانے مین

گئے جو شوق سے مقتل مین تو یہ باعث ہی
ہم اپنی زیست سمجھتے ہین سر کٹانے مین

پھڑک کے طائر جان بس نکل ہی جائیگا
جو آج بھی کہین تاخیر کی پھر آنے مین

وہ مرغ ہون کہ مین صیاد کے فقط ڈر سے
رہا نہ چین سے اکدن بھی آشیانے مین

ہر اک کے سامنے تحقیر سے نہ دیکھو تم
ملیگا آپ کو نظرون سے کیا گرانے مین

شب وصال نہ آؤ تو پھر ہمین آئین
نہو جو خوف و خطر کچھ ہمارے آنے مین

پھلا نہ پھل کوئی جز یاس و حسرت و حرمان
ملا یہ نخل تمنا ترے لگانے مین

تمھین بتاؤ کہ تمکو ملا بھلا کچھ بھی
ہمارے کعبۂ دل کے بتو یہ ڈھانے مین

اوڑایا خاک کو کوے صنم سے جو تو نے
ملا صبا تجھے کیا اسکے پھر اوڑانے مین

اونھین کے تیر نگہ کا ہون مین بھی اب زخمی
جو قتل کرتے ہین عالم کو آنکھ اوٹھانے مین

جو قتل کرنا ہی کیجے گلا یہ حاضر ہی
کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے مین

تو مین بھی جانب ملک عدم روانہ ہون
تمھین نہین جو توقف یہانسے جانے مین

بگڑتے روز ہو اور گالیان بھی دیتے ہو
بتلائیے تو ہی کیا فائدہ ستانے مین

ہر ایک بات مین لوگونسے جو بگڑتے ہو
بگڑ ہی جائیگا منہ تیوریان چڑھانے مین

یہ کالے آئے ہین پینے کو سمجھو آب حیات
دہن پہ زلف نہین آئی ہی نہانے مین

نہ توڑو اسکو وگرنہ پڑیگی پھر دقت
ہمارے شیشۂ دل کے تو بنانے مین

جو پاس آنا ہمارے ہی تو چلے آؤ
کرو نہ بہر خدا عذر آج آنے مین

کہا کسی نے جو عاشق کو کیون ستاتے ہو
تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہی ستانے مین

جنون نے ساتھ نچھوڑا جو مرتے مرتے تک
تمام عمر کٹی خاک ہی اوڑانے مین

تمام خلق مین بدنام اور ذلیل ہوے
احد ملا یہی بس ہمکو دل لگانے مین

بہارِ گل چمن مین آئی ہی بلبل سے چہکتے ہین
بُرا صیاد کا ہو ہم قفس مین سر پٹکتے ہین

شہادت کی ہوس ہی صورتِ بسمل پھڑکتے ہین
ازل سے ہم میانِ کوچہ قاتل سسکتے ہین

جو وہ گلرو کبھی گلشن مین جاتا ہی تو پھر ہر گل
سراپا چشم حسرت بنکے کس حسرت سے تکتے ہین

زمین پر عکس اوس خورشید رو کا جبکہ پڑتا ہی
شعاعِ مہر کی صورت ہر اک ذرے چمکتے ہین

ہوا ثابت یہ بیمعنی نصایح سے مجھے ناصح
بڑے بیہودہ گو ہین آپ کیا بیہودہ بکتے ہین

چُرا لیجاینگا شاید ارادہ آج ہی اونکا
جو پہلو مین وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو تکتے ہین

پسِ مردن بھی میری خاک سے شاید مکدر ہین
جو تربت پر مری آتے ہوے دامن جھٹکتے ہین

جوابِ بد دماغی دون دماغ اپنا کہان ایسا
دماغِ حضرتِ ناصح پھرا ہی کچھ وہ سنتے بکتے ہین

خیال تنگ آغوشی جو آتا ہے اونکو آئینہ رو
تو اکثر تنگیِ جامہ سے وہ اپنی جھجکتے ہین

جو پوچھا گالیان دیکر ہوے کیون تم دل آزردے
لگا کر آگ دل مین ہم یونہین پانی چھڑکتے ہین

بھلا اب خاک نکلیگی ہماری آرزوے دل
تہِ شمشیرِ قاتل اور ہم دم بھر سسکتے ہین

ہوے ہین جبسے ہم اونکی کمر کے چاہنے والے
عدم والے عدم مین تب سے میری راہ تکتے ہین

خیالِ روے تابان مین جو مین بیہوش ہوتا ہون
پسینا پونچھکر اپنا مرے منھ پر چھڑکتے ہین

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
پڑے سوتے ہو تم اللہ رے ہم تمکو تکتے ہین

نکلکر مانگ کی الفت سے عشقِ زلف کر بیٹھے
چلے جو راہ سیدھی چھوڑکر تو اب بھٹکتے ہین

نزاکت کے سبب سے دو قدم چلنا بھی مشکل ہے
جو بل کھاتی ہے زلف اونکی تو وہ خود بھی لچکتے ہین

نہین بسمین تصورِ شعلۂ رخسار تابان کچھ
جھلک اوس شمع رو کی دیکھکر ہم خود لپکتے ہین

نہین بھولے ابھی تک شوخیان بیباکیان تیری
تجھے دستِ تمنا یاد کرکے وہ جھجکتے ہین

وہی نامِ خدا سے ہے ابھی عالم لڑکپن کا
پکڑتا ہون جو مین دامن تو وہ اب تک جھجکتے ہین

گریبان چاک اپنے جامۂ ہستی کا ہوتا ہے
پہنکر جب قباے چست وہ سینہ مسکتے ہین

دمِ رفتار سوجھا ہے اونھین انداز کیا طرفہ
نزاکت کبھی قدم لیتی ہے جب دم وہ لچکتے ہین

کہا لوگون نے حال زار کو میرے تو فرمایا
کوئی پوچھے تو جا کر اونسے کیون وتے بلکتے ہین

خدا حافظ ہی بس اب زندگی چندروزہ کا
تپ فرقت کی حالت پڑ بھکی اعضا وہکتے ہین

بنے ہین دست قدرت سے سراپا نور کی صورت
ہولے مثل موج شمع محفل مین لچکتے ہین

احمد اس گلشن ایجاد مین گر غور سے دیکھو
تو بس ہنستے ہین اس ہستی پہ جو غنچے چٹکتے ہین

تجھسے ملے تو خوب شد ورنہ تو جان گنوائے ہین
در پہ ترے تو دل مین یہ سوچ سمجھ کے آئے ہین

بزم سے اوسکی اوٹھکے ہم گھر مین جب اپنے آئے ہین
حسرت و یاس و رنج و غم ساتھ مین اپنے لائے ہین

ہاتھ مین تیغ لیکے تو رک گیا کیون بتا تو سچ
قتل جو کرنا ہی تو کر سر کو تو ہم جھکائے ہین

وصل ہو تجھسے دیکھین کب شوق یہی ہی دل مین اب
ہجر مین تیرے بار غم سر پہ تو ہم اوٹھائے ہین

قصد تکیے جانے کا جانے نہ دونگا ہو جو ہو
شکر خدا مرے یہان بھولے سے آپ آئے ہین

پوچھنے کا حال یہ نہین سچ کہو کام کیا کیا
ہاتھ مین اپنے کسکا دل آپ بھلا چرائے ہین

عذر بہانے کا ہی یہ آپ مین آؤن گا وہان
مہندی لگا کے آج وہ رنگ نیا جو لائے ہین

وقت سے آکے کوئی دم آنکھو مین میرے بیٹھیے
غیر کی بزم سے جواب ہو کے خفا اوٹھ آئے ہین

اپنی کمان ابرو کو کھینچے ان تیون نے پھر
دلمین جگر مین سینے مین تیر نگہ لگائے ہین

جانیے اونکا آنا جب آئین جو پاس سے ملا
جلوہ ہزار بار یون خواب مین تو دکھائے ہین

نازکو اونکے دیکھیے آئے جو خواب مین کبھی
آنکھون مین رک کے ایکدم خانۂ دلمین آئے ہین

آنا ہمارے پاس جو مدنظر نہین ہی آج
مہندی بہانیکے لیے سنتے ہین وہ لگائے ہین

وہ جو گئے ہین باغ مین زلف کو غنچہ چھوڑکر
پھولونکے دلمین آج وہ بو کیطرح سمائے ہین

اپنا کہین یہ حال کیا جوش جنونکے فیض سے
داغ کہن پہ داغ نو فصل مین گل کے کھائے ہین

آتے بھلا وہ کیون یہان بعد فنا ہے نصیب
جذبۂ دل ترے سبب قبر تلک وہ آئے ہین

تجھسے بتائین حال کیا ہونا تھا جو وہ ہوگیا
ہجر مین تیرے خون دل آنکھونسے ہم بہائے ہین

دنیاکے لوگون کو احمد دوست نہ سمجھو تم کبھی
کوئی نہین ہی اپنا یان جتنے ہین سب پرائے ہین

پھنساکر دام گیسو مین دل ایجان جہان برسون
اندھیری راتمین لوٹے ہین تونے کاروان برسون

گلے ملکے غیرون نے مزے لوٹے وہان برسون
تڑپتے رہگئے ہم بستر غم پر یہان برسون

فراق یار نے مثل کمان خم کردیا مجھکو
رہا تقدیر کی صورت کجی پر آسمان برسون

نہ عرضِ حال اپنا پاکے موقع کر سکے آخر — رہی بن نامہ کے خاطر مرے منہ مین زبان برسون

وہ کچھ سنکر کے حالِ دردوغم کہنے لگے ہنسکر — نہو گی ختم شاید آہ کی یہ داستان برسون

اجازت کوچۂ جاناں کی حاصل ہو گی تب اسکو — پڑھے گر بلبلِ نالان گلستان بوستان برسون

ہوئی حالت مری ای ترکِ شوقِ شہادت مین — بدن مین مرغِ بسمل کی طرح تڑپے ہی جان برسون

کہا ہی خواب مین اکدم کہین تب جلوہ فرمائے — رہا ہی نام اوس غافل کا جب وردِ زبان برسون

اجازت دی ہی تب پیرِ مغان نے مے پرستی کی — کیا ہی لغزشِ پا کا مرے جب امتحان برسون

تپِ ہجرِ صنم کی آتش افروزی ذرا دیکھو — جلین بعدِ فنا بھی قبر مین یہ ہڈیان برسون

مری دیوانگی سے شور زندانمین رہا برپا — نہ سوئین چین سے اکدم بھی پڑ کر بیڑیان برسون

پھنسی جب دام مین بلبل لگی رو رو کے یون کہنے — قفس مین خون رولائے گا خیالِ آشیان برسون

قصورِ بوسۂ لب پر بس اب موقوف بدخوئی — سنائین گالیان تو نے مجھے او بدزبان برسون

شفیعِ حشر فرمائینگے محشر مین اوسے لاؤ — گھسا جسنے جبین سے میر اسنگِ آستان برسون

نرکھ امید ای دل اونسے جلدی وصل ہونیکی — ابھی تو منتظر رکھیگا کہنا اون کا ہان برسون

چھپاؤ کچھ نہ باتین ہمسے کہنا ہو جو کچھ کہدو — تمھارے تو رہے این ای بتو ہم رازدان برسون

کٹے جاتے ہین دن فرقت کے دن وصلت کے آتے ہین
نہ گھبرا ای دلِ مضطر رہے گا شادمان برسون

خدا کالا کرے منہ دشمنون کا جنکے باعث سے
رہے شکوے گلے کچھ اونکے میرے درمیان برسون

نہ جائیگا ہمارے دل سے لطفِ وصل مدت تک
رہیگی یاد تیری مہربانی مہربان برسون

پھنسو مت عشق کے پھندے مین کہتے ہین ابھی ہم سے
کنوئین جھکوائیگا تمکو خیالِ نوخطان برسون

رہا محبوس زندان مین مگر شکرِ خدا پھر بھی
صبا لائی اوڑا کر بوے زلفِ یاران برسون

نہ پڑ ای دل تو اسکی چاہ مین ورنہ سمجھ لے تو
زنخدان کی محبت بھی جھکائیگی کنوان برسون

مین وہ مردودِ درگاہِ خداوندِ دو عالم ہون
نہ کھائیگا سگِ جانان بھی میری ہڈیان برسون

ہوا حاصل یہی بس ہمکو اس دل کے لگانے سے
تپ ہجرِ صنم نے مجھکو رکھا ناتوان برسون

احمد بعدِ فنا یہ اپنے یارون کا ہوا عالم
ملا ڈھونڈے سے تربت کا نہ اونکے پھر نشان برسون

نہ ڈھونڈھے سے ملا اپنا کہین اصلا نشان برسون
تو نکلے عشق مین ایسے رہے ہم لامکان برسون

شریکِ دم رہا آخر یہ سودائے گران برسون
خیالِ زلفِ جانانہ مین رہے آشفتہ جان برسون

اوٹھائے لطف کرکے ہمنے سیرِ بوستان برسون
رہے گلشن ترا پھولا پھلا ای باغبان برسون

باعث ہی ہے غم سے جو ہم آشفتہ جان برسون
خمِ زلفِ دوتا مین دل رہا اپنا نہان برسون

نہ ڈھاؤ خانۂ دل کو ہمارے ای بتو ہرگز
اُٹھانے سے نہین اُٹھنے کا گر کر یہ مکان برسون

لٹین راتین بہت آرام سے جبتک بھلے دن تھے
بغل مین آکے سویا اپنے وہ آرامِ جان برسون

اونھین موقع نہین اکدن ملا کے بیخوف و خطر ہو کر
کہا مین نے ابھی ترساؤگے بوسے کو ہان برسون

تصور رات دن رہنے لگا ان شعلہ رویونکا
جلائینگی ہمین پھر آتشِ عشقِ بتان برسون

مین وہ مقتول ہون جسکے لہو کے ذائقے سے پھر
تری تلوار چاٹیگی بس ای قاتل زبان برسون

سگِ جانان کے منہ تک اوڑکے تب جا کے پہنچی ہین
پسی ہین آسیائے چرخ مین جب ہڈیان برسون

تپ ہجرِ صنم نے کی ہی ایسی آتش افروزی
جلے ہین شمع کے مانند مغزِ استخوان برسون

حقیقت تب کھلے تم کو مرے دل کے ستانیکی
کرو تم بھی کسیکو پیار جب ای مہربان برسون

نہین ملتی کہین مجکو جگہ دم بھر ٹھہرنیکی
ابھی شاید پھرائیگا یہ دورِ آسمان برسون

صفت مینے جو کی ہی گیسوئے خمدار جانانکی
رہا الجھا ہوا اپنا کچھ اندازِ بیان برسون

گیا دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشق جانانکا
شریکِ دم رہا ہو کرکے یہ تکلیف جان برسون

رہا وحشت کا اپنے سلسلہ زندانین ہی باقی
صبا لائی اوڑاکر لیے زلفِ یاران برسون

خدا کے واسطے باز آتو ان ظلموں سے ای ظالم
ترے تیر نگہ نے مجھکو زکھا نیجان بسوں

جو یاد آیا کبھی ظالم کا چلنے مین ٹھہر جانا
تو فرقت مین مجھے آئی ہین ہم ہچکیان برسون

مجھے بھی شش جہت مین جستجو جسکی وہی دیکھو
نظر کی طرح آنکھوں مین رہا اپنی نہان برسون

مرا ہون آتش فرقت مین جلکر جسکے باعث سے
ہما بھی کھا کے پچتا یگا میری ہڈیان برسون

ہماری ناتوانی دیکھکر لوگون سے وہ بولے
احمد بیار تھے شاید نصیب دشمنان برسون

نالے دو چار دل افگار کرون یا نکرون
شور محشر مین بپا یار کرون یا نکرون

ترک الفت مین دل زار کرون یا نکرون
زندگی بھر مین اوسے پیار کرون یا نکرون

قبر کو میری یہ ٹھکرا کے لگا کہنے وہ شوخ
فتنۂ حشر کو بیدار کرون یا نکرون

مرغ دلکو یہ لگا دیکھکے کہنے صیاد
دام گیسو مین گرفتار کرون یا نکرون

دل تڑپتا ہی جگا ئینگے تو ایذا ہوگی
جی مین آتا ہی کہ بیدار کرون یا نکرون

تیغ ابرو کا اشارہ صف مژگان سے یہ ہے
کشتہ چشم سے تلوار کرون یا نکرون

تجھسے بیتابی دل پوچھتا ہون آجکی رات
نالہ کوئی بھی دل افگار کرون یا نکرون

اونکی آنکھونکا اشارہ مری آنکھونسے یہ ہی
مردم دیدہ کو بیمار کرون یا نکرون

وعدۂ وصل مین دیکھو تو تردد یہ احمد
سوچ مین بیٹھے ہین اقرار کرون یا نکرون

ردیف واو

ـئے انداز کی شوخی سے کیون زینت کے خواہان ہو
ادھر آئینہ حیران ہی ادھر تم آپ حیران ہو

وہ فرماتے ہین جبسے عاشق گیسوے پیچان ہو
اوداس ایسے احمد کیون صورت شام غریبان ہو

دوئی ظاہر مین ہی باطن مین اوحد کا سامان ہو
مثل مشہور ہی الفت مین دو قالب ہون اک جان ہو

وہی مومن ہی کامل الفت رخ مین جو نالان ہو
اذان دے جو کوئی کعبے مین وہ اچھا مسلمان ہو

کبھی تشریف فرما خانۂ دیدہ مین ای جان ہو
تماشا پتلیون کا دیکھو گر اس گھر مین مہمان ہو

جو تو صحن چمن مین ناز سے ای گل خرامان ہو
قدم لینے کو تیرے فتنۂ محشر نمایان ہو

صدا آتی ہی کیون غفلت مین تم ای اہل بستان ہو
برنگ بوے گل اس باغ مین دو دن کے مہمان ہو

ـم گریہ تصور گر خرام ناز کا جان ہو
قیامت ہو بپا لیکن غریق بحر طوفان ہو

ـنگ بوے گل یہ راز چھپ سکتا نہین ہمسے
دہن کا اونکے مضمون گرچہ غنچے مین بھی پنہان ہو

ـب بازار الفت کا بھی اولٹا پلٹا لیکھا ہی
نگاہو نہین تلے جو جنس وہ قیمت مین ارزان ہو

سوے مسجد چلا مین تو کہا یہ ہنسکے اوس بت نے
رہو بندے بتون کے کہنے سننے کو مسلمان ہو

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر آئے وہ کیونکر جو نظر سے آپ پنہان ہو

وہان اغیار سے ہو گرم صحبت ہم یہان تڑپین
مزے لوٹے کوئی یون اور کسیکا خاک ارمان ہو

یہی مطلب عیان ہی صاف خال روے جانانسے
بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک مسلمان ہو

نشان ملتا نہین ملکِ عدم کے جانیوالونکا
خدارا چپ یہ کیون ای ساکنِ شہرِ خموشان ہو

گزندِ چشمِ نرگس سے خدا محفوظ بس رکھے
مبارک جاتے ہو جاؤ تمھین سیرِ گلستان ہو

مقابل ابرِ تر کے چشمِ تر ہی لطف ہو جسدم
زمین پر تو ہو خندان آسمان پر برق خندان ہو

زمانہ تک بھی تابع آپکی نیرنگیون کا ہی
طلسمِ دہر تم اس عالمِ امکانمین ایجان ہو

عبث یہ پوچھتے ہو تم کہ بتلاؤ تو ہم کیا ہین
سرورِ دل ہو تسکینِ جگر ہو راحتِ جان ہو

زمین پر سے چڑھایا آسمان پر کی خطا ہمنے
گھٹے کیون غم سے جب ہمنے کہا تم ماہِ تابان ہو

احد جو رات بھر بےچین رہتے ہو تو بتلاؤ
خیالِ گیسوے شبرنگ مین کسکے پریشان ہو

رقیب مانگے جو بوسہ تو کچھ حذر بھی نہو
یہ کیا غضب ہی کہ میری طرف نظر بھی نہو

اثر رہا ہی یہی عاشقی مین کیا یارب
تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونھین خبر بھی نہو

جو پاس آ کے کہین ایک دم ٹھہر جاؤ
تو پھٹنے مجھے کبھی دردِ دل و جگر بھی نہو

بُرا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا
جو جائین محفلِ جانان مین تو گذر بھی نہو

جو خود وہ آتے نہین ہین تو کیا غضب ہی بھلا
ہمارے نالۂ جانسوز کا اثر بھی نہو

وہ کام حضرتِ دل تمکو چاہیے کرنا
نہو جو نفع تو کچھ اوسمین پھر ضرر بھی نہو

نہین وہ آتے تو اندیشہ کیا ہی یہ یارب
شبِ فراق کا منھ کالا ہو سحر بھی نہو

جو شب کو کہیے ٹھہرنے کو تو بگڑتے ہو
تمام رات نکیو نکر پھر وقت سحر بھی نہو

بشر ہین وہ بھی شکایت احد یہ بیجا ہی
بشر مین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہو

یہ شہادت ہی تھی کیا اِس خستہ تن کی آرزو
تھی مری تقدیر شاید تیغ زن کی آرزو

کاٹا خود اپنے گلے کو جب اوس سے کٹ سکا
پڑ گئی اپنے گلے اوس تیغ زن کی آرزو

زندۂ جاوید مجھکو کر دیا اک وار مین
زندگی آئی تھی بنکر تیغ زن کی آرزو

یہ سمجھکر سکے سر چلینگے میری لاش سے
رہ گئی ہی کیا کیا لپٹکر تیغ زن کی آرزو

عشقِ ابروے سبب دلمین نہین اپنے ہوا
بنکے آئی ہی قضا اوس تیغزن کی آرزو

سر کے جب تک سر نجائیگی نہوگی مخلصی
ہی گلے کا ہار اپنے تیغزن کی آرزو

اسقدر شوقِ شہادت ہی کہ گر قتل وہ
روح بنجانے ابھی اوس تیغزن کی آرزو

خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہون مین
واے حسرت خوب نکلی تیغزن کی آرزو

مین نہ آتا بھولکر بھی جانبِ ہستی کبھی
کھینچ لائی ہی عدم سے تیغزن کی آرزو

سرفروشی کا مجھی پر خاتمہ ہی سو چلے
رخ کریگی پھر کدھر اوس تیغزن کی آرزو

پھر مین زندہ ہون کرے وہ قتل یہ ہی انتظار
تکتی ہی حسرت سے مجکو تیغزن کی آرزو

جب چلا مقتل کی جانب مین تو اسدری خوشی
آئی لینے کو مرے اوس تیغزن کی آرزو

قتل اکدن ہونگا اب بیشک مین اوسکے ہاتھ سے
بنگئی قسمت مری اوس تیغزن کی آرزو

ابروے قاتل کا اب رہنے لگا مجکو خیال
گھر لگی کرنے ہی دلمین تیغزن کی آرزو

دم نہ نکلے راتدن تڑپا کرون مین خاک پر
اب یہی شاید کہ ہی اوس تیغزن کی آرزو

قتل ہونے پر مین آمادہ ہون اوسکو ہی گریز
کم ہی میری آرزو سے تیغزن کی آرزو

ٹکڑے ٹکڑے لاش ہو برباد اسکی مٹی ہو
باقی ہی کیا کیا ابھی تک تیغزن کی آرزو

وہ قتیلِ ابروِ خمدار ہون مین ای احد
مدتون رویگی مجکو تیغزن کی آرزو

ای جنون نکلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو
رہگئی غربت مین رُو رُو کر وطن کی آرزو

مرگیا مین اسکی گردش کا مزا جاتا رہا
ملگئی سب خاک مین چرخِ کہن کی آرزو

پھل لگا تلوار کا نخلِ تمنا مین مرے
خوب نکلی بوسہ سیبِ ذقن کی آرزو

پانی دیتا مین رہون یہ پانونکو رگڑ کر
مرتے مرتے تک تھی یہ زخمِ کہن کی آرزو

اس سمجھ پر تیری ای پیرِ فلک پتھر پڑین
خاک مین تونے ملائی کوہکن کی آرزو

نامرادی کہتی ہی کیا ہو شبِ وصلت اگر
مین کہین بنجاؤن او پیمانشکن کی آرزو

شمع کو حال سوزِ دل جو لکھنا ہی مجھے
ہی سوادِ دودِ شمعِ انجمن کی آرزو

باغ مین جائے تو دھو دھو پانوکو تیرے پئیں
مدتون سے ہی یہ مرغانِ چمن کی آرزو

ای جنون دشت جنون مین ہمسری مٹی عزیز
مجکو غربت مین نہین غسل و کفن کی آرزو

نکہتِ زلفِ معنبر بس گئی پھولون مین آج
خوب بر آئی عروسانِ چمن کی آرزو

سر سے پا تک آتشِ فرقت نے پھونکا ہی مجھے
بنگیا ہون آج شمعِ انجمن کی آرزو

بندگی بھی کیجیے سجدہ بھی آکر کیجیے
توبہ توبہ یہ ہی اوس توبہ شکن کی آرزو

دشتِ غربت مین مر امین گر کہین تو ای جنون
خاک اوڑائیگی یہان سو وطن کی آرزو

زلف کے سودے مین ہو دل کیا پریشان خاطری
ہی خطا یہ ہی جو تاتار و ختن کی آرزو

وصل ہی ہوگا خاک اب حسرت بھلا نکلیگی کیا
نامرادی نکلیگی یہان بے شکن کی آرزو

وادیِ غربت مین بھی اسنے نچھوڑا اپنا ساتھ
بیکسی بنکر کے آئی ہی وطن کی آرزو

وصلِ شیرین ہو نہین تو جان ہی فرقت مین جلے
جان پر کھیلی ہوئی ہی کوہکن کی آرزو

دربدر کرنا پریشان کرکے میری خاک کو
باقی ہی اتنی ابھی چرخ کہن کی آرزو

جب یہی ہی حکم ہو دروازہ زندان بھی بند
خاک نکلیگی اسیران کہن کی آرزو

وادیِ غربت مین اپنی بیکسی سے ای احمد
روئی ہی کیا کیا لپٹکر کے وطن کی آرزو

خواہشِ رخ ہون نہ زلفِ پرشکن کی آرزو
دیر و کعبے مین ہون نہ شیخ و برہمن کی آرزو

بیکسی و نامرادی ساتھ اب چھوڑینگی کیا
شامِ غربت بنگئی صبحِ وطن کی آرزو

کون کہتا ہی کہ آنکھین وسکی صید افگن نہین
اوس نگاہِ آہو کُش کو ہی ہرن کی آرزو

باغمین اکدن وہ گل بھولے سے آجائے کہین
ہی یہ مدت سے عروسانِ چمن کی آرزو

خاک ہونا ہی مآلِ کار ہی جب ای فلک
کسلیے آخر کرین تجھسے کفن کی آرزو

بیکسی نے مجکو غربت مین یہ بیکس کردیا
رو رہی ہی اپنی قسمت کو وطن کی آرزو

سوز و گریہ مثل میرے چاہیے عاشق مین ہو
ہی یہی مدت سے شمعِ انجمن کی آرزو

نکہتِ گیسو اوڑا کرکے کہین لائے صبا
ایک مدت سے ہی یہ مشکِ ختن کی آرزو

کیون نہ غربت مین رہے ہردم وطن کا اب خیال
بنگئی یادِ وطن اہلِ وطن کی آرزو

تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی
آنکھ فرشِ راہ ہو ہی یہ ہرن کی آرزو

جب یہ سمجھے ہم کہ اکدن خاک مین ملجائینگے
خاک پھر مخمل کی ہو یا گلبدن کی آرزو

نامرادی لے مُرادین تیری سب پوری ہوئین
قبر مین ہی پانون لٹکائے کفن کی آرزو

تو وہ شیرین ہی کہ تیرے شوق مین بعدِ فنا
سر کو اپنے پھوڑتی ہی کوہکن کی آرزو

وعدہ کرکے وصل کا خود منحرف وہ ہوگیا
بنگئی قسمت مری پیمان شکن کی آرزو

ہی بہارِ باغ کی بھی آنکھ فرشِ راہ آج
جانے کس گل کو ہی سیرِ چمن کی آرزو

دفن ہون گلشن مین ای صیاد ہم بعدِ فنا
ہی فقط اتنی اسیرانِ چمن کی آرزو

بوسۂ رخسار مانگا تو لگا کہنے وہ شوخ
سے پہلے مُنہ نہوا دُو تو نکلے دہن کی آرزو

ایکدن بھولے سے جا نکلا جو سیرِ باغ کو
بوے گل مین بس گئی اوس گلبدن کی آرزو

آج زاہد بھی ہوے بدست پی پیکر شراب
خوب نکلی ساقیِ توبہ شکن کی آرزو

قدردانانِ سخن جتنے تھے وہ جاتے رہے
کیا کرین اب اے احد ہم کسبِ فن کی آرزو

ردیف ہای ہوز

دیکھتا ہی آج کل وہ شوخ اکثر آینہ
ہو رہا ہی وقت کا اپنے سکندر آینہ

خوب حیران صورتِ اصلی کو ہوتا دیکھکر
کاش لیجاتا لحد مین بھی سکندر آینہ

دیکھکر کے جلوہاے صانعِ روزِ ازل
ہو نکیون حیران بنکاے سکندر آینہ

نیک و بد کے واسطے مقصودِ خود بینی نہین
ہم ہین سمجھے اپنے دلکو اے سکندر آینہ

ہونگے انسان دیکھکر خود بین اگر ہوتی خبر
توڑ دیتا ہاتھ سے اپنے سکندر آینہ

دیکھتے ہین غور سے کیا آپ اب اسکی طرف
بادشاہِ وقت ہوا وہی سکندر آینہ

کاش ملجاتا تو کہدیتا یہی تونے کیون
کردیا خود بین بناکر اے سکندر آینہ

قبر مین اک آینہ رکھدیا تھا اسکی ضرور
دیکھ لیتا بعد مردن بھی سکندر آینہ

اسطرح اقلیم دل پر کب حکومت تھی بھلا
کر دیا ہمنے دکھا کر کے سکندر آینہ

رکھدیا ہوتا کسی نے تو لحد مین بعدِ مرگ
دیکھ لیتا چشم حسرت سے سکندر آینہ

ای بتو خود بینی پر اترانا یہ اچھا نہین
منگیا آخر بنا کر کے سکندر آینہ

تو وہ شاہنشاہِ ملکِ حُسن ہی ہوتا اگر
ہاتھ مین لیکر کے دکھلاتا سکندر آینہ

دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورت بعدِ مرگ
لیگیا ہوتا کفن مین گر سکندر آینہ

صورتِ خالق ہوا ہمین او ہمین صورت خلق کی
صورتِ دل ہو نہین سکتا سکندر آینہ

ای احمد رہتا ہی ہر دم روبروے روے یار
اندنون رکھتا ہی کیا بختِ سکندر آینہ

نیک ہو یا بد نہین ہی کینہ پرور آینہ
روبرو ہو کر کے کہدیتا ہی منہ پر آینہ

مہربان وہ گلبدن ہی اب تو تجھپر آینہ
دامنِ نظارہ مین بھرے گلِ تر آینہ

اس ادا سے تو نے دیکھا او فسونگر آینہ
رگیا ہی چشمِ شوقِ دیدہ بنکر آینہ

لیگیا تھا خط مرا وان پرتوِ رخسار سے
سبز نکلے آیا سایۂ بالِ کبوتر آینہ

یہ نہین ہی جلوۂ دلدار دل مین جلوہ گر
ہو گیا ہی پرتوِ رخ سے منور آینہ

انتہا بھی آخرش خونریزی کی ہی یا نہین
دیکھیے گا کب تک آخر بند شد پر مرا آئینہ

بے سبب زلف سیاہ یار چہرے پر نہین
دیکھنے کو آئی ہی زلف معنبر آئینہ

سخت گوئی سے ترا دل توڑتا ہی دل مرا
آئینے کو مارتا ہی دیکھو پتھر آئینہ

سینہ و رخسار و پیشانی نہ سمجھین اسکو آپ
ایک جا ہین مجتمع خورشید و اختر آئینہ

تو وہ ہی خورشید رو گر دیکھنے کا شوق ہو
آسمان سے مہر و مہ آ جائین بنکر آئینہ

بد نصیب ایسا ہو نہین چاہون جو آرایش کبھی
منہ چھپائے مجھسے خود پردین ہو کر آئینہ

یار کی آنکھون پھر تجھسے لڑی رہتی ہی آنکھ
لڑ رہا ہی آج کل تیرا اسقدر آئینہ

دیکھنے کو کسکو دیکھے کون اوسکی شان ہی
نرم عارض کو ترے دیکھے یہ پتھر آئینہ

سنگدل ہونا کسیکا لیکے دل اچھا نہین
آپ لیتے ہین تو لین اسکو سمجھکر آئینہ

بے ترود صورت اعمال کو سب دیکھلین
دل کا میرے گر بنا ئین اہل محشر آئینہ

سبزۂ خط یہ نہ سمجھو روے تابان کے ہی گرد
کر لیا ہی ایک طوطی نے مسخر آئینہ

وہ صفائی ہی بیانین میرے دیوانکو احمد
شاہد معنی کا سمجھینگے سخنور آئینہ

وصل مین ٹوٹے نہ لڑکر سینہ ہو گر آئینہ　　دل سے کھیچے گا ذرا پہلو بچا کر آئینہ

تیرے رخ کے آگے جب ہوتا ہی ششدر آئینہ　　دل چرا لیتا ہی کچھ پہلو بچا کر آئینہ

ناز سے دیکھا ہی کسنے آج رکھکر آئینہ　　بنگیا ہی دید کی صورت سراسر آئینہ

جسطرف رخ آپکا ہو اوسطرف ہوجائے یہ　　دل کا میرے گر بنے اے بندہ پرور آئینہ

ہاتھ سے اوسکے جواب خط جو بازو پر بندھا　　ہو گیا از خود ہی بازوے کبوتر آئینہ

سقف ہو دیوار ہو در ہو زمین صحن ہو　　کرتی ہی ہر شی کو وہ چشم فسونگر آئینہ

تونے دیکھا ہی نگاہ تیز سے جو اسکو آج　　کانپتا ہی رعب سے محفل مین تھر تھر آئینہ

دیکھکر کے جلوہ رخسار کو حیران ہو نہین　　ہو گیا ہی محو حیرت کیون سراسر آئینہ

ہو تمھارے روبرو منہ کے بھلا یہ منہ کہان　　لیکے منہ تو دیکھلے خورشید محشر آئینہ

دیکھتے ہی دیکھتے خود ہمنے خودبین کر دیا　　ورنہ کب رہتا تھا ہر دم پیش دلبر آئینہ

عشق کس آئینہ رو سے اسکو ہی حیران ہونیز　　جستجو مین پھر رہا ہی کسکی گھر گھر آئینہ

اسقدر خودبینی انسان کو نہ ہرگز چاہیے　　دیکھنا اچھا نہین ہر دم ستمگر آئینہ

جب نہوا وسمین صفائی صورت دلدار کی　　منہ کی کیون کھائے نہ پیش روے دلبر آئینہ

سبزۂ خط کا نمو ہی چہرۂ پرنور پر
اب تو طوطی دیکھے گا اے بندہ پرور آئینہ

کچھ زمانہ ہی عجب جو ملنے والے اپنے ہین
زنگ ہین یہ پیٹھ پیچھے اور منہ پر آئینہ

رشک سے ابسات کے یہ ہو مقابل مین نہون
کر رہا ہی ای پری رو کار خنجر آئینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہمین
عکس ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آئینہ

دیکھکر کے آئینہ کہنے لگے دیکھو احد
ٹوٹتا ہی کیا مزے اوپر ہی اوپر آئینہ

دیکھلے او گلبدن تیرا دہن گر آئینہ
صورت غنچہ ابھی مٹھی مین لے زر آئینہ

دل سے میرے آپ رنجش کا اگر پوچھین سبب
تو کدورت روبرو ہو جائے بنکر آئینہ

صاف طینت وہ ہین گر آئے کدورت بھی یہان
بنکے جائے ایک دم مین یا نسے جوہر آئینہ

تو وہ مست ناز ہی مے پینے کی خواہش ہو گر
ہاتھ مین بنجائے تیرے آپ ساغر آئینہ

دیکھکر کے عکس ابرو آئینے مین کہتے ہین
خوب باندھی تو نے شمشیر دو پیکر آئینہ

تو وہ بحر حسن ہی کہتی ہین موج زلف کی
آگئی گر لہر دکھلا دینگے جوہر آئینہ

تو وہ مست ناز ہی رکھدے کہین گر ناز سے
شیشہ بنجائے ابھی دست سبو پر آئینہ

کھنے سے میرے اونکے دلمین آیا ہی غبار
گرد دامانِ نگہ سے ہی مکدر آئینہ

عشق ہی مجکو جو اوسکے سینہ شفاف سے
خواب مین مین دیکھتا رہتا ہون شب بھر آئینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہو نیز
عکس ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آئینہ

اس صفائی بیان پر کیون نہ سمجھین اے احمد
صفحہ دیوان کو میرے ہر سخنور آئینہ

تھی دلمین جو یاد ابروِ خمدار ہمیشہ
پہلو مین چلا کی مرے تلوار ہمیشہ

خون ریزی پہ قاتل کی جو مائل تھی طبیعت
باندھے رہا طفلی مین بھی تلوار ہمیشہ

گردن نہین یہ سنگ فسان ہی جو لگائے
قاتل رہے پھر تیز یہ تلوار ہمیشہ

ابرو کا تصور کبھی جاتا نہین مجسے
رکھتا ہون میں دلمین تری تلوار ہمیشہ

حسرت نہ دہ وہ ہون جو کہین قتل کریگا
منہ تکتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

تیغِ نگہِ ناز سے کشتہ نہ ہوا مین
رک رک گئی چل چل کے یہ تلوار ہمیشہ

وہ گرم طبیعت ہون کیا قتل جو قاتل
خون تھوکے گی منہ سے تری تلوار ہمیشہ

ابرو کو بنا کر ترے صانع نے کہا خود
خون کرتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہی کہ دمِ قتل عزیزو
منہ پھیر لیا کرتی ہی تلوار ہمیشہ

مٹی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل
بس خاک ہی چاٹا کی یہ تلوار ہمیشہ

وہ گریان ہون مقتل مین اگر قتل کرے گا
خون رویگی قاتل تری تلوار ہمیشہ

کیا جانیے کیا ہی کہ گلوے رگِ جان سے
رکھتی ہی لگاوٹ تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہی کہ نہین قتل جو ہوتا
کھا جاتی ہی منہ کی تری تلوار ہمیشہ

خون گرم رگِ جان کا بہت ہی مری قاتل
ڈر ہی کہ نہ تڑپے کہین تلوار ہمیشہ

انداز سپاہانہ جو مرغوب ہی اونکو
باندھے ہوے رہتے ہین وہ تلوار ہمیشہ

ویران جہان کرکے فقط گنج شہیدان
آباد کریگی تری تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے یہ شرمندہ ہوئی ہی
سر نیچے کیے رہتی ہی تلوار ہمیشہ

قاتل ہی مرے مردم دیدہ کی یہ خواہش
آنکھون مین رہے آگے یہ تلوار ہمیشہ

حسرت رہی مجکو نہ کیا اسنے کبھی قتل
غیرون پہ رہی تیز یہ تلوار ہمیشہ

جسپر پڑی وہ ملک عدم کو ہوا راہی
ہی برقِ اجل آپکی تلوار ہمیشہ

چڑھ جاتا ہی مقتل مین دمِ قتل اسکا بھی دم
چلتی ہی جو رک رک کے یہ تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے نا حق کے ملا پھل یہی قاتل
مقتل مین پشیمان رہی تلوار ہمیشہ

مقتل مین جو مین دیکھتا ہون چلتی ہی قاتل
رفتار بدل کر تری تلوار ہمیشہ

مقتول وفا پیشہ تھا الفت کا ہماری
دم بھرتی ہی قاتل تری تلوار ہمیشہ

قاتل کے نہین ہاتھ مین ہی دست اجل مین
قبضے مین قضا کے ہی یہ تلوار ہمیشہ

وہ سیف زبان ہو نہین کم میدان سخن مین
چلتی ہی احد اپنی یہ تلوار ہمیشہ

وہ کشتۂ احد ہون کہ عوض خون کے قاتل
تربت پہ چڑھا جاتے ہین تلوار ہمیشہ

پردے مین رہا جلوۂ رخسار ہمیشہ
جان لیتی رہی حسرت دیدار ہمیشہ

اسود سے جاہ حرم سے ہے منور
کعبہ اسے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ

ایما سے رخ صاف یہ ہی خال کی جانب
کافر اسے سمجھا کرین دیندار ہمیشہ

منہ دیکھنے کہتا ہون تو کہتے ہین وہ ہنسکر
ملتی نہین یون دولت دیدار ہمیشہ

اللہ کرے حسن زیادہ ہو تمھارا
باقی رہے یہ گرمی بازار ہمیشہ

وہ غیرت یوسف تو ہی بازار جہان مین
سو بکتے ہین ترے ہاتھ خریدار ہمیشہ

ہو حسن ترا رونقِ بازار کبھی گر
سو جان سے یوسف ہے خریدار ہمیشہ

اس خرمن ہستی کے جلانے کو ہمارے
بجلی ہی رہی ہے نگہ یار ہمیشہ

اللہ ری تاثیرِ نظر تا دم مردن
آنکھون مین پھرا کی نگہ یار ہمیشہ

حالت ہوئی افتادگی مین ضعف سے ایسی
سمجھا کیے وہ سایۂ دیوار ہمیشہ

عالم مین جدھر دیکھو بس اک فتنۂ محشر
کرتی ہے بپا آپکی رفتار ہمیشہ

پانوٗن مین جو ملنے کا حنا کے تھا اونھین شوق
خون کرتی رہی شوخی رفتار ہمیشہ

عالم مین بپا شور نہ کیونکر ہو مریجان
ہے فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ

آمد کی خبر او گلِ رعنا تری سنکر
آغوشِ تمنا رہا گلزار ہمیشہ

اللہ ری وحشت مین مری دست درازی
پھٹ پھٹ گئے ہین دامنِ کہسار ہمیشہ

دنیا مین جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے
ہین خاکنشین سایۂ دیوار ہمیشہ

سرمے کا نہ دُنبالہ ہو کیون آنکھون کو اونکی
رکھتے ہین عصا مردمِ بیمار ہمیشہ

معشوق احمد خوبی قسمت سے جو دیکھو
ملتے ہی رہے مجکو ستمگار ہمیشہ

ہی فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ
دل لیتی ہی پازیب کی جھنکار ہمیشہ

دیکھو تو ذرا خفتگی بخت دم وصل
سو جاتے ہین یہ دیدۂ بیدار ہمیشہ

جو کوئی گیا بادشہ وقت ہوا وہ
ہی ظلّ ہما سایۂ دیوار ہمیشہ

سونگھا نہ کبھی ہڈی کو آکر مری اوسنے
نفرت ہی رہا کرتا سگ یار ہمیشہ

نالے یونہین کرتے ہین ترے عاشق کامل
کہتی ہی یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ

وہ وحشی ہون فرقت مین جو روتا ہون تو منہ کو
رکھ لیتا ہون مین دامن کہسار ہمیشہ

تربت ہو مری قصر کے نیچے ترے اوسجا
جس جا پہ رہے سایۂ دیوار ہمیشہ

وحشت زدہ وہ تھا مین کہ بھاگا کیا مجھسے
وحشی کی طرح سایۂ دیوار ہمیشہ

ملجائے کہین مجکو تو یہ پوچھون مین اوس سے
رہتا ہی کہان او بت عیار ہمیشہ

ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہین نہ کہنا
ایذا مین رہے او بت عیار ہمیشہ

تا عمر رہا سلسلۂ حسن پرستی
ڈھونڈھا کیے معشوق طرحدار ہمیشہ

کچھ فرق نہین حاضر و غائب مین سمجھتا
ہی پیش نظر صورت دلدار ہمیشہ

ہو وصل کی شب بوسۂ لب دیجیے مجکو
للہ نہ یون کیجیے انکار ہمیشہ

کس منہ سے زبانسے ہین کرون شکوۂ بیداد
پہلو مین دل اونکا ہو طرفدار ہمیشہ

پتھرا گئین یان روتے ہی روتے مری آنکھین
لیکن رہا پتھر ہی دل یار ہمیشہ

ہم نیک کرین جان جہان یا کہ کرین بد
پر آپ کے آگے ہین گنہگار ہمیشہ

ہی آسرا یان اور وہان آپھی کا حضرت
چھوڑیگا نہ دامن یہ گنہگار ہمیشہ

فرمایا کہ دیکھ آؤ احد کو کوئی جاکر
سنتا ہون کہ رہتے ہین وہ بیمار ہمیشہ

حسرتِ دنیا رہی دنیا کے ساتھ
ہم ہوئے اعمال اور عقبا کے ساتھ

مہر ہو یا ظلم ہو شکوہ نہین
جاکے بھی ہین ساتھ اوس بیجا کے ساتھ

گھر مین وہ اپنے گئے یان رہ گئی
آرزوے دید نقش پا کے ساتھ

جب کہا لینگے بلاے زلف کو
بولے بکجاؤگے اس سودا کے ساتھ

اسقدر رویا فراقِ یار مین
بہ چلے آنسو مرے دریا کے ساتھ

بل نہین پڑتا ذرا اوس مین کبھی
کام ہوتا ہی جو کچھ شورا کے ساتھ

زلف کا لینا نہ سمجھو سہل ہی
جان بکجاتی ہی اس سودا کے ساتھ

جب نہ ساتھ اوس بت کے ہین کچھ چل سکا
رہگیا بس چھٹ کے نقشِ پا کے ساتھ

دل ہر اک سبزہ لیے لیتا ہی آج
یہ خدا کا فیض ہی صحرا کے ساتھ

تم نہ سر بک بک پھرا اُو واعظو
جان جائیگی بتِ ترسا کے ساتھ

چھوڑ ا تب سے ماہ کا بھی دیکھنا
عشق ہی جب سے رخِ زیبا کے ساتھ

ہی ابھی نامِ خدا نادان مگر
دانا بنجاتا ہی وہ دانا کے ساتھ

چھوڑ کر کعبے کو بس اب ای احد
چلیے بتخانے بتِ ترسا کے ساتھ

قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہی تمنے نیمچہ
کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہی تمنے نیمچہ

ابرُوِ خمدار کو دکھلا کے وہ کہتے ہین آج
اسطرح کا بھی کہین دیکھا ہی تمنے نیمچہ

قتل کر ڈالو جسے چاہو نگاہِ ناز سے
پایا او ابرو کمان اچھا ہی تمنے نیمچہ

دیکھتے ہی سوت کو بھی موت آخر آگئی
کس ادا سے یار یہ باندھا ہی تمنے نیمچہ

قتل کس مجرم کا ہی آج پھر مدِّ نظر
سچ کہو کسکے لیے باندھا ہی تمنے نیمچہ

یہ اشارا ہی گلے کو کاٹکر مرجائیے
خط کے بدلے اسلیے بھیجا ہی تمنے نیمچہ

کسقدر چھوٹی سمجھ ہی صدقے مین اس فہم کے　تیغ ابرو کو احمد سمجھا ہی تینے نیچہ

ردیف یای تحتانی

صدا ہی دردناک ایسی ہمارے شور و شیون کی　بیانِ دوست کیا چھاتی پھٹی جاتی ہی دشمن کی

عیان ہو دیسے گر ہووے تجلی روے روشن کی　نگاہِ دید مین صورت کھنچے بیساختہ پن کی

غضب کرتی ہی یہ اولٹی شکایت شوخ پرفن کی　نکی اکبات بھی ای مشفق من آپنے من کی

مری تربت پر آکر بولے کس بیدل کی تربت ہی　اوداسی چھا رہی ہی روشنی پر شمع مدفن کی

نہین ہوجا از روزن جھجک اوٹھتے ہین وہ از خود　کچین در پردہ اونکے چٹکیان لیتی ہین جو بن کی

کسیکی حسرتِ دل دیکھیے اب یون نکلتی ہی　یہ فرماتے ہین سن سنکر صدا اوہ شور و شیون کی

تو وہ گل ہی اگر گلشن مین بھولے سے قدم رکھے　بہارِ خلد آئے ناز برداری کو گلشن کی

جہانتک بدزبانی وہ کرین شکوہ نہین اسکا　وہ خود مجبور ہین جاتی نہین عادت لڑکپن کی

گلے مین لیکے انگڑائی وہ باہین ڈالدیتے ہین　زیادہ عمر یارب اور ہو بیساختہ پن کی

پیامِ مرگ جسکو دیکھے تو اوسکو نہ کیون آئے　قضا کے واسطے خلقت ہوئی ہی تیری چتون کی

جو تو دکھلاکے آنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب　نگاہِ یاس ہین سون کھینچی تصویر چتون کی

مین وہ دیوانہ ہون پا مین بہار آنے نہین پاتی
بنا کر ڈالدیجاتی ہی اک زنجیر سوسن کی

یہ جذبِ عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بولے
خدارا اب نہ غمزہ سے کبھیے کہدیجیے من کی

سوالِ بوسہ پر جھنجلاکے جو آتا ہی کہتے ہین
ابھی تا رم خدا خو بھی نہین چھٹی لڑکپن کی

اسی سے مرنے والے اونکے جی اوٹھتے ہین حیرت ہی
یہ روحِ مردگان ہی یا ہوا یارب ہی دامن کی

جو مرجاتے ہین ٹھوکر سے جلا دیتی ہی یہ اونکو
دمِ اعجاز رکھتی ہی ہوا کیا تیرے دامن کی

کبھی بل بے یہ ہی شانے سے بل اسکا نہین جاتا
تمھاری زلف جب دیکھو لیا کرتی ہی الجھن کی

وہ بولے آکے بتلاؤ احد یہ ماجرا کیا ہی
کہ جیسے آمد آمد ہو کسیکے گھر مین دولہن کی

بھلا طبع رسا کیا باندھ لائے خاک مضمون کو
زمین شعر ہی جب ہمنہ لینے اے احد من کی

احد بزم سخن مین فیض آتش سے جو جاتے ہین
دکھا دیتے ہین اکثر روشنی ہم طبع روشن کی

سحر کو گھر مین تیرے روشنی سے روے روشن کی
سراپا مطلعِ خورشید کی صورت ہی روزن کی

جہان مین کیون بھلا شہرت نہو اوس جلوہ افگن کی
بیاضِ صبحِ محشر ہی تجلی روے روشن کی

بر آئیگی تمنا یا رہیگی من ہی مین من کی
نگہ دیکھین ادھر پھرتی ہی کب تک تیری چتون کی

تجلی بخش دلمین تشکل ہی اوس جلوہ افگن کی
عجب ہے خانۂ کعبہ مین ہمیشہ شمع روشن کی

تہِ خنجر سسکنے کی حسرت دلمین ہی قاتل
ازل سے ہچکیان لیتی ہی رگ تک اپنی گردن کی

لبِ گورِ فریدون سے صدا آتی ہی کا نومین
لحد مین دھجیان اوڑتی ہین کیا پیراہن تن کی

دمِ آخر ہوئی حاصل ندامت سخت جانی سے
کٹی شمشیرِ قاتل سے نہ رگ جب اپنی گردن کی

برنگِ حضرتِ موسی مجھے آتا ہی غش اس سے
تجلی طور کی ہی کیا تجلی روے روشن کی

حرم مین چشمِ بد دور آہوین زخمی تڑپتے ہین
نگہ دیکھو تو آہو کُش ہی کیا اوس صید افگن کی

تمھارے روے انور پر نہین عالم یہ بینی کا
چراغِ طور نے پائی ہی ہتی صبحِ روشن کی

غبارِ دامنِ وحشت تمنا بعد مردن ہون
کریگی جستجو سرگشتہ کیا کیا شوخِ پرفن کی

رقیب اونکو اودھائے پھرتا ہی سیرِ گلستانکو
نصیبِ دوستان انسوزدن بن آئی ہی دشمن کی

جدھر دیکھو صفین باندھے کھڑے آہوین صحرا مین
نہین معلوم آمد آج ہی کس صید افگن کی

مقامِ نیستی عبرت کی جا ہی ہوشیارونکو
خبر بعدِ فنا ہوتی نہین آسایشِ تن کی

وہ بلبل ہون چمن سے جب کبھی مین روٹھکر نکلا
منانے کے لیے میرے بہار آئی ہی گلشن کی

ہمارے خرمنِ ہستی پر اک بجلی گری آخر
دمِ گریہ جو یاد آئی ہنسی اوس شوخِ پرفن کی

بناوٹ تک تصدق آپ کی اس سادگی پر ہی
تکلف بھی بلائیں لیتا ہی بیساختہ پن کی

پسِ مردن لپٹ کر خاک سے یہ روح کہتی ہی
غضب کی خانہ بربادی ہوئی ہی خانۂ تن کی

کہا لوگون نے دیوانے احمد بھی ہین تو فرمایا
حقیقت مین اگر مجنون ہین تو لین راہ بھی بن کی

احمد وہ رحم دل ہی عزیزین کو کرِ دوستان کیا ہی
گوارا قلب کو ہوتی نہین تکلیف دشمن کی

دیکھتے ہین پیار مین جب مجکو کچاتے ہوے
ڈالدیتے ہین گلے مین ہاتھ شرماتے ہوے

دیکھکر مدت سے مجکو رنج و غم کھاتے ہوے
نالہاے دل بھی نکلے دلین پچتاتے ہوے

بڑھکے ہشیاری سے غفلت مین مزا حاصل ہوا
جی چُراتا ہون مین اپنے مین بھی آتے ہوے

اسقدر میری طرف سے بدگمانی ہی اونھین
خواب مین بھی وہ جھجکتے ہین یہان آتے ہوے

دل ہوا مجروح جان پر بنگئی دم چڑھ گیا
او نگاہِ ناز یہ سفاکیان آتے ہوے

ای جنون لیچل مجھے خارِ مغیلان کی طرف
ایک مدت ہوگئی تلوون کو سہلاتے ہوے

بالے آخر کیون تہ و بالا کیا کرتے ہو تم
بجلیان کانون کی کیون چلتے ہو تڑپاتے ہوے

خواب مین وہ دیکھتے ہین جب مری بیباکیان
مُنہ دوپٹے سے چھپا لیتے ہین شرماتے ہوے

ہم تو زندان محبت کو ہم رہتے ہیں سالہا زندان
عمر گذری کہ نکلتی نہیں یہ بیڑیاں جاتے ہوئے

اٹھ گیا ستم ظلم بھی ہی آخر ای جانِ جہان
ایک مدت ہوگئی پر ستم اوٹھاتے ہوئے

مر گیا ای غالبِ خستہ ہمارے مرجا
صبح ہی اونکو پاس تک ہوگئی آتے ہوئے

دل نہ باز آیا سرِ زلفِ بتان سے ای احمد
ایک مدت ہوگئی ہی اسکو سمجھاتے ہوئے

اسقدر آلودہ عصیان ہوا ہون ای احمد
پاس آئینگے فرشتے سر سے شرماتے ہوئے

رخِ تابان سے نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے
جلوۂ عارضِ پر نور دکھاتے چلیے

باغ مین چلیے رقیبون کو رلاتے چلیے
غنچۂ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے

تا شہادت کی نہ جانباز و مین حسرت رہجائے
تیغ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے

آپ چلتے ہین مرے گھر مین زہے بخت مگر
کوئی پتا بھی رقیبون کو بتاتے چلیے

مجکو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے
قصۂ درد و الم اپنا سناتے چلیے

آپ سے کرتے ہین اغیار تمسخر بیجا
گالیان اونکو بھی دو چار سناتے چلیے

اب ہوا جاتا ہی پامال زمانہ صاحب
نازسے یون نہ قدم اپنا اٹھاتے چلیے

گر مسیحائے زمان آپ ہوے ہین صاحب
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے چلیے

رونق افروز مرے گھر ہو جو آئے ہو ادھر
بخت خوابیدہ کو میرے بھی جگاتے چلیے

جب کبھی مین ترے کوچے کی طرف جاتا ہون
دل یہ کہتا ہی ذرا پانون اوٹھاتے چلیے

بوسۂ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلے
تھوڑی باتون پہ نہ یون آنکھ چراتے چلیے

آئے وہ میری عیادت کو لگا کہنے یہ ناز
دیکھ لینا کبھی پھر بھی ادھر آتے چلیے

باغ مین آئے ہو دکھلا کے بہار عارض
گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہی چکاتے چلیے

یہ اشارہ ہی نزاکت سے بوقت رفتار
ہاتھ بازو مین ذرا آپ لگاتے چلیے

ضعف سے منزل ہستی پہ پڑے ہین کبسے
قافلہ والو ہمین بھی تو اوٹھاتے چلیے

آئے ہو قبر پہ عاشق کی تو لازم ہی تمھین
اپنے سر کی کوئی چادر بھی چڑھاتے چلیے

بیٹھے محفل مین ہین جی مین یہی ہی اونکے
دل جو ملجائے کسیکا تو چراتے چلیے

فرقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا
ہڈیان بھی سگ جانانکو کھلاتے چلیے

نیکوابت مرینگے یہ ادا پر عاشق
لب لعلین کو نہ دانتونسے دباتے چلیے

چشم بد دور نظر اونکو نہ لگ جائے کہین
باغ مین آنکھ نہ نرگس کو دکھاتے چلیے

نازاونسے یہی کہتا ہی بوقتِ رفتار
چال وہ چلیے کہ نظرونمین سماتے چلیے

مرگیا حسرت پامالی ابھی باقی ہی
میری تربت کو ذرا آپ مٹاتے چلیے

خاکِ پاکو یہی جی مین ہی اوٹھاکر اونکی
سرمے کی طرح سے آنکھونمین لگاتے چلیے

دشتِ غربت سے پھر آنا جو سمجھتے ہو محال
تو ذرا یار سے بستر بھی اوٹھاتے چلیے

خوش ہوے راہ مین وہ مجھسے تو بولے ہنسکر
اپنے سینے سے احد مجھکو لگاتے چلیے

چاہنے سے کہا مین نے تو بھلا ملتا ہی
کہا مین تو نہین سنتا ہون خدا ملتا ہی

مسکراؤ کبھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو
انھین باتونمین تو ملنے کا مزا ملتا ہی

راہ مین بوسۂ لب مانگا تو بولے ہنسکر
مال ایسا کہین رستے مین پڑا ملتا ہی

مسکرا کرکے دکھاتے ہین وہ آنکھین ہمکو
اس بگڑنے مین تو بننے کا مزا ملتا ہی

منہ چھپا لیتے ہو تو صاف مین مرجاتا ہون
منہ دکھا دیتے ہو جینے کا مزا ملتا ہی

بات کچھ بھی نہوئی یار جو خدمت سے ملا
بندگی کرنے سے بندون کو خدا ملتا ہی

مجھکو دیکھا جو دعا مانگتے مسجد مین کبھی
ہنسکے کہنے لگے بتلاؤ تو کیا ملتا ہی

... دیکھ یہ بولے ہنسکر
خوش جو مالک ہو تو مانگے سے سوا ملتا ہی

... عدم مین کہین ڈھونڈینگے سنتے ہین وہان
گھر یار کا عنقا سے پتا ملتا ہی

... ئی جاتا ہی یان سے طرفِ ملکِ عدم
نہ نشان ملتا ہی اوسکا نہ پتا ملتا ہی

... نظارہ اوٹھا ئین ترے عاشق کیونکر
آنکھ ملتی ہی تو پیغام قضا ملتا ہی

... ندنی رات مین چھپ چھپکے تو اکثر ہمسے
سچ بتا کس سے تو ای ماہ لقا ملتا ہی

... مجھسے جو پریشان تو او لجھکر بولے
جو کوئی ملتا ہی گیسو مین پھنسا ملتا ہی

او نکو لپٹا کے جو بوسہ لب شیرین کا لیا
بولے ان باتون سے کیونکر تمھین کیا ملتا ہی

مرگیا عاشقِ دلگیر ہوا قصہ تمام
دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہی

خونِ دل پیتے ہین پانی کی جگہہ ہم جو مدام
غم غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہی

بوے گیسو سے پریشان جو کرتی ہی تو دل
تجکو ان باتون سے کیا بادِ صبا ملتا ہی

حسن عارض مین خطِ سبز ہی اونکا ملفوف
خط کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہی

ترے گیسو مین پھنسا تھا نہین معلوم یہ کیا
دلِ ناداں مرا پابندِ بلا ملتا ہی

حال کچھ اپنا کہینگے یہ بتادے ہمسے
میرا گلرو کبھی تجھے بادِ صبا ملتا ہی

مجکو ہر حال مین خوش پاکے یہ بولے ہنسکر
یہ مرا بندہ ہی مجسے برضا ملتا ہی

زلف کو چہرے پہ وہ چھوڑکے بولے ہنسکر
ابر مین چاند ہی نظر و نہین چھپا ملتا ہی

غم غلط اپنا کیا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے
شعر گوئی مین بھی اک لطف نیا ملتا ہی

آج بنکر کے بگڑنے کا ارادہ کیا ہی
نوعروسون سے کچھ انداز حیا ملتا ہی

پاس وہ جاکے رقیبون کے نہ بیٹھینگے احد
سایۂ جغد سے کب ظلِّ ہما ملتا ہی

کیسکو ہو نہ یا رب الفت اوس گیسوے پیچان کی
نہین رہتی ہی باقی عشق مین توقیر انسان کی

عجب رنگت ہی دیکھو تو لب گلرنگ جانان کی
اوڑی رہتی ہی سرخی اندنون لعلِ بدخشان کی

نہ پوچھو اندنون حالت مریضِ دردِ ہجران کی
جدائی دمبدم اب ہو رہی ہی جسم سے جان کی

کوئی پوچھے تو جاکر اونسے کیا جی ہی کے خواہان ہین
خبر لیتے نہین آکر جواب بھی وہ مری جان کی

نکیرین آئینگے مرقد مین تو دیوانہ کرونگا
لیے آئے ہین اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی

تلاشِ یار مین ہم کھو گئے ہین آپ ہی ایسے
خبر دلکی نہ جانکو ہی نہ کچھ ہی دلکو بھی جان کی

کھلے جاتے ہین خود مجموعۂ خاطر کے شیرازے
خبر لائی ہی کیا بادِ صبا زلفِ پریشان کی

اٹھ بیٹھا اٹھائے مصحفِ رخ کی یہ الفت کا
خدا کی شان ہی کافر قسم کھاتے ہین قرآن کی

ترقی اور ہوتی ہی مری وحشت مزاجی کو
صدا آتی ہی جسدم کانمین مرغِ خوش الحان کی

عبث نشتر سے چھیڑا نے مسے عضوِ ظاہر کو
تجھے نصّا دلینی فصد تھی میری رگِ جان کی

ہر اک عضوِ بدنے انکے بوسے عشق آتی ہی
اسیرانِ چمن مین بات باقی ہی گلستان کی

یقین آئے نہ تمکو گر مری وحشت مزاجی کا
حقیقت پوچھ لو دستِ جنوں سے جیب و دامان کی

یوہین فرقت مین رو رو کر زلیخا صاف کہتی تھی
گئے کیا قید مین یوسف کھلی تقدیر زندان کی

بھلا ہم پوچھتے ہین تمسے یہ کیسے مسیحا ہو
خبر لیتے نہین اب بھی جو تم بیمارِ ہجران کی

بوقتِ نزع وہ تشریف لاکر جاتے ہین لیکن
نہ نکلی ہے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی

جو آنا ہو تو آجا ورنہ مہمان ہی کوئی دم کا
ستمگر اب یہ ہی حالت ترے بیمارِ ہجران کی

تجھے منظور گر ہی قتل عالم کا تو ای قاتل
جگہ تجویز کرلے پہلے ہی گنجِ شہیدان کی

خدا کے واسطے باتین شریعت کی نکر زاہد
محبت مین نہین ہی یاد کچھ بھی دین و ایمان کی

وہ کہتے ہین یہ کسکی زلف کے ہو چاہنے والے
بنائے بیٹھے ہو صورت جو تم صورت پریشان کی

تماشا دیکھنا ہی تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر
نکلتی کسطرح ہی جان ترے بیمارِ ہجران کی

کسیلئے گیسوئے شبگون کے ہونگے چاہنے والے
یہی تعبیر ہی شاید مرے خواب پریشان کی

نہو مضطر احد شب کو تمہارے پاس آئینگے
قسم کہا کر کے جاتے ہین تمہارے چشم گریان کی

اللہ خبر لے مرے دل اور جگر کی
قاتل تری آنکھین ہین دہائی ہی نظر کی

کچھ راز نہین کھلتا چڑھائی ہی کدھر کی
بگڑی ہوئی چتون نظر آتی ہی نظر کی

قسمت کھلی آئے وہ اگر دیدۂ تر کی
آنکھون مین جگہ رکھتے ہین اوس نور نظر کی

بیطرح مزاج آپکی آنکھون کا ہی بگڑا
کسنے نگہ گرم سے آنکھون پہ نظر کی

تکتے ہین وہ پہلو کو تو کہتا ہی مرا دل
اللہ بچائے مجھے برچھی سے نظر کی

جلوے کو ترے دیکھکے جب سے کہ ہی آئی
حالت تری ایجان ہی آنکھون مین نظر کی

چلمن کے پس پشت یہ سنتا ہون مین اکثر
کہتی ہی قضا بھی کہ دہائی ہی نظر کی

وہ غمزدہ اس بزم جہان مین ہون مین ایجان
گریان ہوا جسنے مری حالت پہ نظر کی

پوچھا نہ کبھی حال دل عاشق محزون
اک روز بھی تمنے نہ عنایت سے نظر کی

برباد کیا عشق مین قسمت نے پھنساکر
کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہی نظر کی

کہتے ہوئے محشر مین لحد سے یہ اوٹھینگے
مارا تری آنکھون نے دوہائی ہے نظر کی

مجروح ہین پریان ہون ملایک ہون کہ انسان
کس کس کے ہے سینے مین جگہ تیری نظر کی

اسد رے تیری نگہ ناز کی تاثیر
بجلی گری جس سمت کو بھولے سے نظر کی

جز سوز نہین شعلہ رخون سے ہمین حاصل
پروانہ پہ کب شمع نے الفت سے نظر کی

پایا نہ شگفتہ گل رخسار سا ایجان
گلشن مین جو پھولون پہ کبھی جاکے نظر کی

رکھتے ہین جگہ تیرے لیے مردم دیدہ
جسطرح جگہ آنکھونمین رکھتے ہین نظر کی

میت پہ مری آکے قضا کہتی ہے مجھسے
یہ کارروائی تو ادا کی ہے نظر کی

تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے
لو چاہیے کیا اور بن آئی ہے نظر کی

کس قہر کی چتون ہے بس اسد بچائے
مارا اوسے بے موت جدھر تو نے نظر کی

تصویر کو آنکھون سے لگا لیتے ہین تیری
آنکھونمین کی پاتے ہین جب غور نظر کی

بجلی کیطرح رہتا ہے بیتاب مرا دل
کس نے نگہ ناز سے پہلو پہ نظر کی

جیسے کہ تو او گل چمن دہر مین آیا
بلبل نے کبھی گل پہ نہ بھولے سے نظر کی

تیغ نگہ ناز نے کشتہ کیا سبکو
عالم مین جدھر دیکھو دوہائی ہے نظر کی

پامال ہوا کوچۂ کاکل میں مراد ل
تمنے کبھی بھولے سے بھی اسپر نہ نظر کی

جیتے رہے اب تک نہ مرے بچ گئے کیونکر
در پردہ یہی مجھسے شکایت ہی نظر کی

جب صانع قدرت نے ترا نقشہ بنایا
حسرت نے اوسے دیکھا حسرت سے نظر کی

پوچھا بھی کبھی حال دل عاشق محزون
تمنے کبھی بیتابی دلپر بھی نظر کی

بے حسید کیے دل نہ حرم والوں کا چھوڑا
اللہ ری رسائی بت کافر کی نظر کی

مارا اوسے بے موت تمنا کو کیا بام
تونے جدھر او ترک ستمگر نظر کی

دنیا کے مرقع میں جو پایا تجھے یکتا
تو دیدۂ حیرت نے بھی حیرت سے نظر کی

دل کو کیا بیتاب مرے یا کہ جگر کو
احسان ہمان سب یہ عنایت ہی نظر کی

مرنے پہ جو جی جانے کا دھڑکا تھا اوسے کچھ
قاتل نے پس مرگ بھی مڑ مڑکے نظر کی

ادراک معانی بھی سخن سنج ہیں رکھتے
ہم دیکھتے ہیں آج نظر اہل نظر کی

تحسین ہی نا فہم کی کب لائق تحسین
تحسین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر احمد فیض سے فیاض سخن کے
تا حیز امکان رسائی ہو نظر کی

پھر کوچہ کاکل مین سمانے نظر کی
مٹی نہو برباد کہین باد سحر کی

مت پوچھو کہ کیونکر شب فرقت مین بسر کی
شبنم کی طرح ہمنے بھی رو رو کے سحر کی

کہتا ہون جو مجھسے تو فرماتے ہین جاؤ
کہتا ہو کہین شب کی تو وہ کہتے ہین سحر کی

کچھ حال کہون اس سے تو کیا خاک کہو نیر
سنتا ہون کہ سنتے نہین کچھ باد سحر کی

دکھلا کے رخ و زلف یہ فرماتے ہین مجھسے
یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کی

کھو کر کے جوانی کو یہ پیری مین بھی غفلت
شب کا ہو نہین خواب یہ ہی نیند سحر کی

کہتا ہون شب وصل یہ گھبرا کے مین ہردم
آواز سنائے نہ خدا مرغ سحر کی

خود بھی جلی پروانے کو بھی تونے جلایا
کیا بات ہی اے شمع جو یون تونے سحر کی

بالونمین چھپا کر رخ روشن کو یہ بولے
صورت ہی چھپی رات کے گھونگٹ مین سحر کی

خوشبو ترے گیسو کی اوڑا لائی یہانتک
ہو عمر فزون اور خدا باد سحر کی

در پردہ شب وصل اسے مجھسے تھی رنجش
بیوقت مؤذن نے اذان دی جو سحر کی

اللہ رے غرور اوسنے کبھی یہ بھی نہ پوچھا
بیمار شب ہجر نے کس طرح سحر کی

او شمع جلانا نہ تھا غم کرنا اگر تھا
ماتم مین جو پروانے کے رو رو کے سحر کی

برباد ہوئی کوچے سے اوس گل کے مری خاک
غارت کہین مٹی ہو خدا باد سحر کی

کس شوخ نے روزن سے سحر ہوتے ہی جھانکا
پیدا ہو تجلی جو قیامت کی سحر کی

سجدہ کرینگے صبح کو پیش رخ جانان
کعبے مین نماز اہتو ادا ہو گی سحر کی

کہتا ہوئے عشق سے یہ حسن کسی کا
پروانے سے رخصت ہو بس اب شمع سحر کی

ہنستے ہوے اوس گل کو ضرو اپنے ہی دیکھا
بجلی کی سی جو چال ہو اب دسحر کی

کیا قہر گلے ملکے تھا فرمانا کہ جاؤ
آواز احد آتی ہو اب مرغ سحر کی

فرقت مین دعا ہو مرے دل اور جگر کی
آئے نہ طبیعت کسی انسان پہ بشر کی

آنکھونسے لگاتا ہون تو کہتی ہو یہ تصویر
دیکھو تو یہ تصویر ہو تصویر بشر کی

لازم ہو بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
عاشق جو بشر پہ ہو تو شامت ہو بشر کی

پہلے تو فقط نام تھا انسان مین ہمارا
حق تو یہ ہو انسان بنے الفت مین بشر کی

ملتے نہین گر وہ تو شکایت نہین اسکی
خلقت تو جدا گانہ ہو ہر ایک بشر کی

الفت سے جو دیکھا اونھین تو بولے کہ دیکھو
جاتی ہو انھین باتونمین بس جان بشر کی

ناصح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہو اب کیا
آئی جدھر آئی یہ طبیعت ہی بشر کی

ہی مصلحت وقت ہر اک کام مین تیرے
منہ کھولے کسی بات مین طاقت ہو بشر کی

گھبرانے سے ہوتا ہو بھلا کیا دل مضطر
ہوتا ہی وہی جو کہ ہو قسمت مین بشر کی

لازم ہی حسینون کو ستمگار بھی ہونا
الفت جو کرے انسے حماقت ہی بشر کی

ہم تڑپے یہان اور مزے لوٹے کوئی وان
قسمت بھی جداگانہ ہی ہر ایک بشر کی

ملکر کے گلے وصل مین فرمانے لگے وہ
بڑھ جاتی ہی آخر کو محبت یہی بشر کی

انسان کو لازم ہی نہو عاشق انسان
الفت مین نہین رہتی ہی توقیر بشر کی

تا عرش گئی فکر تو یہ بولے فرشتے
دیکھو تو پہونچتی ہی کہان فکر بشر کی

پڑھتا ہون جو اشعار تو کہتے ہین فرشتے
دیکھو تو خداداد لیاقت یہ بشر کی

شرمندہ احمد حورونکو جنت مین کرینگے
تصویر لیے جائینگے ہم ایک بشر کی

جب سے کہ تمہارے رخ روشن پہ نظر کی
اُتری ہوئی صورت نظر آتی ہو قمر کی

ہر سمت نظر آتا ہی اک جلوۂ خورشید
آمد ہی مرے گھر مین یہ کس رشک قمر کی

دیکھا ہی ترے جلوۂ رخسار کو جب سے
غم سے گھٹا جاتا ہی یہ حالت ہی قمر کی

جلکر کے سیہ داغ ہو خورشید فلک پر
صورت کبھی دیکھے جو مرے رشک قمر کی

راتون کو سوا بام پہ پھرنیکے نہین شوق
عادت جو مرے ماہ نے پائی ہی قمر کی

اب وصل کے پیچھے جو فلک تو نے کیا دور
حسرت نہین کچھ دلمین اب اوس رشک قمر کی

دیکھا ہی تجھے بام پہ چڑھتے ہوئے جبسے
اوتری ہوئی صورت نظر آتی ہی قمر کی

ای چارہ گرو بدلے مین اس چارہ گری کے
تصویر دکھا دو مجھے اوس رشک قمر کی

کھاتا ہی یہ کیون منہ کی اوسے دیکھکے اکثر
اعلی تو بہت شان تھی ای چرخ قمر کی

تیرے رخ روشن کے مقابل مین پریرو
توقیر نگاہون مین نہین اب ہی قمر کی

فرماتے ہین آئینے مین منہ دیکھکے اپنا
ہو میرے مقابل کہین طاقت ہی قمر کی

دنیا کے مرقع مین جواب اسکا نہین ہی
تصویر ہی بے مثل مرے رشک قمر کی

ای اشکو مٹاتے ہو بھلا دیکھو تو کس کو
تصویر ہی آنکھون مین کسی رشک قمر کی

او غیرت خورشید تجھے دیکھکے اکثر
شب بھر رہا کرتی ہی نگہ نیچی قمر کی

پھرتے ہین احمد رات کو ہمراہ کسیکے

گردش مین ہی تقدیر کسی رشک قمر کی

جب سوے کمر زلف تری سر سے ہی گذری
عالم مین ہوا شور کہ ہو خیر کمر کی

کھنچ جائے مصور تو اسی سے کہین کھنچ جائے
تجھسے کھنچے عنقا کے جو تصویر کمر کی

ہون بعد فنا بوسۂ لب کا ترے خواہان
حسرت ہی جو مرنیکے لیے عمر دگر کی

ڈرتا ہون کہ یہ خون تمنا کی نہ پھوٹے
ای دل بری حالت ہی جدائی مین جگر کی

چھوڑیگی نہ بے خانۂ تن کے یہ جلائے
بیطرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہی جگر کی

بیتاب ہین دونو نہین اک حال پہ دونو
ہی برق کی حالت مرے دل اور جگر کی

توقیر ہو درگاہ شہ ملک عدم مین
ہو بال ہی بھرا اور رسائی جو کمر کی

غنچے نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا
در پردہ مگر باد صبا نے یہ خبر کی

یہ ضعف سے حالت مری ای جان جہان ہی
لیکر کے چلی مجکو ہوا آئی جدھر کی

کوچے سے نکلوائے گئے طرہ ہی ا و سپر
شہرت ہی رقیبون کے لیے شہر بدر کی

بولے کہ نہ سویا نہ تو سونے دیا مجکو
نالے مین ہی کمبخت کے کیا چیز اثر کی

کعبے نہ گیا چھوڑ کے مین کوچۂ جانان
قسمت مین نہ لکھی تھی جو تکلیف سفر کی

نالے بھی نکلتے نہین دل سے مرے باہر
کہتے ہین کہ ہوگی ہمین تکلیف سفر کی

اب سوے عدم روح مری ہوگی روانہ
آتی ہی شب ہجر خبر آج سفر کی

اے روح رواں اس تن خاکی کو نہ تو چھوڑ
مٹی ہوا یہ گھر جو کہین تو نے سفر کی

ہستی سے سوے ملک عدم جانا ہے اک دن
اے دل تجھے کچھ فکر بھی ہے زاد سفر کی

برہم نہون گیسو کی طرح خوف ہی مجکو
ایمان کیطرح دل مین جگہ رکھتے ہین ڈر کی

اسطرح احمد راز دل اپنا ہوا مشہور
جسطرح کہ شہرت ہو زبانون پہ خبر کی

طفلی مین گھٹنیون سے چلے پھر اوٹھ کھڑے ہوے
ایام زیست کم ہوئے جیون جیون بڑے ہوے

وہ تیغ زن جہان مین جو سب سے بڑے ہوے
شکر خدا کہ دیکھے تو ہم بھی کڑے سے ہوے

ہم خاک مین ملینگے اوٹھانے سے اور بھی
چھیڑو نہ نقش پا کیطرح ہین پڑے ہوے

لب کو دبایا دانتون سے اوسنے گمان ہوا
موتی ہین گو یا لعل مین پر جڑے ہوے

دے ہمکو اپنا جلوۂ دیدار شاہ حسن
در پر ترے گدا کیطرح ہین کھڑے ہوے

دیکھا جو مجھ غریب کو پھر سائل وصال
بولے ہو اسلیے مرے در پر اڑے ہوے

دنیا مین قاعدہ یہی سنگین دلون کا ہی
دیکھا جسے ہی نرم زیادہ کڑے ہوے

دیکھا جو تیری قامتِ موزون کی چال کو
مارے ادب کے سرو گلستان کھڑے ہوے

ہوگا خدا کے سامنے اوس بت سے سامنا
جسدن اوٹھینگے قبر سے مردے گڑے ہوے

بورے شکستگی طبیعت کو دیکھکر
فوجِ الم سے خوب ہین یہ بھی لڑے ہوے

اللہ رے رعبِ شوکتِ حسنِ جمالِ یار
دم بھر نہ پاس بیٹھ سکے اوٹھ کھڑے ہوے

پوچھا کسی نے مجھکو تو ہنسکر دیا جواب
مدت ہوئی اونھین تو گلے اور سڑے ہوے

جسکو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو
ہمکو تو اپنی جان کے ہین لالے پڑے ہوے

ہم بزم یار مین رہے در پئے نشست کے
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوے

ہین تو تڑپ تڑپ کے مرا شوقِ دید مین
بالین پہ وقت نزع نہ آکر کھڑے ہوے

دیکھو بچشم غور تو عبرت کی ہی یہ جا
کیا کیا حسین ہین خاک کے اندر گڑے ہوے

ہمسے گریز کرکے تو جائیگا اب کہان
سایے کیطرح ساتھ ہین ہم بھی پڑے ہوے

رنجِ فراق حسرتِ دنیا خیالِ حشر
کیا کیا نگین ہین خاتمِ دلپر جڑے ہوے

موجود جسمین ساز تھے عیش و نشاط کے
دیکھا تو وہ مکان ہین اوجڑے پڑے ہوے

اوراق تجھے دلیل جو فصلِ بہار کے — دو دن کے بعد دیکھا تو سب ہین جھڑے ہوے
صحرا مین وہ غزالون کو لوٹے یہ دیکھکر — آنکھون کے یہ شکار ہین تڑپے پڑے ہوے
دل بے غرورِ حسن کہ دیکھا نہ مڑکے پھر — مشتاق دید کتنے ہین پیچھے کھڑے ہوے
اغیار بزم یار مین بیٹھے مزا کیے — مانند شمع جلتے رہے ہم کھڑے ہوے
ہین قید وہ بھی میری طرح فرق پر یہ ہی — بیڑی کے بدلے پانؤن مین اونکے کڑے ہوے

بیمارِ عشق سنکے وہ لوگونسے بول اوٹھے
دیکھو میان احمد کو کہ کیون ہین پڑے ہوے

کب پانؤن جنون بستۂ زنجیر نہین ہی — کب ہاتھو سرِ زلف گرہگیر نہین ہی
کچھ کارگر ای دل تری تدبیر نہین ہی — سنتا ہون کہ مٹتا خطِ تقدیر نہین ہی
باتونمین کیا کرتے ہین مُردونکو وہ زندہ — اعجاز مسیحا ہی یہ تقریر نہین ہی
سن سنکے مرے نالونکو فرماتے ہین اکثر — کیونکر کہون اب اونمین کہ تاثیر نہین ہی
ہون نقش کتابی کا ترے محو تماشا — عالم ہی طلسمات کا تحریر نہین ہی
لو مین بھی روانہ طرفِ ملکِ عدم ہون — گر آپ کے اب جانے مین تاخیر نہین ہی

کچھ سوزِ جگر پیدا کر ای بلبلِ نالان
نالو نمین ابھی تک ترے تاثیر نہین ہی

عالم ہی ابھی زلف کا چہرے کیطرف سے
گردن ہی جوان رات بھی کچھ پیر نہین ہی

لوگونکو بنا دیتے ہین بت بات سنا کر
گویا ہی طلسمات یہ تقریر نہین ہی

کب خاک مین تونے نہ جوانونکو ملایا
کاوش تجھے کب ای فلکِ پیر نہین ہی

بل بے شبِ فرقت یہ تری جانگدازی
تا صبح کوئی بچنے کی تدبیر نہین ہی

کسدن مری آنکھونکو نہین شوقِ تماشا
کب پیش نظر یار کی تصویر نہین ہی

فرماتے ہین دکھلاکے یہی حلقۂ گیسو
کیون دامِ بلا حلقۂ تسخیر نہین ہی

کیا بزم مین آئین ترے ای شوخِ ستمگر
غیرونکے مقابل مری توقیر نہین ہی

پھانسی ملے الفت مین تری زلف کی مجکو
اب نعش کی کچھ حاجت تشہیر نہین ہی

کسدن مجھے ابرو کا تصور نہین رہتا
کب اپنا گلا ابھی تہِ شمشیر نہین ہی

شکوہ نہین ای جان یہان عشق مین تمسے
اپنا ہی قصور آپکی تقصیر نہین ہی

ہم کہتے ابھی سے ہین نہو عاشق کاکل
پھر دیکھو نہ کہنا مری توقیر نہین ہی

جب قتل کیا تیغ ادا سے تو یہ بولے
کچھ ہاتھ مین دیکھو مرے شمشیر نہین ہی

اب مجکو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا
باقی کوئی خواہش فلک پر نہین ہی

کب کشتۂ نظارۂ سفاک نہین ہون
کب پار مرے سینے کے یہ تیر نہین ہی

عالم ہی جوانی کا لڑکپن کی ہین چالین
اسدرسے تلوّن ابھی تاخیر نہین ہی

ابرو کی ادا مجکو وہ دکھلاکے یہ بولے
او صاف ہین سب نام کو شمشیر نہین ہی

ہی لاش کو کوچہ مین پھرانے کا ارادہ
کیا قتل مرا یہ سے پئے تعزیر نہین ہی

جو صید ہی ہی صید ترے دام بلا کا
باقی کوئی اب ڈھونڈھیے نخچیر نہین ہی

کیون وعدۂ وصلت پہ احمد نازان ہو اس سے
یہ یار کا خط ہی خط تقدیر نہین ہی

بحر ہستی مین حباب آکر چلے
زندگی کا کہنے کو دم بھر چلے

وہ جو ہین پہلو سے دل لیکر چلے
کہدو اونسے کوئی یہ کیا کر چلے

جانب ہستی جو تم دلبر چلے
ساتھ لیکر فتنۂ محشر چلے

اب جئینگے کسطرح سے ہم بھلا
دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے

گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے
کوچۂ کاکل مین جو شب بھر چلے

تیرِ مژگان کا تصور جو رہا — رات بھر سینے پہ یان خنجر چلے

چھوڑ کر دنیا کو عقبےٰ کی طرف — تیرے دم پر ساقیٔ کوثر چلے

فصلِ گل آئی ہوا جوشِ جنون — پھر رگِ جان پر مرے نشتر چلے

آئیے تشریف رکھیے کوئی دم — بے سبب یہ کیون خفا ہو کر چلے

ابرِ باران دیکھکر نادم ہوا — اسقدر آنکھون سے اشکِ تر چلے

تیرے ہاتھون سے بتِ سفاک اب — ہم قضا سے پہلے ہی بس مر چلے

آئے تھے خالی مگر اب جاتے دم — لیکے اک اعمال کا دفتر چلے

تیرِ مژگان کا نشانہ کرکے وہ — تیغِ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے

قتل کس مجرم کا ہی مدِ نظر — سچ کہو کس کر کمر کسپر چلے

طی نہ راہِ عشقِ زلف و رخ ہوئی — گرچہ شب بھر اور ہم دن بھر چلے

مین وہ دیوانہ تھا میری خاک سے — جو بنا پُتلا تو پھر پتھر چلے

رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا — ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے

تین دن کی زندگی مین ہمدمو — حسرت و رنج و الم لیکر چلے

آئے مثل برق بالغ دہر مین
ابر کی صورت بچشم تر چلے

سیر گلشن ہو مبارک جائیے
بگڑے کیون ہمسے جو تم تنکر چلے

حق سے اب میرے گنہ بخشائیے
تیرے در پر شافع محشر چلے

مدعائے وصل جب مین نے کہا
پھیر کر وہ مجھسے منہ ہنسکر چلے

تیرے میخانے کے جانب ساقیا
دور سے ہم دیکھکر ساغر چلے

ہین خفا کچھ آپ شاید آجکل
بیٹھتے ہی آپ جو اوٹھکر چلے

چھوڑکر عشق بتان کو اے احمد
کعبے کو بتخانے سے کیونکر چلے

کہونگا حشر کے دن یہ خدا سے
بتون نے پہلے ہی مارا قضا سے

ملو ہر چند تم جور و جفا سے
نہ باز آئینگے ہم مہر و وفا سے

جلاتے عیسے تھے حکم خدا سے
جلا دو تم لب معجز نما سے

بچوگے حضرت دل اس بلا سے
خطا کی اوسکے اولجھے جو زلف دوتا سے

کیا بدنام مجکو مارا تو نے
قضا رو کر یہ کہتی ہے ادا سے

بچو اے حضرتِ دل کہنا مانو
نہ اولجھو اونکی تم زلفِ دوتا سے

ملو اب شوق سے تم دست و پا مین
ہمارا خون مشابہ ہی حنا سے

کسی نے حال جا کر میرا اونسے
کہا مرتا ہی بولے پھر بلا سے

ستم ڈہاتے تھے پہلے نازکے وان
گلے کٹتے ہین اب تیغ ادا سے

خبر ملجائے اوس گل کی تو جانین
بہت پیغام بھیجا ہی صبا سے

دلا دیتے ہین روح کو ہکن پر
منگا کر فاتحہ شیرین بتا سے

خدا کے واسطے ہو وصل کی شب
چھپاؤ منہ نہ اب شرم و حیا سے

نہ ڈہاؤ کعبۂ دل کو ہمارے
تو کچھ تو ڈرو اپنے خدا سے

معطر ہو گئے سب گل چمن مین
ہوئی زلف اونکی جب ہم ہوا سے

اوسکی چال سے پامال ہی دل
عیان شوخی ہی جسکے نقشِ پا سے

ہزارون جی اوٹھے قبرونسے مردے
بپا محشر ہی گھنگرو کی صدا سے

خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ
رہا کرتے ہو کیون مجھسے خفا سے

اوڑا کر زلف کی بو لاتی ہی یہ
ہماری زیست ہی باد صبا سے

ملے ملنے سے غیروں کے جو فرصت
ادھر بھی دیکھو صاحب اولے

پھڑکتا مرغ دل ہی سر قفس مین
کہا اوس گل نے شاید کچھ صبا سے

مریضِ غم سے یہ بولے اطبا
نہوگے اچھے تم ہرگز دوا سے

جو لیکر بوسہ مانگا اور بولے
بشر خالی نہین حرص و ہوا سے

نہو عاشق کوئی زلفِ دوتا کا
خدا اسکو بچائے اس بلا سے

دبا کر پاؤن سے دامن کو اپنے ق
جھکا کر سر کو بھی شرم و حیا سے

لگے کہنے یہ ہنسکر اے احمد تم
بہت ہو شربتِ وصلت کے پیاسے

احمد یہ اپنے جی مین ہی کرین گے
بتون کا شکوہ محشر مین خدا سے

دل الجھا ہی تری زلفِ دوتا سے
نہو کیون سامنا شب بھر بلا سے

دکھاؤ بانکپن بھر خدا وہ
قضا کو موت آئے جس ادا سے

ارادہ قتل کا کس جرم پر ہی
ہمارے خون کے تم کیون ہو پیاسے

نہ دیکھا جسنے اس ناز و ادا کو
نہین واقف زمانے مین قضا سے

مے دیوانین گر دیکھو تو اکثر
بندھے مضمون نو فکر رسا سے

رہے تابان کسیکا اختر حسن
قیامت تک فقیرونکی دعا سے

مریض غم وہان ہوتے ہین اچھے
ترا گھر کم ہی کیا دار الشفا سے

سوال بوسہ پر جھنجلا کے بولے
بہت تنگ آئے ہین ہم اس گدا سے

نپڑتے عشق کے پھندے مین اے دل
جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے

تمہارے حسن کے جلوے کا ایجان
اثر ہی دل یہ اپنے ابتدا سے

زبانی کہنا یون احوال قاصد
نہ واقف مدعی ہو مدعا سے

وہ شاہ حسن ہین مین بینوا ہون
ملینگے کیون وہ مجھ ایسے گدا سے

زمانے مین وہ ہون برگشتہ طالع
نحوست آتی ہی ظل ہما سے

تنفر اونکو مجھسے اس قدر ہی
کہ آئے خواب مین نا آشنا سے

پھنسا کر زلف کے پھندے مین دلکو
یہ کافر مارتے ہین بس دغا سے

نہ پوچھو میرے سوز دل کی حالت
بھڑکتے شعلے ہین یان تبدا سے

مجھے ہر حال مین خوش پاکے بولے
جو بندے ہین وہ ملتے ہین رضا سے

خیال زلف تھا اب عشق رخ ہی
سے چلے کعبے کو ہم بھی کربلا سے

مجھے وہ دیکھکر لوگوں نے بولے
نظر آتے ہین یہ بھی مبتلا سے

تامل ہو تبانے مین اوسے بھی
پتا گر پوچھیے میرا تیا سے

عبث یہ تیغ ابرو سے کھینچتے ہو
ہمارے خون کے ناحق ہو پیاسے

بہت پوچھا نہ پایا ہمنے لیکن
پتا اونکی کمر کا بھی پتا سے

مثال لالہ فرقت مین ہین دیکھو
یہان بھی داغ دلمین ابتدا سے

شب فرقت مین ہاتھ اپنا اوٹھا کر
ق دعا یہ مانگتے ہین ہم خدا سے

وہ آئین یا کہ بس دم ہی نکلے
کسی صورت تو چھوٹین اس بلا سے

احمد احوال از روز عجب ہی
ق نظر آتے ہین جو یہ آشنا سے

یہی کمبخت ہین در پردہ دشمن
نہین ڈرتے ہین کچھ روز جزا سے

احمد اپنا عقیدہ بس یہی ہی
محمد نور ہین نور خدا سے

دل پر داغ خیال رخ تابان سے ہے
یا الٰہی پر طاؤس یہ قرآن مین ہے

گل کی خواہش نہ دلِ بلبلِ نالان مین رہے
تو جو اے غیرتِ گل جا کے گلستان مین رہے

جب تلک رنگ حنائی کفِ خوبان مین رہے
پایمالی کی ہوس خونِ شہیدان مین رہے

وقت امداد ہوا اے زلفِ درازِ جانان
کبتلک یوسفِ دل چاہِ زنخدان مین رہے

کیا درازی ہے تری اے کششِ دستِ جنون
تار باقی نکوئی اپنے گریبان مین رہے

یوسفِ مصر کو پہنچا دے وطن مین یارب
فرش آبِ دیدۂ یعقوب کا کنعان مین رہے

عارض و خط کے تصور مین ہوئی عمر بسر
یاد کافر مین رہے یا کہ مسلمان مین رہے

ہے یہی اپنی خوشی اب کہ مثالِ شانہ
دل بھی الجھا ہوا اوس گیسوئے پیچان مین رہے

گوہرِ اشک کے دانونکی بنائی تسبیح
رات بھر ذکرِ خیالِ دُردندان مین رہے

چاہیے دل سے نہ نکلے کسی یوسف کی شبیہ
روح گو قالبِ خاکی کے نہ زندان مین رہے

مئے گلرنگ کا ساقی نہ کبھی دَور تھمے
جب تلک ساغرِ مے محفلِ رندان مین رہے

پاکدامن کے لیے بھی ہے مصیبت لازم
کچھ دنون یوسفِ صدیق بھی زندان مین رہے

شیفتہ ہو کے یہان اک بتِ کافر کے احد
عمر بھر حلقۂ زنار پرستان مین رہے

کاکلِ مشکین جانان صید افگن بن گئی
دیکھیے زنجیرِ وحشت طوقِ گردن بن گئی

شہسواری کا کیا ای تُرک تونے جب سے شوق
تب سے روحِ عاشقِ دلگیر توسن بن گئی

سینۂ پُرداغ پر جب ہاتھ رکھا یار نے
شاخِ مرجان بلبلِ دل کی نشیمن بن گئی

کام آیا عشق تیرا قبر مین ای رُوے یار
یاد تیری روشنیِ شمعِ مدفن بن گئی

صاف دیوارون پہ عکسِ نور آتا ہی نظر
چادرِ مہتاب اوسکی آج چلمن بن گئی

نکہتِ گل بسگئی بوے قباے یار مین
جیبِ گلرو کا بہارِ باغِ دامن بن گئی

ہوگیا دَورِ فلک سے حالِ دُنیا کا خراب
جاے شادی جس جگہ تھی جاے شیون بن گئی

جان بچانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے
ہم غریبون کی نگاہِ یار دشمن بن گئی

زخمیِ تیغِ نگہ وہ ہوگیا دیکھا جسے
قاتلِ عالم تری ای تُرک چتون بن گئی

تیرے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پر
دفعۃً سب آتشِ جوّالہ گلشن بن گئی

حسن نے چمکائی ایسی آتشِ رخسارِ یار
بزم عالم مین یکایک شمع روشن بن گئی

وصفِ قامت مین ترے سب بول اُٹھے سروِ سہی
باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن بن گئی

آج کل ہی سنگدل کچھ اسطرح سے خوے یار
شیشۂ دل توڑنے کو میرے آہن بن گئی

روح جسدم قالبِ خاکی مین آئی ای احمد
گلشنِ ایجاد مین مرغ نوازن نکلئی

آمدِ گل رعنا کی جو گلشن مین نہین ہی
سنتے ہین کہ بلبل بھی نشیمن مین نہین ہی

یوسف کو نہ دیکھا تو یہ کہتی تھی زلیخا
وہ نور مرے دیدۂ روشن مین نہین ہی

اسطرحسے وحشت نے ہی کی دست درازی
اک تار بھی باقی مرے دامن مین نہین ہی

دیوانہ ترا دونو طریقے سے ہی باہر
یہ سلسلۂ شیخ و برہمن مین نہین ہی

دیوانے کا تربت مین جو کرتا ہون تجسس
آواز یہ آتی ہی کہ مدفن مین نہین ہی

جب دونو کی خلقت ہوئی اک کن کی صدا سے
پھر شیخ مین ہی کیا جو برہمن مین نہین ہی

ہر بار احمد دل کو پھنسا لیتے ہین گیسو
وہ کون ہی فن جو بت پرفن مین نہین ہی

آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھیے
ای شاہ حسن حور سی طلعت کو دیکھیے

برباد ہو گئے طمع مال و زر مین لوگ
قارون کے ساتھ کیا گیا دولت کو دیکھیے

بعد فنا ہی لاش مری دوشِ یار پر
بختِ ہلاے اوج کی ہمت کو دیکھیے

سودے مین اوسکی زلف کے جب سیر کیجیے
تاتار کو کبھی کبھی تبت کو دیکھیے

ہمسے شب وصال وہ چھپتے ہین کسطرح
اب آج اونکے پردۂ عفت کو دیکھیے

جوڑا جو کھل پڑا تو کمر تک لچک گئی
اوس ماہرو کے نازو نزاکت کو دیکھیے

بیٹھے بٹھاے عاشق کا کل مین تو گیا
سودیکو دیکھیے مری وحشت کو دیکھیے

ارمان ہے کہ دلمین ہو دوزخمین جتنے ہیز
اکبار چلکے صورت جنت کو دیکھیے

پونہچا ئیگی صبا تو کہین سے شمیم زلف
خاموش ہوکے رخنۂ تربت کو دیکھیے

دیکھا جسے شہید کیا تیغ ناز سے
ان قاتلونکی چشم عنایت کو دیکھیے

غیرت دہ مسیح تو ہی نام آپکا
چلکر مریض عشق کی حالت کو دیکھیے

مسکن جو ہمکو باغ ارم مین ملے احمد
طوبا کے بدلے یار کی قامت کو دیکھیے

نہ کیونکر آب خنجر گردن بسمل تلک آئے
تمناے شہادت مین در قاتل تلک آئے

صبا نے کردیا دم مین پریشان وہ لے ناکامی
جو بوے گل بھی ہو کر ہم تری محفل تلک آئے

ہوئے بیتاب وڑے اسطرح شوق شہادتمین
ہتیلی پر لیے سر کوچۂ قاتل تلک آئے

بچین گرد آپکے پہلوسے الٰہی تا دم آخر
سلامت کشتی عمر رواں ساحل تلک آئے

اگر مجنون سے سنے حال دردِ ناقۂ لیلیٰ
تو دل ہاتھوں سے پکڑے پردۂ محمل تلک آئے

ہزاروں آفتین ہمنے اوٹھائین راہ الفت مین
گھٹے جب غم سے تب اوس ماہ کی منزل تلک آئے

تصور چھوڑدو کہتے تھے تمسے اونکی فرقت کا
احمد آخر یہ خارِ غم تمہارے دل تلک آئے

اوس مسیحا نے اگر شکل دکھائی ہوتی
موت بھولے سے مرے پاس آئی ہوتی

نقش پا پر ترے ہم سر کو رگڑتے ای بت
تیرے در تک جو کسیطرح رسائی ہوتی

پانؤنکو سر کہ عشق مین رکھتے نہ اگر
فوجِ غم کی مرے دل پر نہ چڑھائی ہوتی

آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے
روح کی خانۂ تن مین نہ سمائی ہوتی

دل کو بیتابی نہوتی نہ یہ رسوا ہوتا
کاش ایجان تری صورت نظر آئی ہوتی

شام سے ہوتا اگر کوٹھے پہ تو جلوہ نما
بام پر ماہ کی انگشت نمائی ہوتی

شاخ مرجان نظر آجاتی ابھی سنبل مین
تیرے گیسو مین جو انگشت حنائی ہوتی

جلوہ فرما جو صنم خانونمین ہوتا وہ بت
دیر مین جمع ابھی ساری خدائی ہوتی

دیکھتے جلوۂ خلاق دو عالم کو احمد
دیر سے کعبے مین تقدیر جو لائی ہوتی

حسرت اپنے دلمین اے تقدیر آدھی رہگئی
وصل کی پوری جو تھی تدبیر آدھی رہگئی

نیم راضی ہوگیا منت سے میرے وہ صنم
ہاتھ جب جوڑے تو پھر تقصیر آدھی رہگئی

نیم جان تب سے تڑپتے ہین گلی مین ہم پری
جب سے تجکو خواہش نخچیر آدھی رہگئی

دل اولجھکر زلف پر خم سے نکل آیا مرا
پانون مین پڑ کر مرے زنجیر آدھی رہگئی

ساتھ غیرونکے جو دیکھا راہ مین کل یار کو
خواہش دل ہوکے دامن گیر آدھی رہگئی

خانۂ دل کو بہا کے مرے ویران کیا
اس مکان کی اے بتو تعمیر آدھی رہگئی

کیا کہین ہم کم نصیبی بخت کی اپنے ولا
وادی وحشت مین بھی جاگیر آدھی رہگئی

خط شوق یار مین یہ ہاتھ اپنا تھکگیا
لکھتے لکھتے اک قلم تحریر آدھی رہگئی

کیا غضب ہی جسکو دعوی اپنے تھا گفتار کا
سامنے اوس شوخ کے تقریر آدھی رہگئی

آئے وہ میرے جنازے پر جو پھر بعد الصلوۃ
تب لگے فرمانے کیا تکبیر آدھی رہگئی

سنکے حال مرگ بھاگا یا رقیبون نے اونھین
میرے مرنے کی ولے تشہیر آدھی رہگئی

ہے یہی باعث نہیں آتا ہے جو تو گھر مرے
تجکو الفت ہے بتِ بے پیر آدھی رہ گئی

کھینچ سکی تیری کمر کی جب نہ مانی شبیہ
ہو کے حیران بول اوٹھا تصویر آدھی رہ گئی

دلمین تھا یہ بارِ دوش اپنا اوتارینگے اسد
کیا کہین پر تیزیِ شمشیر آدھی رہ گئی

مجھے او شمع والفت جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تجھے او تند خو نفرت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

سسکنا ہے وہی ہر دم وہی رونا بلکنا ہے
دلِ بیتاب کی حالت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے ساقِ سیمین اور تنِ سیمین وہی اونکا
اونھین حاصل وہی ولت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سر مین سمایا ہے خیالِ کجکلاہی بھی
تو انکو عادتِ نخوت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی فضلِ الٰہی ہے شریکِ مجرمان ہر دم
وہی بخشش وہی رحمت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے کوچہ گردی اور وہی صحرانوردی ہے
دلِ وحشی تجھے وحشت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

دکھاتے ہین ہمے اک گردش مین آنکھین گردشِ ساغر
وہی مستی کی کیفیت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

چمکتا ہے بدن جامے کے باہر صاف اوس بت کا
وہی کندن کی سی رنگت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

ہنسانا جز رولانے کے اونھین آتا نہین ابتک
دلِ آزاری کی بھی عادت جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی فضلِ خدا سے ہی شباب یار کا عالم
وہی شکل اور وہی صورت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

نہین لگتی ہی دم بھر آنکھ اوس گیسو کے سودے مین
بلا لے جان شبِ فرقت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی ابتک تمھارے حسن کا چرچا ہی عالم مین
حسینو نمین وہی شہرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تجھے ملنے سے میرے ہی اگر انکار ای ظالم
مجھے تو خواہشِ وصلت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مزاجِ یار مین ابتک وہی دشمن نوازی ہی
رقیبو نسے وہی صحبت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

شبِ وصلت گلے سے لگ کے میرے وہ یہ کہتے ہین
ذرا بتلاؤ سچ الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

کرو توبہ ڈرو کہتے ہین تم اتنا ستانے سے
تو اسد مین قدرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

بہت جاتے ہو گھر اونکے ذرا بتلاؤ تو ہمسے
تمھاری ای احمد عزت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مجھسے ہوئی ہی کون خطا منہ سے بولیے
بیوجہ کیون خفا ہو ذرا منہ سے بولیے

ہمسے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے
کیجے نہ غمزہ بہر خدا منہ سے بولیے

تمکو اگر خیال ہمارا کچھ نہین رہا
دل کھو دیا کہان تمھارا منہ سے بولیے

دل بے غرور آنکھین بھی تیور نہین کبھی
جن ایک بار سر پہ چڑھا منہ سے بولیے

فرماتے ہین نہ آئے جو شب کو ہمارے پاس　دلکو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے

خنجر لگاکے سینے پہ بولے وہ ناز سے　جھگڑا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے

حالت کو غیر دیکھکے کہنے لگا یہ شوخ　آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے

کہتے ہین وہ نہ کہتے تھے آغاز عشق مین　لائیگی پیچ زلف دوتا منہ سے بولیے

کیسے ہوے ہو عاشقِ رخسار یار کے　سودا یہ کیسے سر مین ہوا منہ سے بولیے

ہمسے شبِ وصال گلے ملکے کہتے ہین　بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے

بجلی گرائیے گا جو ہی زلف چہرے پر　چھائی ہے کسلیے یہ گھٹا منہ سے بولیے

ملتے ہین لطف ملنے کا ملتا نہین ہمین　کیون اب نہین ہے وہ مزا منہ سے بولیے

کہتے ہین کیون یہ عاشقِ زلفِ دوتا ہوے　بیٹھے بٹھائے کیا یہ کیا منہ سے بولیے

گل کان کھولے شائقِ سمعِ کلام ہین　سے چلیے جو باغ مین تو ذرا منہ سے بولیے

بعد صدمۂ شب ہجران کو جانے دو
جو کچھ ہوا احد وہ ہوا منہ سے بولیے

نہ سمجھو ہوے انورا سکو مہر آسمانی ہی　نہین ہے فرق پر یہ مانگ خطِ کہکشانی ہے

اشارے کر رہی ہی یہ درازی دست وحشت کی ۔ مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب دھجی اُڑانی ہی

مقدر کھینچ لایا ہی عدم سے ملک ہستی مین ۔ سوارِ توسنِ عمرِ رواں نے خاک چھانی ہی

اِدھر تو شوق نظارہ سے دم آنکھون مین آیا ہی ۔ اُدھر ہر دم وہ پابندِ صدائے لن ترانی ہی

رولا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کہتا ہی ۔ ہمین پھر خرمنِ ہستی پر اب بجلی گرانی ہی

دوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل روز کہتا ہی ۔ شہیدِ ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہی

کبھی میرا بھی ذکر آتا ہی جو افسانہ گو مین ۔ تو وہ غصے سے کہتے ہین یہ سب جھوٹی کہانی ہی

خزاں آکر چمن مین اسطرح سے روز کہتی ہی ۔ مجھے اکدن گلون پر بلبلون کی خاک اُڑانی ہی

کھڑا ہی تیغ کو کھینچے ہوے جو میرے لاشے پر ۔ ابھی قاتل کو شاید طاقتِ بازو دکھانی ہی

اوسکی جستجو مین مہر کی صورت ہین گرداں ۔ کھنچی جسکے لیے ہر جا ردائے آسمانی ہی

غضب کیا ہو گیا ہی دیر کا جانا بھی اب ہمکو ۔ تو انکے عشق مین یہ جان آفت سے بچانی ہی

پھرا ہمکو نہ اے ناصح سیہ کارونکے کوچے سے ۔ ابھی سودائے گیسو بھی بلا سر پر چڑھانی ہی

کسیکے شعلۂ رخسار کی الفت مین بس اکدن ۔ مثالِ طورِ آتش خانہ تن مین لگانی ہی

جھکا دیجے احد گردن کو پیشِ ابروِ جاناں

اگر شوقِ شہادت مین تمھین تلوار کھانی ہو

جیسے کہ پیش چشم رخِ گلعذار ہی
نظارہ جلوہ گاہ شبیہ بہار ہی

بعدِ فنا پہ فیضِ رخِ گلعذار ہی
اپنا غبار سرمۂ چشم بہار ہی

جیسے تصورِ رخ و گیسوے یار ہی
مسکن کبھی حلب تو کبھی پھرتار ہی

ابرو کمان ہی اور ہی صیاد ترک چشم
مرغِ حرم تیرِ نگہ کا شکار ہی

صحرا مین گرد باد کو چکر ہی بیطرح
شاید شریک اسمین ہمارا غبار ہی

آنکھین پسِ فنا بھی نہین ہوتین اپنی بند
ای شوق دید کسکا تجھے انتظار ہی

خالی خلش سے پایا نہ دنیا مین کوئی شجر
دیکھا تو گل کے ساتھ چمن مین بھی خار ہی

مانگا جو اونسے بوسۂ لب مینے پھر کبھی
بولے وہ ہنسکے آپ کی شامت سوار ہی

شاید پسِ فنا بھی کدورت ہی کچھ اونھین
بیوجہ یون نہ اپنا مکدر غبار ہی

دم بھر کو ٹلجاتو ہی جو آتے نہین ہین وہ
ای انتظار کسکا تجھے انتظار ہی

ای بحر حسن اپنی یہ حالت ہی بعد مرگ
اک گوشۂ حباب ہمارا مزار ہی

نزدیک چشم سبزۂ خط کا نمو نہین
ان آہووں کے چرنے کو اک مرغزار ہی

صرصر کے جھونکے جھونکے نسیم سحر کے ہین — وہ گل نہین تو گل بھی گلستان مین خار ہی

اللہ رے شوق دید شب وصل یار کا — آنکھون مین انتظار کے بھی انتظار ہی

نادان نہین جو کوچۂ کاکل مین جا پڑین — اندھیر پیچ اور نہان مار مار ہی

بہر خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے — مدت سے اپنے پہلو مین دل بیقرار ہی

بعد فنا بھی در پی تخریب قبر ہی — اے گردش فلک نہین اب بھی قرار ہی

وہ ناتوان مرا ہون نکیرین کو نہ پتا — ملتا نہین کفن مین کہان جسم زار ہی

دامن سے آنسو پونچھ کے پہلو پہ رکھے ہاتھ — اشکون کے ساتھ دل بھی بہا بیقرار ہی

سینے پہ رکھا ہاتھ تو کچھ ہنس کے بولے وہ — دیکھا یہ نخل حسن بھی کیا میوہ دار ہی

وہ ناتوان ہون [illegible] — مجھسے چھپا ہوا یہ مرا جسم زار ہی

دشت جنون مین آبلے یہ مثل چشم ہین — مژگان کی جا ہر ایک آبلونکا خار ہی

عاشق ہون اوسکی مژگانکا صحرا مین دیکھیے — دلمین ہی ایک خار کے بھی مجھسے خار ہی

فرمایا دیکھ آہ احد کو کہ سنتے ہین — جاری ہین اشک چشم سے دل بیقرار ہی

شاید دل پیا عشق مین مجنون ہوگیا احد

جو قطرہ اپنے اشک کا ہی رنگدار ہی

چشمِ مستِ یار کی زندان مین تاثیر ہو
قلقلِ مینا سے مے ہر نالۂ زنجیر ہو

بعد مردن بھی یہ عشقِ زلف کی تاثیر ہو
موجِ دودِ دل سے اپنے پانونمین زنجیر ہو

ضعف سے یہ حال زندانمین بتِ بے پیر کی
جسم پر اپنے گمانِ نالۂ زنجیر ہو

موت کس دیوانیکی زندانمین دامنگیر ہو
آج ماتم خانہ ہر اک حلقۂ زنجیر ہو

کسکے مے کا دنبالہ ہی چشمِ سیاہِ یار مین
یا کوئی خوش چشم آہو بستۂ زنجیر ہو

جانتی ہی دم سے میرے رونقِ زندان ضرور
پانون پڑتی اسلیے وحشت مین زنجیر ہو

ابتدا سے سلسلہ ہی زلفِ جانانسے مجھے
پانونمین روزِ ازل ہی سے پڑی زنجیر ہو

او نسیمِ صبح تو پھولونکو یون جھونکے نہ دے
موجِ بوئے گل کسی کی پانونمین زنجیر ہو

جانیے کس شمعرو سے لو لگی ہو دل کو پھر
موجِ دودِ دل کی صورت پانونمین زنجیر ہو

پوچھنا لوگونسے یون قاصد نشانِ قصرِ یار
کسکے دروازہ مین زلفِ حور کی زنجیر ہو

باندھ لاتے کیون نہین مضمونِ زلفِ یار کو
پانون او فکرِ رسا کیا بستۂ زنجیر ہو

ہوکے پردے مین انہین کے دل تڑپتا ہی مرا
اب گلوئے مرغِ بسمل حلقۂ زنجیر ہو

یاد آجاتی ہو زلفِ یار اسکو دیکھکر
باعث وحشت ہمارے پاؤنکی زنجیر ہو

واہ ری تاثیر خاموشی دلِ بے ضبطِ عشق
جو صدا دیتی نہین وہ پاؤنمین زنجیر ہو

عشق مین گیسو کے ہم زنجیر پر رکھتے ہین سر
اندنون وحشی کو تیرے بیعتِ زنجیر ہو

تیری فرقت مین مجھے زندان ہین اودریاے حزن
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ زنجیر ہو

سلسلہ ہو زلف جانانسے مرے دلکو احمد
ہاتھ مین ازروزن اپنے عرش کی زنجیر ہو

مین وہ وحشی ہون مری وحشت مین یہ تاثیر ہو
جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہو

شکوہ کیا غیرونکے کھنچنے کا یہان کچھ کیجیے
خود کھنچی مجھسے ازل ہی سے مری تصویر ہو

اشکو تم بچ بچکے نکلو مٹ نجائے یہ کہین
آنکھ کی پُتلی سکے اندر یار کی تصویر ہو

بیخودی مین اسقدر محوِ جمالِ یار ہون
جسطرف مین دیکھتا ہون یار کی تصویر ہو

جیسے کی ہو جلوہ فرمائی تری صورت نے یا
شیشۂ دل اپنا اک آئینۂ تصویر ہو

جب لگاتا ہون تری تصویر کو آنکھونسے مین
کہتے ہین دیکھو کسی بیدل کی تصویر ہو

خاک کے پتلے کو دنیا مین نہین زیبا غرور
صورتِ انسان جہان مین اک گلی تصویر ہو

آج مقتل مین اشارا تیغ قاتل کا یہ ہی ای پیاسو اسطرف آب دم شمشیر ہی

اسقدر نادم مری قسمت کو لکھکر کے ہوا خود کف افسوس ملتا کاتب تقدیر ہی

کیون نہ تڑپے رات دن پہلو مین ابرو کمان تیر مژگان کا ترے دل اذنون نخچیر ہی

اکطرف مشغول ہین تدبیر وصل یار مین اکطرف تکتی مرا منہ خود مری تقدیر ہی

کیون رگ گردنکو ہو الفت نہ قاتل تیغ سے خود رگ جان تشنۂ آب دم شمشیر ہی

ضبط نالہ جسقدر ممکن ہو ای دل چاہیے فائدہ نالے سے کیا جب نالہ بے تاثیر ہی

لاکے کہتا ہی یہ مجھسے نامہ بر خط یار کا دیکھلو نامہ نہین یہ نامۂ تقدیر ہی

کاٹ ڈالین لیکے قاتل خود گلے کو ہاتھ سے تیغ سے تیرے گلے ملنے کی یہ تدبیر ہی

کیون نہو طبع رسا کو شوق مضمون بلند اذنون ملک معانی مین مری جاگیر ہی

زخمی تیر نگہ ہو کرکے او ابرو کمان دل مرا پہلو مین مضطر صورت نخچیر ہی

وصل کی شب اسقدر قاتل مؤذن ہی اذان نعرۂ اللہ اکبر ذبح کی تکبیر ہی

گرد عارض سبزۂ خط دیکھکر کہتے ہین لوگ مصحف رخ کی خط ریحان مین کیا تفسیر ہی

سنو خلیل اللہ سے مت ڈھاؤ یہ اوٹھنے کا نہین کعبۂ دل ای بتو اللہ کی تعمیر ہی

دیکھکر بیخود ہوا مین یا کہ ہی اونکا قدو
جب کبھی گھر کی طرف آتے ہین وہ میرے احد

کسکی آخر ای ہجوم بیخودی تقصیر ہی
نالہ کرکے نالہ کہتا ہی مری تاثیر ہی

کون بدبختی مین مجسا ہوگا دنیا مین احد
جسکی قسمت سے لکھے نادم خامۂ تقدیر ہی

صداے لب زخم بسمل یہی ہی
جگہ لوٹ جانے کی قاتل یہی ہی

نگہ کا ترے یار بسمل یہی ہی
ازل سے تڑپتا ہوا دل یہی ہی

جو نکلا وہ لیکر کے تیغ ادا کو
مری جان تڑپی کہ قاتل یہی ہی

کشش سے کہو اب تعلق سے کھدے
نہین ملتے وہ دوری دل یہی ہی

ادا نے کجی یہ سکھائی ہی تمکو
بہت بل کی لیتے ہو مشکل یہی ہی

لب زخم سے مرحبا کی صدا ہو
اشارا ترا تیغ قاتل یہی ہی

ہمین سے اب الٹی چراتے ہو آنکھین
ان آنکھونکے لڑنے کا حاصل یہی ہی

سنبھلکر قدم اپنا او نازرکھنا
نہ لغزش نظر پر ہو مشکل یہی ہی

روان بحر خون آب شمشیر سے ہو
مے غسل کا گھاٹ قاتل یہی ہی

نہ پوچھیں تو مر جائیں راہِ طلب میں
بہت قرب او بعد منزل یہی ہے

دلِ غمزدہ کو نہ پٹی پڑھاؤ
سنا ہوگا استاد کامل یہی ہے

نہ دیکھو حقارت سے اسکی طرف تم
کرے جو جگہ دلمیں وہ دل یہی ہے

ستانے کا شکوہ جو کرتا ہوں اونسے
تو کہتے ہیں اب خواہشِ دل یہی ہے

رہِ عشق کی سختیاں یہ سنی ہے
نہ چلنے سے طے ہو وہ منزل یہی ہے

سبب پوچھتے ہو مرے رنج کا تم
زبانسے نہ کچھ نکلے مشکل یہی ہے

رہِ کعبہ لیں اب رہِ دیر چھوڑیں
ارادہ مرا حضرتِ دل یہی ہے

غمِ یار کی عمر زیادہ ہو یارب
مرا اندنوں مشفقِ دل یہی ہے

غزل گوئی آسان ہے لیکن کریں کیا
طبیعت نہیں لگتی مشکل یہی ہے

مجھے دیکھکر اہلِ مرقد یہ بولے
ٹھہریے احد پہلی منزل یہی ہے

عمر بھر مجھسے پھری میری جو قسمت ہی سہی
مجکو ملنے کی فقط یار سے حسرت ہی سہی

لاکھ کیں ہمنے محبت کی بھی باتیں لیکن
تمکو ایجان جہاں ہمسے عداوت ہی سہی

نازبیجا بھی اوٹھاسینگے تمہارا ای جان
کیا کرین اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی رہی

لاکھ ہم انسے صفائی سے ملے بھی لیکن
آئینہ رویونکو جب کچھو کدورت ہی رہی

بندہ ہو کر کے کسی بت کے خدا کو بھولے
منہ دکھانے کی نہ اب حشر مین صورت ہی رہی

لاکھ چاہا کہ بچا ہینگے کیسکو ای جان
اک نہ اک پر مری تا عمر طبیعت ہی رہی

عاشق گیسوی پیچان ہوئے جبسے ایجان
سر پر اک روز مرے اک نئی آفت ہی رہی

آپنے گرچہ مجھے صدمہ بیجا بھی دیے
اس جفا پر بھی مجھے آپسے الفت ہی رہی

آکے آغوش تمنا مین نہ بیٹھے وہ احمد
خوبی بخت سے تا عمر شکایت ہی رہی

کہتے ہین وہ کہ میری بلا بھی نہ آئیگی
کیا وہ نہ آئینگے تو قضا بھی نہ آئیگی

سنتے ہین راہ کوچہ کاکل کی بندہے
اب لیکے بوے زلف صبا بھی نہ آئیگی

اک روز اپنا شیشہ دل سنگ جور سے
ٹوٹے گا اسطرح کہ صدا بھی نہ آئیگی

نام خدا شباب ہی اترائے جاتے ہین
چھیڑونگا مین تو شرم و حیا بھی نہ آئیگی

قدغن یہ ہی کہ باد صبا کا نہو گذر
افسوس بوے زلف دوتا بھی نہ آئیگی

کچھ غم نہین ہو جان کے جانیکا غم یہی
ان ظالمون کو یاد جفا بھی نہ آئیگی

قاتل نگاہ لطف اگر ہمپہ ہو یہی
سر تک ہمارے تیغ ادا بھی نہ آئیگی

پچھتائینگے وہ ہاتھ کو مل ملکے میرے بعد
کیا انکو یاد میری وفا بھی نہ آئیگی

اونکی طرحسے روٹھ گئے یہ بھی ای احمد
پیغام لیکے باد صبا بھی نہ آئیگی

ہوا نکلی ہی عنبر بیز یہ اوس گل کے دامن سے
نسیم نو بہاری پھر گئی آ کر کے گلشن سے

گیا تھا مین پئے کسبِ مسرت پر یہ شومی ہو
غبار خاطرِ فرحت مین کلاب نکلے گلشن سے

تمنا نکہتِ زلفِ دوتا کی تھی جو پھولونمین
نکل آئی ہی موج بوے گل نکہرکے گلشن سے

چھری صیاد نے پھیری مگر حلقوم بلبل پر
صبا کیون خاک اوڑاتی آخرش نکلی ہو گلشن سے

اسیرانِ قفس راہی سوئے ملکِ عدم ہونگے
سلام آخری کہنا صبا یاران گلشن سے

مزا کیا ہو اگر تنہا جلی ای بلبلِ نالان
جلاوے آشیان بھی آتشِ گلہاے گلشن سے

تری زلفِ دوتا کے پیچ نے یہ گل کھلائے ہیں
چلی آتی ہی موجِ بوے گل بھی آج گلشن سے

تمہارے گیسوئے مشکین کی نکہت جسگھڑی پہنچی
چرا کر دم کو اپنے بوے گل بھاگی ہو گلشن سے

اسیران قفس کو پھر دوبارا زندگی بخشی
صبا بنکے آئی ہو مسیحا آج گلشن سے

جو گل کھائے ہین اوس گل کی محبت مین وہ کافی ہین
ہم اے سیر چمن باز آئے اس گلگشت گلشن سے

جدھر دیکھو ادھر اک قدرت صانع نمایان ہی
طلسم دیدۂ حیرت بنے ہین سیر گلشن سے

خزان آئی نہین تا ہم یہ سب کھلائے جاتے ہین
خدا جانے صبا کیا کہگئی گلہائے گلشن سے

کہا صیاد سے بلبل نے رو رو کر یہ مرتے دم
ہے کونا ملا مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے

خزان آخر چلی آتی ہی لیکن کھول کر دل کو
بہار باغ مل لے اور بھی دو روز گلشن سے

وہ بلبل تھا قفس مین میرے مرنیکی خبر سنکر
بہار باغ گھبرا کر نکل آئی ہی گلشن سے

نہو جب پاس وہ گل تو بھلا کیا لطف ہو حاصل
بہلتا ہی کہین اپنا احمد دل سیر گلشن سے

تمنائے اسیری گر کرے خواہش مرے تن سے
نکل آئے ابھی قمری کی صورت طوق گردن سے

جنون جسدم چھٹی ہی روح اپنی حبس تن سے
اسیری روئی ہی کیا کیا لپٹکر طوق گردن سے

نہ سمجھا عاشق جانباز پیدا دوسرا ہوگا
لگا کر تیغ پچھتائیگا قاتل میری گردن سے

لگاوٹ روح کی دیکھو لگا کر تیغ جب کھینچی
نکل آئی ہی آپ تیغ قاتل بنکے گردن سے

غضب کی سخت جانی ہی نہین جو قتل ہوتا ہون
لپٹ جاتا ہی چھلا کر کے قاتل میری گردن سے

بوقتِ قتل وحشت نے عجب وحشت دکھائی ہی
گریبانِ قضا کو پھاڑ کر نکلی ہی گردن سے

یہانتک روئے ہین اوس بحرِ خوبی کی محبت مین
ملا ہی حلقۂ گرداب دریا طوق گردن سے

جو کیفیت کبھی تھی ایکدن میخانے مین اپنی
صدا قلقل کی ابتک آتی ہی شیشے کی گردن سے

جھکے گرچہ ہو دشمن بھی تو جھک جاتے ہین ہم اوس سے
جو دیکھا تیغ مین خم تو لگایا اپنی گردن سے

رہائی پر جنون برسون رہا شیدا اسیری کا
ہمین سمجھا کیے قیدی نشانِ طوق گردن سے

بوقت ذبح ہنستے ہین ہمارے زخم یہ ڈر ہی
نکل آئے نہ اچھو بنکے آبِ تیغ گردن سے

نہین اونکو محبت تو احد آخر یہ پھر کیا ہی
مین روتا ہون تو ہنسکر وہ لگا لیتے ہین گردن سے

نہ سمجھا دوست مجکو جا ملا اوس شوخ پرفن سے
خدا اس دل سے سمجھے ملگیا یہ کیسے دشمن سے

شبِ مہتاب مین ہنسکر کے یہ وہ شوخ کہتا ہی
تماشا دیکھیے کوندی ہی بجلی مہ کے خرمن سے

لبانِ آسیا دانہ ملا گردش ہوئی حاصل
مجھے آتا ہی چکر دانۂ رزق معین سے

نہین سنتے ہین خود یہ گالیان ہم چھیڑکر اونکو
مزاجِ ناز کو ہم پوچھتے ہین اونکے جوبن سے

بوقتِ شانہ یہ رخ سے نہفتنی ہی زلف اوسکی | [illegible] ہو ظلمت شب [illegible] روشن سے

سمجھ کو دامن نظارہ جنبش چاہیے ورنہ | چراغ زندگی ہو جائیگا گل باد دامن سے

وہ ناکام تمنا باغ عالم سے گیا ہو نہین | مری افسردگی ظاہر ہی میری شکل مدفن سے

جو ایذا غیر کی چاہے وہ خود گردش مین پڑتا ہی | یقین جبکو نہو وہ پوچھلے سنگ فلاخن سے

تواضع لاکھ دشمن سے ہو پر غافل نہو اے دل | خم شمشیر کا مطلب سمجھ تسلیم دشمن سے

ہمارے پاس آنے مین یہ ڈر فرط حیا سے ہی | نہ جھانکے مردم دیدہ کہین مژگان کی چلمن سے

ضرور اوس شہسوار حسن کا ہوگا یہ دیوانہ | مہ نو کا بنے گا طوق اکدن نعل توسن سے

کہان تک آخرش عصیان نماز آخری پڑھ لے | وضو کر کے دل ناداں تو آب تیغ آہن سے

غضب کی تیرہ بختی ہی جو کھینچون آہ دم بھر کر | نکل آئے دھوان ایجان چراغ روز روشن سے

سلامت کوچۂ کاکل سے پھر کر آ گیا اے دل | خدا کا شکر اچھا بچا قابوے دشمن سے

برنگ آسیا گھر بیٹھے روزی مجکو ملتی ہی | خدا بھر دیتا ہی منہ دانۂ رزق معین سے

خیال خانہ بربادی اسے تھا جو نکلتے دم | لپٹکر روح کیا کیا روئی ہی اس خانۂ تن سے

پس مردن بھی باقی ہی اثر یہ ناتوانی کا | کہ اوٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا اپنے مدفن سے

وہ ہو نہین نرم دل احباب کا یان تذکرہ کیا ہی
احد تکلیف ہوتی ہی مجھے تکلیف دشمن سے

غزل گوئی نہین اپنی احد جادو بیانی ہی
تعشق دلکو میرے ہی جو چشم شوخ پرفن سے

کہین جھانکے جو تو آکر پریرو اپنی چلمن سے
نکل آئے ابھی خورشید محشر تیرے روزن سے

نہ بھائے رہائی کی تمنا تا اسیرو نہین
بنایا ہی قفس صیاد نے شاخ نشیمن سے

بکھیڑے قصر و ایوان کے لیے یان زندگی مین ہین
وہان اک نام کے نکلین گے ستر ایک مدفن سے

نکلکر جیسے پہلو سے ہوا ہی ہمنشین اوسکا
کبھی غفلت نہ ای دل چاہیے پہلوے دشمن سے

سو صحرا الٰہی کونسا خوش چشم آیا تھا
ہرن آنکھون کو ملتے ہین نشان نعل توسن سے

جو آنا ہی اوٹھا کر آنکھ کے پردے مین آجاؤ
چلے آؤ جھجکتے کیا ہو تم مژگان کی چلمن سے

کیا ممنون منت اسقدر شمشیر قاتل نے
صدائے مرحبا آتی ہو ابتک اپنے مدفن سے

صدا پازیب کی ہمکو جو یاد آتی ہو زندان مین
تو بہلاتے ہین دل کو نالۂ زنجیر آہن سے

نہین پھولے سماتے ہین خوشی سے اپنے جامے مین
بہت تنگ آگئے ہین اندنون وہ اپنے جوبن سے

چھپاؤ لاکھ منہ دامن سے لیکن چھپ نہین سکتا
عیان ہی طور کا شعلہ چراغ زیر دامن سے

ہماری آرزو سے دل نہ نکلی وصل کی شب بھی
خدا شاہد ہی شاکی ہو پوچھ لو اس شوخ پرفن سے

خرابی کی مری ہردم یہ دل باتین سکھاتا ہی
خدا محفوظ رکھے مجکو اس پہلو کے دشمن سے

چھپے یہ خون ناحق حشر مین ممکن نہین اپنا
نکل آویگا خون بسملکے ہین قاتل کے دامن سے

نہین ہٹکر کے رخ سے پشت پر یہ آگئے گیسو
تماشا ہی کہ بھاگی ظلمت شب روز روشن سے

مجھے تردامنی پر بھی ایسے ناصح یہ رتبہ ہی
فرشتے آنکھ ملجاتے ہین آکر میرے دامن سے

جو ہم زندانیون کا امتحان اوسنے لیا آکر
کڑے نکلے کڑی سہکے ہم زنجیر آہن سے

جو ہین طامع اونھین جنس سوز و غم دولت سے کیا حاصل
فتیلے مین جلن ہوتی ہی زیادہ حرص روغن سے

تھی حسرت کچھ اوسے کچھ قتل ناحق کا تصور تھا
عجب حالت تھی جب قاتل چلا تھا میرے مدفن سے

گل و بلبل نہین اشعار مین اپنے فقط مضمون
وہی سمجھے گا جو واقف احد ہو خوب اس فن سے

نکیونکر شاعری کو ناز ہو دم سے احد میرے
فصاحت اور بلاغت مجکو حاصل ہی لڑکپن سے

خط کو پھر پڑھیگا پہلے حال مضطر دیکھیے
طائر سیماب ہی اپنا کبوتر دیکھیے

کسکے آغوش تمنا مین رہے ہو رات بھر
منہ تو اپنا آئینے مین بندہ پرور دیکھیے

پھنسکے دل زلفونمین اونکے دیکھیے کہتا ہی کیا
سر چڑھا ہون کسکے مین میرا مقدر دیکھیے

چھوڑکر زلفِ دوتا کو رخپہ کہتا ہی وہ شوخ
شب کے پردے مین بیاضِ صبح محشر دیکھیے

بے سبب پھرتا نہین ہون خوبی قسمت ہی یہ
تنگئی ہی گردشِ تقدیر چکر دیکھیے

گوش تک پونہچا حسینون کے بڑھایہ تیرِ مژ
گوشۂ تجرید مین رہکرکے گوہر دیکھیے

صاف دل ہر نیک و بد کو لیتے ہین جگہ
خانۂ آئینہ مین مہمان ہوکر دیکھیے

اسطرح چشمک ہی آنکھونمین طلائی رنگ سے
جسطرح لڑتے ہون دو مفلس پئے زر دیکھیے

جائیے گا نٹھیے یہ آخری دیدار ہی
ہون حباب بحر کی صورت مین دم بھر دیکھیے

تو وہ ہی صیاد تیرے صید اکثر دھوپ مین
سایہ کرتے ہین اپنے پر سے تجپر دیکھیے

قیدیِ زلفِ دوتا شاید چلے سوے عدم
خانۂ زنجیر مین ہی شور محشر دیکھیے

[illegible]یے مرنے سے رقیبونکو ہوئی ہی یہ خوشی
عید کا سامان نظر آتا ہی گھر گھر دیکھیے

[illegible] زلفِ دوتا کب تک اوڑا لاتی ہی تو
اے صبا اسکا ہی سہرہ تیرے ہی سر دیکھیے

جنکو پاسِ آبرو ہی وہ اوبھرتے ہین کہان
موج کب دیتا ہی آخر آب گوہر دیکھیے

ای احمد جاتا نہین اکدم بھی اوس بت کا خیال

رات دن سینے پہ یہ رہتا ہی پتھر دیکھیے

کوچۂ کاکل مین جاتے ہو تو بہتر دیکھیے
حسرتِ دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھیے

ناتوانی کے سبب سے پانون بھی اوٹھتے نہیں
حلقۂ نقشِ قدم ہی مجھکو لنگر دیکھیے

بیٹھکر پہلو سے اپنے اوٹھ گئے تم روٹھکر
رہگئی تقدیر اپنی ہاتھ ملکر دیکھیے

عشق بت یادِ خدا فکرِ معاشِ دنیوی
عمر دو روزہ مین ہین یہ بار سر پر دیکھیے

تھا وہ قیدی میرے دم تک تھی خوشی زندان مین بھی
حلقۂ ماتم ہی اب زنجیر کا گھر دیکھیے

لاکھ ڈھونڈھے آپکے مانند ملنے کا نہیں
شمع لیکر ہاتھ مین خورشید محشر دیکھیے

مانا مین نے شوخیِ رفتار نے مارا مجھے
خون ناحق آخرش ہی کسکے سر پر دیکھیے

بل کی ہر دم عاشقِ جانباز سے لیتی ہی
سر چڑھی ہی آپکی زلفِ معنبر دیکھیے

مت اسے ڈھاؤ یہ پھر گرکے اوٹھنے کا نہیں
کعبۂ دل ہی تو اسد کا گھر دیکھیے

کشتیِ دل ہی نہین گرداب غم مین بے سبب
دے رہی ہی گردشِ تقدیر چکر دیکھیے

اغنیا دلمین جگہ مفلس کو دین پر کیا حصول
تر نہین رشتے کو کرتا آب گوہر دیکھیے

خاک چھانی ہی جو اک مہرو کی الفت مین احمد

پانوؤنکے چھالے ہین اپنے مثل اختر دیکھیے

یون نہین ممکن کہ تیرا روے انور دیکھلے
پہلے منہ آئینے مین خورشید محشر دیکھلے

تیرے دانتونکے مقابل ہوکے بازار مین
آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھلے

سرفروشی کے لیے حاضر ہین سارے سرفروش
تیغ قاتل سے کہو اب اپنا جوہر دیکھلے

پھر نہ تڑپے دم بخود ہوجائے اک سکتا ہو
بیقراری کو مری گر صید مضطر دیکھلے

ہو زمین شعر کو رتبہ فلک کا ای احمد
اپنے دیوان مین ہر اک نقطے کو اختر دیکھلے

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر مرزاپور رئیس شہر دہلی

احمد الاحد الذی لم یکن لہ کفوا احد۔ والصلی علی حبیبہ الذی لاشبہ لہ ولاند۔ انسان عبید الاحسان کا اقتضا یہ ہو کہ ہمپر کوئی احسان کرے تو ہم اوسکی خدمت کرین۔ ہمکو کوئی راحت دے تو ہم اوسکا شکریہ ادا کرین۔ مین بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا محمد عبد الاحد صاحب تشریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ مین تھی مین نے پوچھا کیا ہو مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ مین دیدی۔ دیکھا تو مولانا کا دیوان اردو ہو۔ مین نے اوسکو پڑھا اور مسرت حاصل ہوئی اوس مسرت کا شکریہ ادا نکرون تو کفران نعمت ہو۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے جوش آمد سے تھی۔ کلام ہو کہ ایک دریاے زخار کیطرح جوش مین رواں ہو۔ ایک ایک زمین مین کئی کئی غزلین اور ایک سے ایک بڑھکر۔ پھر مضامین آفرینی اور نازک خیالی سبحان اللہ جودت ذہنی اور استعداد کا سرمایہ ظاہر ہوتا ہو۔ اگرچہ مولانا کی

عمر تحصیل کمالات فنون عربیہ مین بسر ہوئی ہی اور منطق و فلسفہ و ریاضی و معانی و ادب و فقہ و طب خلاصہ یہ کہ معقول و منقول مین شہرت حاصل ہی لیکن نظم و نثر فارسی و اردو مین بھی وہ مرتبۂ عالی حاصل کیا ہی کہ حیرت ہوتی ہی تینتیس ۳۳ سال کی عمر مین ان کمالات کا جامع ہونا ہزارون بلکہ لاکھون مین سے کسی ایک کو نصیب نہین ہوتا ہی۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اب اگر مولانا کی شان مین یہ کہا جائے۔ کہ وہ اپنے زمانے مین یکتا ہین۔ تو امید ہی کہ یہ شاعرانہ مبالغہ تصور نکیا جائیگا۔ احد تخلص کتنا موزون ہی۔ اور مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پڑھان کر کے اردو شاعری کو اس مرتبۂ عالی پر پونہچانا بیشک عبدالاحد ہونے کی برکت ہی۔ نام یکتائی کے لیے کتنا شایان ہی۔ فقط

تقریظ جناب محمد عبدالرحمن خان صاحب فرخ متوطن حافظ آباد عرف پیلی بھیت حال کورٹ انسپکٹر شہر مرزاپور

پرستاران شاہد وہم و خیال شعرا۔ و نظارگیان حسن و جمال صورت و معنی کو مژدہ ہو۔ کہ شاہد شوخ مزاج سراپا ناز یعنی دیوان معجز بیان مولانا محمد عبدالاحد صاحب احد آلہ آبادی کا بصد ادا و ناز بر سر جلوہ ہی۔ بچشم ظاہر نازنینون کا تذکرہ۔ اور بحقیقت دستور العمل شعرا۔ اس دلبر رعنا کو گلشن گلہاے راز و نیاز اگر کہیے تو بہت بجا ہی۔ یا میخانۂ صہباے ناز و انداز قرار دیجیے تو نہایت زیبا۔ گلزار سخن مین بلبلون کی زبانون پر ہر سو یہی صدا ہی ؎ این نخل کہ از چشمۂ جان رستہ کہ کشت ست ٭ وین خط کہ دہد یاد ز معجز کہ نوشت ست ٭ ہر سطر دلفریب ایک نخل ہی خیالات رنگین کا۔ اور ہر صفحہ گلشن تازہ بہار ہی مضامین کا۔ ہر بیت مثل بیت ابروے مہ جبینان بلند مضمون۔ اور ہر مصرعہ بسان قد محبوبان موزون۔ سر سے پا تک ہر مقام پر ناز و کرشمہ سرگرم جلوہ فروشی۔ اور ادا و ناز و عشوہ مشتاق ہم آغوشی ؎ ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ٭ شوخی ترکیب و چستی بندش و خوبی بیان لطف و عتاب و وضع استعارہ و اسلوبی کنایہ ماشاءاللہ۔ اس شاہد طناز کے مشاہدے سے جناب سودا کا سودائی ہوجانا اور حضرت آتش کا آتش حسد سے جلجانا اگر موجود ہوتے تو بعید نہ تھا۔ میر و میرزا ہی جو موجد زبان ریختہ تھے اگر منصف ٹھہرائے جاتے تو اس کلام فخر نظام کے مقابلے مین اپنے کلام کو کیا کہتے۔ اس عہد مین اگر

شاہ ظفر سا قدردان ہوتا تو ذوق و غالبؔ و مومن خان کا کوئی پرسان نہوتا۔ جاے غور ہی کہ قطرے کو دریا اور ذرے
کو آفتاب بنانا۔ ہر شخص کا کام نہین۔ سخن سنجان دانشمند اور دانشمندان انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے ندین
تو گوا اعجاز مین گفتگو کرین لیکن سحر کے قرار دینے مین کچھ تامل نہین کر سکتے۔ خوشا تقدیر اس ریختہ کی کہ ایسے سحبان
کی زبان سے آشنا۔ اور ایسے حسان زمان کے بیا مین جلوہ نما ہی۔ جناب احمد کو اسم باسمے شاعر یکتا قرار دینا
کسیطرح شایان نہین بلکہ کسر شان ہی۔ یہ وہ وجود باجود ہی۔ کہ جہان فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر ناز
اور علم ولیاقت کو فخر و اعزاز ہی۔ جب سحر بیانی اور آتش زبانی خود شاہد حال ہو۔ تو کسی کی ثنا و صفت کا کب
خیال ہو۔ سچ ہی کہ ناقدردانیِ زمانہ نے نغمہ طرازی اور سخن پردازی کو سزاوار گریہ وزاری بنا دیا ہی۔ تاہم یہ ساز
ہزار آہنگ فرحت ساز ہی۔ کہ جس ڈھنگ کا گوش دل و دماغ شنوا ہو۔ اوسکو ویسا ہی حظ و فائدہ ہو۔ جاننے والے جانینگے
اور پہچاننے والے پہچانینگے کہ مولانا احمد کی توجہ نے اردوے معلی کی توقیر کو کسقدر بڑھایا۔ اور ریختے کی آبرو نے کیا پایہ پایا
خواہش دل آرزومند تو یہ ہی کہ یہ دلبر بیمثال دور از نظر غیر اپنا ہی منظور نظر و خیال رہتا۔ اور بخلاف اسکے شان معشوقی
اور صفت دلربائی کو ہر دل عزیز اور ہرجائی ہونا موجب کمال تھا۔ اس اجتماع ضدین سے مین دم بخود
کہ سرکار حسن و جمال سے یہ حکم آیا کہ نازنینون کا فرمان نازبردارونکا ایمان ہوتا ہی ای فروغ ناز کیش تجکو
کہ مدت سے دلدادۂ موجد ایجاد ہی بجز تسلیم و رضا چارہ نہین۔ عرض کرکہ۔ رضاے ماہمہ آنست کان رضاے
شماست۔ لہذا دست بدعا ہون کہ یارب اس نازنین پریچہرہ کو مطبوع طبائع جہان و جہانیان اور مقبول خاطر
دلدادگان دلربایان کیجیو۔ اور حاسدون اور نکتہ چینونکی نظر بد سے محفوظ اور مصون رکھیو۔ بالنون والصاد فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی کریم الدین صاحب ساکن مرزاپور شاگرد مصنف مدظلہ

حمداً لمن ہو خلق البریۃ۔ و افازہا علی المراتب العلیۃ۔ ورقاہا علی المدارج السنیۃ۔ ونجاہا النجوی السرمدیۃ۔ واداہا
الی عقبی الدار التی لیس بدامنہا الدنیۃ والعلیۃ۔ واعطاہم عیشۃ رضیۃ۔ وصلوۃ لمن اسری مسری الہدایۃ المصطفیۃ

وسرح نظرہ علی مسارح الدعوۃ المرضیۃ۔ وسلاما علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا العقود والدینیۃ۔ اما بعد شائقون کو مژدہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ۔ نظارگیان معنی کا جمال۔ از خود رفتگی کا تمغا۔ مضمون آفرینی کا قبالہ۔ صفائی کا جام جہان نما۔ معاملہ نگاری کا صحیفہ۔ رنگ عاشقانہ کا لطیفہ۔ معانی آفرینی کا مجموعہ۔ مجموعۂ سخن کا شیرازہ۔ مجنون طبعون کا مذاق۔ فرہاد مشربونکی چاشنی۔ دیدۂ یاران انجمن سخن کا نور۔ نزاکت کے دیدے کی تپلی۔ صفاہان کا سرمہ۔ یعنی دیوان مولانا واستاذنا مولوی محمد عبد الاحد صاحب مدظلہ کا طیار ہوا۔ سبحان اللہ کیا کیا نوردیدگان معانی آغوش الفاظ مین بازی کر رہے ہین۔ وپریزادان معانی بنگاہ دزدیدہ جھروکے سے نظم کے جھانک رہے ہین۔ شاہد نزاکت معنی کی کربار الفاظ سے جھکی جاتی ہین۔ مہوشان شوخی آب از دیدہ رفتہ ہوکر بندشونکی چلمن سے سر نکالکر گلبانگ سرفروشی کر رہے ہین۔ ایک ایک مصرعۂ پیچیدہ کی وقت مین ہزارون عرفی وخاقانی ایسے نافہمیچ غیرت مین مبتلا ہوکر پیچا پیچی حیرت مین پیچ کہا رہے ہین۔ اور ایک ایک بیت کی تحقیق مین سیکڑون فردوسی وانوری ایسے گھر بھول گئے ہین۔ ہر ایک غزلون مین وہ تروتازگی ہین کہ دماغ جو بین سے عطسہ ریزی کراتی ہین۔ آشیانۂ الفاظ پر طیور معانی کا با قرینہ بیٹھنا مکان ومکین کا ربط ہی۔ ناظرین کا استبعاد مصنف یعنی مولانا صاحب کے کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا مولانا کا ادنی وصف یہ ہی۔ کہ ان علوم متعددہ یعنی معقولات ومنقولات و فن شاعری وکتابت وغیرہ دیگر علوم مین ایسا دسترس رکھتے ہین کہ اونکے بیان کی سکوت ورزی عین پایہ شناسی ہی۔ ذرا دیکھیے انصاف کیجیے اعتساف چھوڑیے کہ باوصف حداثت سن دعوائق زمان ان علوم مین ید طولی رکھنا طوق بشری سے بعید ہی۔ الا ماشاء اللہ ان باتونسے حساد کے شعلۂ حسد نے اشتعال پایا ہوگا۔ مگر ایسد ہی کہ حاسد ومحسود کی نسبت سمجھکر ناظرین حق وباطل مین تمیز کرینگے الحق مولانا صاحب اس زمانے مین اون تمیز یافتون سے ہین کہ اگر کوئی اونکی ہمسنگی کا دعوی کرے تو اوسکا ادعا محض ہی۔ وعلی ہذا دیوان مولانا ممدوح کا اور دواوین کے مقابل مین یہی نسبت رکھتا ہی۔ مولانا ممدوح کے حق مین جو باتین کہی گئین ہین اونکو اطراء واغراق پر محمول کرنا میری دانست مین بڑی نادانستگی کی بات ہی فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد امین الدین صاحب آرہ آبادی برادر عزیز مصنف دام فیضہ

نغمہ سرائی بلبل طبیعت کی شاخسار گلشن معنی پر شان مین اوس خالق اکبر کے زیبا ہی کہ جسنے ہمارے اوج معانی
کو دام فکر و خیال نکتہ سنجان دقیقہ رس و معنی پردازان عیسی نفس کے پھنسایا۔ اور ترانہ سنجی عندلیب فکر کی
گلزار ہمیشہ بہار سخن مین شاخ شجر گل مضمون پر حق مین اوس بہیر کے روا ہی کہ جسنے چراغ ہدایت کو روشنی مین
رتبہ شمع طور کا بخشا سبحان اللہ کیا کیا صنعتین اور قدرتین کاملہ اوسکی ہین کہ کہین قطرے کو دریا اور کہین ذرے کو
آفتاب بنایا۔ اور ممکنات ہالکۃ الذات مین نوع بشر کو اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا فرمایا اور حضیض نقصان سے
اوج کمال پر ایسا پونہچایا کہ عقل اول کا مایۂ ادراک باوجود حصول کمالات بالفعل اور مرتبۂ قدیم بالزمان کے احصائے
کمالات انسانی مین معترف بنارسائی ہی سچ ہی انسان ضعیف البنیان نے طبیعت خداداد پائی ہو۔ از انجملہ
ذات بابرکات اخو المعظم و برادر مکرم ہی۔ کہ جسکے سبب سے بالفعل کمال انسانی کو صدگونہ مایۂ ناز کا حاصل ہی۔
علوم معقول و منقول مین وہ ید طولی رکھتے ہین کہ اگر کوئی اونسے ہمسنجگی کا دعوی کرے تو سوائے خرط القتاد
کے اور کیا کہنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہی کہ مغتنمات روزگار سے شمار کیے جاتے ہین۔ مادر دہر کو اونکے سبب سے ہزار
حصہ مایۂ نازیدن کا حاصل ہی۔ کسی منصف مزاج کو اونکی یکتائی مین گفتگو نہین۔ لیکن اگر کوئی حاسد بدبین
حسد اور رشک سے زبان کھولے اوسکا جواب کیا۔ قاعدے کی بات ہی کہ لوگ اکثر اہل کمال کے پیچھے پڑتے چلے
آئے ہین۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہی۔ کہ جسپر خیال کیا جائے۔ علی ہذا القیاس فن طبابت مین بھی وہ مرتبہ عالی
پایا ہی کہ جالینوس و بقراط زمان ہین۔ دم مسیحائی رکھتے ہین نسخے مین تاثیر اعجاز ہی۔ فن شعر و سخن مین
عربی ہو یا فارسی یا اردو وہ کمال حاصل ہی۔ کہ شاید متقدمین اور متاخرین مین سے کسی کو یہ رتبہ ملا ہو۔
یہ دیوان اردو جسکو محض بے توجہی اور عدیم الفرصتی کی حالت مین بپاس خاطر بعض احباب کے مرتب
فرمایا ہی۔ دلیل ہی اسبات پر کہ نازک خیالی اور مضمون آفرینی اور حسن بندش اور صحت الفاظ اور چلبلاپن

رمز و کنایہ اور چھیڑ چھاڑ عاشقانہ غرض یہ کہ جو باتین شاعرونکے واسطے لائق ہین۔ وہ سب اسمین موجود ہین طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھیے۔ ایک جمگھٹ حسینان اور پریزادان معانی کا کس بیساختہ پن اور بے تکلفی کے ساتھ نظر آتا ہی۔ کہ نظر نظارہ کرشمہ و عشوہ ہین مین ایک کیفیت چکا چوندھ اور حیرت کی چھا جاتی ہی۔ اگر دامن نگاہ گرد کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوہ نظر آئے کہ حضرت سلیمان کو باوجود تابعداری پریزادونکے کبھی جلوہ نظر نہ آیا ہوگا۔ حوران جنتی کی شان مین گو حدیث صحیح مین یہ مضمون وارد ہی۔ وَلَوْ اَنَّ امْرَءَۃً من نساء اہل الجنۃ اطلعت لاضاءت ما بینہما ولنصیفہا علی راسہا خیر من الدنیا وما فیہا۔ لیکن مین یہان پر یہ ضرور کہونگا کہ اگر کوئی پریزادان معانی سے عالم فطانت اور زیرکی کی طرف جھانک لے۔ تو وہ روشنی اور جلوہ پیدا ہو۔ کہ کبھی خورشید حشر اور برق طور نے بھی نہ دیکھا ہو۔ جس شعر مین مضمون ادا ہی۔ وہان بیشک خون قضا ہی۔ جہان عشوہ پردازی اور معاملہ نگاری ہی۔ وہان عالم اور طلسم سحر سامری ہی۔ جہان چشم فسون پرداز کا بیان ہی۔ وہان خمخانہ ساقی الست بر بکم صرف صرفِ مستان بادۂ روز ازل ہی۔ جو مطلع ہی وہ جام جہان نما ہی۔ جو شعر ہی وہ ہمپلہ شعری ظہور مین ظہور مضمون ظہوری خفاے راز و نیاز مین خفاے خفائی۔ عرفی اور خاقانی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا۔ کیونکہ اسوقت اگر ہوتے تو سوا منفعل اور نادم ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا۔ مین اہل بصیرت سے امید رکھتا ہون کہ یہ باتین میری مبالغے پر نہ محمول فرمائی جائین۔ البتہ اس مقام پر یہ مین ضرور کہونگا کہ یہ دیوان بیشک دیدۂ بدبین اور حاسدین مین خار ہی اور منصف مزاج کی نگاہ مین گلزار۔ یا الٰہی جبتک دریاے سخن موج زن ہی یہ درشاہوار ہمیشہ آویزہ گوش حسینان جہان و سرمایۂ آبروے سخن سنجان رہے آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب مولوی محمد بخش صاحب الہ آبادی متخلص بہ نکتہ شاگرد مصنف مدظلہ

بایں تمہید عنوان حوصلہ اللہ اکبر ہی
مدد ای خامۂ قدرت کہ طبع نکتہ پرور ہی

چراغ طور صرفِ شعلۂ نطق سخنور ہی
فضاے گردش خامہ مین رقص برق مضطر ہی

فلک کو رفعتِ شانِ سخندان سے یہ چکر ہی
تحیر کا ہی عالم عقلِ کل کی ششدر رہی

کہان شایستگیِ مژدہ گوئی مجھسے ممکن ہو
مگر بسم اسد یہ احسان ہر اک اہلِ سخن پر ہی

ہوا گلدستہ وہ دیوانِ جہان مین دستِ شہرت کا
رگِ گلہاے صفوت جسکا ہر اک تارِ مسطر ہی

مسرت خاطرِ دوران کو ہی ترتیبِ دیوان کی
دیا دلدادۂ مایوس کو پیغام دلبر ہی

زبانِ نطق سے گویا ہی منشی بلاغت یون
کہ بیشک وصفِ دیوان قدرتِ امکانسے باہر ہی

یہ جلوہ ہی خدایا حسنِ توشیحِ معانی کا
کہ خورشید ضیاے طور کا ہر لفظ غادر ہی

بیاضِ صفحہ پہ جوبن ہی سطحِ آبِ حیوان کا
دمِ نظارہ چشمِ دید مقصودِ سکندر ہی

تماشاے سوادِ سنبلِ سطرِ مسلسل سے
نمایان عالمِ سربستۂ زلفِ معنبر ہی

یہ کسکے رشحۂ ابرِ قلم نے دی بہار ایسی
کہ اسکی بستان مین ہر ہر کاہ خطِ رشکِ گلِ تر ہی

حسینونکی ادا یا چستی بندش کا جوبن ہی
سخندانِ عاشقِ مضمون کا دل جسمین مسخر ہی

حناے عشوۂ معشوق ہی شوخی عبارت کی
روانی جسکی رفتارِ بتانِ نازپرور ہی

غدوبت استعارونکی باعجازِ سخن پیدا
زلالِ خضر سے مملو کفِ عیسی مین ساغر ہی

درِ مکنونِ مضمونِ علو کی یہ درخشانی
سزاے زینتِ تاجِ سرِ سلطانِ خاور ہی

شبِ خط مین یہ جلوہ چہرۂ پرنورِ معنی کا
دلِ ظلمات مین گویا فروغِ صبحِ محشر ہی

روان مصرع برنگِ جنبشِ ابروے خوبان سے
سرِ بدخواہ پیہم ارتسامِ زخمِ خنجر ہی

ہمہ اس دیوان کی خوبی منصفو ایمان کی کہنا
کلامِ آتش و ناسخ کو بھی دیکھا تو اکثر ہی

ہوا یہ مایۂ نغمۂ سخن تقدیر سے حاصل
پر اس سے منحرف کمبخت برگشتہ مقدر ہی

غبارِ عیب سے مطلق مبرا ہی یہ مجموعہ
برنگِ باطنِ صوفی کہ یکسر نور پرور ہی

مگر حاسد کو کیا سوجھے یہ ہی کس رنگ کا دیوان
الف آغاز کا چشمِ حسد کو نوکِ نشتر ہی

همہ دانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت مین — مصنف حق تو یہ ہی آج اپنا آپ ہمسر ہی

کرے افسوس اسکا معترض اپنی حماقت پر — نہین سمجھا مصنف کا سخندان کون ہمسر ہی

ذریعہ نام استادِ احمد ہی فخر و عزت کا — کہ شاگردی کا رتبہ مجکو ای نکتہ بیستر ہی

بس اب خاتمہ دعا کے بعد ہی تاریخ بھی لکھنی — بیانِ وصف دیوان صرف ہمت [illegible] فزون تر ہی

ہے ہے یہ روضۂ دلکش خدایا اپنے جوبن پر — گلِ خورشید سے گلزار جب تک [illegible] اخضر ہی

تاریخ در فارسی

چہ گلزارِ احمد رنگین ترین ست — بہارش رشک فردوسِ برین ست

قضا گفتہ کہ نغزِ تر ندیدم — قدر سر برزدہ فرمود این ست

بمضمونش معانی آرمیدہ — برای صید دلہا درکمین ست

بباغِ نظم گلہای فصاحت — چو خوشبوئی بزلفِ عنبرین ست

چو ہاتف دید کاین فرخ کتاب ست — بگفتا گوہرِ غلطان ہمین ست

ایضاً در اُردو

چشم تصنیف جسکی نگران تھی — نکتہ دیوان اب ہوا وہ نصیب

فکر تاریخ کی تو ہاتف نے — گوش دل مین کہا کلام غریب

تاریخ طبع از جناب محمد جان خانصاحب آگرہ آبادی متخلص بہ حسرت صاحب دیوان

چون مرتب گشت دیوانِ احمد — پیش ما آورد و گفت ای یار من

انچہ کردم نالہاے دل خراش
بشنو از من مونس و غمخوار من

گر پسند آید ترا تو ھم بشو
نغمہ سنج ای بلبل گلزار من

سال نظمش از منِ حیرت چو خواست
گفتمش گو گلشن بیخار من
۱۳۰۳ھ

ایضاً در اُردو

خیابان زار ہی یہ نظم رنگین
مگر کانٹا براے چشم بد ہی

ہزارون ہی گلِ مضمون ہین اسمین
پے اہلِ سخن یہ مستند ہی

نگاہِ شوق جو اسپر نہ ڈالے
سخنور وہ نہین اہل حسد ہی

ہوا جسکو نہو اس بوستان کی
مذاقِ شعر سے وہ نابلد ہی

مناسب ہی کہ اسکا سال تاریخ
لکھا جائے مصنف کو یہ کد ہی

کہو حیرت بقطعِ فرق زائد
بہار باغ دیوانِ احمد ہی
۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی محمد عبد الغفار صاحب متخلص بضیا ساکن اعظم گڈھ تلمیذ مصنف مدظلہ

در عربی

یا قاصدی بحر السخن یا طالبی دُرر الادب
شیموا الی افکار من قد صار خیر القائل

ہذا کتاب لو رأی اہل الکمال نکاتہ
یکوفی و یرقص قائلا للہ دَرُّ القائل

یا صاح [illegible] اشارہ [illegible] المشوق حبیبہ
واصغ الی اقوالہ وانظرہ نظر الکامل

لا تلتفت قط الی من شک حُسن مقالہ
وارجع الی [illegible] القائل

[illegible]
[illegible] القائل

لما رایت کلامہ وابصرت حسن ختامہ
ملت الی تاریخہ فارخت ارخ الکامل

نادی بصوت جہوری اضممہ عدا ہاتف
فاعلم ضیا تاریخہ روضۃ الاجل العاقل

سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً در فارسی

مرتب کرد دیوان را چو استادِ احد یکتا
برائے داد بکشادند مرغانِ چمن لبہا

وفورِ حسنِ او غارتگرِ حسن بتان گشتہ
رخش پرنور خیرہ کرد چشمانِ حسودان را

لباسِ فاخرہ در بر کشیدہ حسنِ ترتیبش
سراپا شد محلّے لفظ او از زیورِ معنی

وزد بادِ بہاری گرچہ لیکن جعدِ مشکینش
نہاد از نکہتِ خود بر سرِ او تاج خجلت را

یقین کردند اربابِ سخن کز بہر ادراکش
سخنور باید و نازک خیال و زیرک و دانا

علوِّ شانِ او خود از کلامش میشود ظاہر
ندارد احتیاجِ زیب و زینت شاہدِ زیبا

بکف شمشیرِ مضمونش بعالم سر بر آوردہ
در اقلیمِ معانی ہست او گردنکشِ اعدا

دو عالم را بگفتارش توان چون پیشکش کردن
کجا آن گوہرِ یکتا کجا این مایۂ ادنیٰ

اگر خوانم بگلشن شمۂ از حسنِ مدحِ او
رسد بر شاخِ نظمم نغمہ خوان ہم بلبلِ شیدا

لوائے شہرتش را در قدم بر گنبدِ گردون
رسیدہ صیتِ اقبالش کنون تا طارمِ اعلیٰ

الا ای حاسدِ بیدین برون کن پنبۂ غفلت
بیا بشنو بگوشِ ہوش مضمونہائے نازک را

حذاقت را چہ میخواہی فطانت را چہ میجوئی
گر او را کے بداری بر سرِ دیوان زبان بکشا

ولا از دامِ مدحِ او رہائی کے بود ممکن
غرض تنہا یکہ داری بر سرِ او کن زبان گویا

صنائع را کہ در نظم و دو بیت داشتم بشنو
ز حرفِ اولین ہر شعر و الن اسمِ مصنف را

از آن ہر مصرعِ ثانی ہمی میشود ظاہر
بر دو بیت ز حرفِ آخرین ہر اولین پیدا

حصولِ سالِ ہجری از غلاقِ شائقان گروی ۔۔۔ وے از بہر فصلی ای ضیا گو مصرعِ یکتا
سنہ ۱۳۲۳ھ
بخوان از حرف منقوطی بحذفِ یک عدد اکنون ۔۔۔ چہ خوش دیوان شدہ از مولوی عبدالاحد پیدا
مولوی عبدالاحد صاحب سنہ ۱۳۲۳ ۔۔۔ سنہ ۱۳۱۶ فصلی

ایضاً در اُردو

دیوان ہی یا کہ شمس ہی نصف النہار پر ۔۔۔ یا گلشنِ سخن ہی یہ خندان بہار پر
یا شاخ سرو پر ہی یہ قمری ترانہ ریز ۔۔۔ یا نغمہ خوان ہی مرغ چمن شاخسار پر
یا جام جم ہی یا کہ سکندر کا آئینہ ۔۔۔ یا نازنین ہی کرسیِ زرین نگار پر
عنبر ہی یا عبیر ہی یا عطر یا گلاب ۔۔۔ یا بوے زلف ہنستی ہی مشکِ تتار پر
اسد نے سطرین اوسکی ہین کیا جسکو دیکھکر ۔۔۔ آمادہ کہکشان بھی ہی اسد م نثار پر
کاغذ سفید پر ہین حروف ایسے خوش نما ۔۔۔ جیسے کہ خطِ سبز ہو رخسار یار پر
اختر ہین نقطے دائرے ہین مہر و ماہ سب ۔۔۔ اور نظم شل پروین کے ہی کس بہار پر
ہین جدولون کے گرد سطور ایسے جسطرح ۔۔۔ سبزے ہون لہلہاتے لبِ جویبار پر
مضمون عاشقانہ مین اوسکے یہ ہی اثر ۔۔۔ زندہ ہون مردے پڑھیے گر اوسکو مزار پر
کسطرح کی تلاش ہی کیسی زبان ہی صاف ۔۔۔ قربان دل ہی اس سخنِ آبدار پر
اسطرح سے صفائی ہو جسکے کلام مین ۔۔۔ کیون شان اوسکی ہو نہ بڑھی سو ہزار پر
لب کھولنے کا قصد جو رکھتا ہو پہلے وہ ۔۔۔ کرلے نظر تو اپنے کمال و وقار پر
حاسد کے رشک سے بھلا کیا خوف اوسکو ہو ۔۔۔ صرصر کا زور چلتا نہین اس بہار پر
خوشبوے مشک چھپ نہین سکتی ہی سچ ہی یہ ۔۔۔ حق گو ہی ایک ہوتا ہی غالب ہزار پر
ہو فیض سے اوسکے جو ہون اوسکا مدح خوان ۔۔۔ نازان ہون کیون نہ اس کرم بیشمار پر

تاریخ طبع کی ہوسکے مجھے فکر اسلیے
ہو میرا نام بھی ورقِ روزگار پر

از بہر سال عیسوی ہاتف نے یہ کہا
کسواسطے ہو بیٹھے درِ انتظار پر

رکھو سر ہوس نہ ضیا لکھدو بس یہی
ہو باغ یہ زمانہ مین ہر دم بہار پر

سنہ ۱۹۱۶ء

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب وفا ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف مدظلہ

چون محلی شدہ بزیور طبع
رشک دہ مہوشان یغمائی

یعنی دیوان نادر و یکتا
یافت شہرت بملک یکتائی

بے نظیر این شدہ و او این ست
در صفائی و طرز زیبائی

چیست دیوان ناسخ و آتش
ختم بروے شدست گویائی

لفظ او مثل درج پُر گوہر
معنیش ہمچو در یکتائی

بہر تاریخ گفت ہاتف غیب
بلبلے شاخسار دانائی

بیاسی و دو رست ۱۳۳۰ھ

ایضاً در اُردو

تُو مرتب ہی یہ دیوانِ احمد
دوستو تھی جسکی تمکو جستجو

شائع تو کیا یہ گلِ سبے خار ہی
سیر کر لو آکے ای فرخندہ خو

غم سے سینہ حاسدون کا چاک چاک
دل ہی دل مین جوش کھاتا ہی لہو

دوستون نے شاد ہو کر یہ کہا
تُو مبارک ہو بر آئی آرزو

راحتِ ارواح یہ دیوان ہی
اہل فطرت کو ہی اسکی جستجو

فکر جب تاریخ ہجری کی ہوئی
ناگہان ہاتف نے کی یہ گفتگو

بخت کے سر کو بڑھا کر لکھ وفا — اب ہوئی دیوان کی شہرت چار سو
سن مسیحی کا اگر ہووے خیال (سنہ ۱۸۸۶ء) — سر ہر اک مصرع کا لیکر جوڑ تو (سنہ ۱۳۰۲ھ)

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد سلامت اسد صاحب سیف ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف

ترتیب یافت اکنون این گلشن معانی — از شاعری کہ مثلش کس نیست در زمانہ
مضمون شعرہایش تا باغ روئے خوبان — حاسد چہ لب کشاید از بہر عیب و طعنہ
ہر نخل نظمہایش با طرز نو دمیدہ — ہرگز کسے ندیدہ زینسان درین زمانہ
از بہر سال طبعش ہاتف بہ سیف گفتہ — بگذار فرق اختر گو اختر زمانہ
سنہ ۱۳۰۲ھ

ایضاً در اردو

مرتب ہوگیا دیوان استاد — مجوّر شک دو باغِ جنان ہو
محلّی زیورِ مضمون سے ہر شعر — یہ دیوان ہی کہ رشکِ مہوشان ہی
صفائی مضامین جسنے دیکھی — کہا بیشک نیا یہ بوستان ہی
ہوئی جب فکر مجکو سال تاریخ — کہا ہاتف نے کیا تمپر نہان ہی
سر زائد گھٹا کر لکھ دو ای سیف — یہ کیسا عمدہ گلشن بیخزان ہی
سنہ ۱۳۰۲ھ

تاریخ طبع از جناب مولوی عبد الجلیل صاحب متخلص بہ وفی ساکن حیدرآباد سندہ شاگرد مصنف

ترتیب داد دیوان استاد من بطرزے — چشم فلک ندیدہ نے گوش او شنیدہ
چیدہ ز شاخہایش گلہاے عیش شائق — نشتر بچشم حاسد از دیدنش خلیدہ

نازک خیال چندان باشد نہ کس میوران	گوید چنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ
مضمون آبدارش اشعار پر بہارش	ناظر شدہ نثارش وزجان و دل گزیدہ
ذوقی چو سال طبعش جستم زہاتف آمدم	باغ ارم مزیب درگوش من رسیدہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از محمد صدرالدین صاحب متخلص بہ قمر برادرزادہ مصنف دام فیضہ

زہے دیوان اکنون شد مرتب	کہ رشک افزائے فردوس برین ست
بکام حاسدان گردید حنظل	برائے شائقان چون انگبین ست
قمر چون سال طبعش فکر کردم	کہ طرز یادگار من ہمین ست
سروش غیب الہامیہ گفتہ	شہنشاہ دواوین گوہمین ست ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

کیسا عمدہ ہی یہ دیوان غور سے تو دیکھیے	جسکا ہراک شعر مثل گوہر نایاب ہی
اوسکی ہراک سطر ہی مثل خیابان بہشت	اور مضمون دیکھیے تو موجزن سیلاب ہی
ہی کہاں جراءت کہ ہو ہر شخص اوسمیں غوطہ زن	دائرے کا حلقہ بیشک حلقۂ گرداب ہی
طبع کی تاریخ جب سوچی قمر نے دفعۃً	بولا خضر نیک رو دیوان نہیں یخ تاب ہی ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ع

ایضاً از جناب مولوی اصغر علی صاحب متخلص باصغر ساکن مرزاپور شاگرد مصنف

برسلسل سطور این دیوان	میشود صدقہ سنبل پیچان
شاعری ختم گشت بر استاد	ستند چون بنا شد این دیوان

چون نساز و بہار نظارہ　　شاہدے ہست ہمچو این بستان
بر لطیف البیانی و تحریر　　چون بیاید سلام از رضوان
مرحبا مرحبا زہے طالع　　خوب مطبوع گشت این دیوان
دوستان گلست مضمونش　　دشمنان راست خنجر بران
آسمان گردنت بعجز نہاد　　گشت اصغر چو طبع این دیوان
ہاتفِ غیب گفت تاریخش　　نغمۂ راز با منِ خوش خوان
۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

شاہ دیوان احد کا ہے دیوان　　پھر دوا دین کا کیون نہ افسر ہو
دائرون پر جو خط کے غور کرے　　اور بھی آسمان کو چکر ہو
جتنے حاسد ہین آج یا اسد　　تیغ کینے کی اونکے سر پر ہو
صفحہ پہ آئینہ نثار کرے　　پھر جو پیدا کہین سکندر ہو
اپنے استاد کا چھپا دیوان　　سینۂ حاسدان کو نشتر ہو
اس روانی نظم پر اصغر　　پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو
خوب مرغوب یہ کہی تاریخ　　غنچۂ مہر پھر نہ کیونکر ہو
۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی عبدالسبحان صاحب متخلص بطیب ساکن بہار شاگرد مصنف مدظلہ

چہ دیوانِ دلکش بحسن و لطافت　　کہ ہر شعر شعری و فخر زمن شد
بہ طیب در آمد صدائے زہاتف　　کہ تاریخ آن پاک شیرین سخن شد
۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

چھپا دیوان احمد کا شائقو اب　　کرو ارمان پورا خوب دل کا
وہ آئینہ ہی وہ دیوان رنگین　　کہ جسمین دیکھلو محبوب دل کا
ہوئی رخصت بقا چھپنے کی تاریخ　　جہان نے جب کہا مرغوب دل کا
سنہ ۱۳۰۳ھ　　سنہ ۱۳۰۳ھ
دعا طیب کی ہی سبحان سے اپنے　　رہے تا حشر یہ مطلوب دل کا

ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد ستار بخش صاحب متخلص شفا ساکن فیض آباد حال ڈاکٹر پولس اسپتال شہر مرزاپور شاگرد مصنف عم فیضہ

شدہ مطبوع چون دیوان استاد　　بفضل ایزد بیچون خلاق
شفا پرسید تاریخش ز ہاتف　　اشارت کرد گو خورشید آفاق
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی محمد طاہر صاحب الہ آبادی متخلص بطاہر شاگرد مصنف مدظلہ

برائے سال این دیوان استاد　　چو طاہر را زمانے گشت فکرے
بصد ناز و ادا فرمود ہاتف　　سپہر حسن را تابندہ مہرے
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بہاری متخلص بفخر شاگرد مصنف مدظلہ

کس صفائی سے یہ چھپا دیوان　　جسنے دیکھا دل اوسکا شاد ہوا
فخر سے سال طبع ہاتف نے　　کہدیا غنچہ مراد ہوا
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب محمد حسن خانصاحب محافظ دفتر کچہری سپرنٹنڈنٹی مہاراجہ بنارس متخلص بحسن

مکرم معظم جناب احد — کہ اقلیم معنی کے ہیں وہ امیر
مرتب یہ دیوان جب کر چکے — ہوئے شادمان سب صغیر و کبیر
ضیائے معانی پر نور سے — اوسے شمس کہتے ہیں روشن ضمیر
پئے سال ترتیب و تاریخ طبع — حسن نے کیا جبکہ غور کثیر
ندا آئی ناگاہ یہ غیب سے — احد کا بھی دیوان ہے بے نظیر
سنہ ۱۳۰۳ھ

دیگر در فارسی

مولوی احد بفکر سلیم — نے بہ دیوان نو مرتب کرد
نزد اہل خرد درین چہ سخن — ہست این نسخہ در وداد دین فرد
چون حسن جست نام تاریخی — ملہم غیب گفت نغمۂ درد
سنہ ۱۳۰۳ھ

شکر و سپاس بیقیاس خداوند کون و مکان کہ درین زمان مسرت اقتران این دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامۂ فصیح البیان فہامۂ طلیق اللسان سکہ زن دار الضرب جدت معانی معرکہ آرای عرصۂ نکتہ سنجی و سخندانی جامع فضائل جناب مولوی حکیم محمد عبد الاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسۂ مرزاپور دام بالسر نیر و السرور در مطبع نامی نظامی واقع کانپور سنہ ۱۳۰۳ ہجری بتصحیح مصنف موصوف بحکم النقل کالاصل بلباس انطباع دربر کشیدہ و در چشم مشتاقان جلوۂ ظہور بخشید فقط
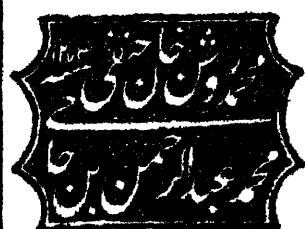
وجہ مہر و دستخط

برای سند ہمینی کہ کتاب ہذا در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردیدہ مہر و دستخط مہتمم بر خاتمۂ آن افزودہ شد

صحت نامہ بنظر ثانی و تصحیح مصنف مدظلہ العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	پردردغم	پردردوغم	۱۶۵	۱	یوسف ہی	یوسف ہو
۱۸	۱۰	قدمونپہ	پاؤنپہ	۱۷۶	۹	جھپکتے	جھجکتے
۴۹	۳	چلے	چلنے	۱۸۶	۱	نظر	گذر
۶۴	۵	لالہ	لاکہ	۲۱۱	۱۱	بھی	سے
۶۴	۹	تذکرہ	ماجرا	۲۳۲	۱	العقود	عقود
۶۶	۷	غنچے	غنچہ	ایضاً	۲	جمال	جال
۷۲	۱۳	گل	کل	ایضاً	۴	یاران	بازان
۸۰	۸	دکھادین گے	دکھادینگے	ایضاً	۷	سرفروشی	خودفروشی
۸۷	۷	بیڑیان	بیڑبان	ایضاً	۱۹	اطراد	اطرار
۹۴	۱۱	وہی	اوسے	۲۳۴	۹	عالم اور طلسم	عالم طلسم
۱۰۸	۴	نبتے ہین	نبتی ہی	۲۴۴	۳	وہ دیوان	یہ دیوان
۱۳۵	۵	الفت	غربت				
۱۴۳	۱	جنکا	جسکا				

تمت